اسلام کا قانونِ اراضی

www.KitaboSunnat.com

تالیف

نصرت علی اثیر

مرکزِ تحقیق دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری

نسبت روڈ ○ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ...عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

اسلام کا قانونِ اراضی

تالیف

نصرت علی اثیر

www.KitaboSunnat.com

مرکز تحقیق، دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری

نسبت روڈ لاہور

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

255.2

سلسلہ مطبوعات نمبر ۴۶

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب	اسلام کا قانون اراضی
نام مؤلف	نصرت علی اثیر
ناشر	مرکز تحقیق (ریسرچ سیل) دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری لاہور
باہتمام	حافظ غلام حسین ڈائریکٹر ریسرچ سیل
کمپوزنگ	حافظ احمد یار کمپوزر مرکز تحقیق دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری
طابع	ان پریس، ۱۹۔ اے ایبٹ روڈ لاہور
پہلا ایڈیشن	دسمبر ۱۹۹۴ء
تعداد	۱۱۰۰
قیمت	50/00 روپے

13821

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین

	صفحہ
تقدیم	۷
پیش لفظ	۹
باب اول زراعت : تاریخی پس منظر	۱۰
زراعت کا لغوی و اصطلاحی مفہوم	۱۰
افزائش نسل انسانی اور زراعت	۱۱
پیداواری فصلیں اور پھل دار پودے	۱۵
کمال	۱۶
کپاس	۱۶
پھل	۱۷
کیلا	۱۷
ناریل	۱۸
مذاہب قدیم میں زراعت کا تصور	۱۸
زراعت اور طلوع اسلام	۲۸
باب دوم	۳۵
زرعی اصلاحات عہد نبوی میں	۳۵
عقائد کی اصلاح	۳۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اخلاقی اقدار کا احیاء	۳۸
خوف آخرت	۴۴
فضیلت زراعت کا اجاگر کرنا	۵۰
تنظیم معاشرہ	۵۵
پرورش حیوانات	۵۶
تخم کشی اور زرعی تحقیق	۵۸
زرعی قرضے	۵۹
نظام آب پاشی کی ترقی	۶۰
اصلاح قوانین ملکیت زمین	۶۲
اصلاح قوانین مزارعت	۶۵
زرعی لگان	۷۳
بندوبست اراضی اور زرعی بستیاں	۷۸
باب سوم : خلفائے راشدین کے دور میں زراعت	۷۹
(۱) عہد صدیقی میں زرعی اصلاحات	۷۹
قابل قبول زرعی نظام اور فتوحات	۸۰
صوبہ جاتی تقسیم	۸۱
بیت المال کا قیام	۸۲
عمال کے ہدایت نامے	۸۳
محاصل کی شرح کا تقرر	۸۳
کاشت پرداخت کیلئے قطائع کی بخشی اور لگان کا تقرر	۸۴
زرعی طبقات کی دلجوئی	۸۵
گھریلو دستکاریوں کی ترویج	۸۶

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۲) عہد فاروقی کی زرعی اصلاحات	۸۷
صیغۂ محاصل کی تنظیم نو	۸۸
مردم شماری	۸۸
خراج کا تقرر	۸۸
زمین کی پیمائش	۸۸
جاگیر بخشی	۸۹
بندوبست اراضی	۹۰
بے آباد زمینوں کی آبادکاری کی تحریک	۹۱
بیت المال	۹۲
نظامت نافعہ (محکمہ رفاہ عامہ)	۹۳
تعلیم و نظریاتی تربیت	۹۳
(۳) عہد عثمانی میں زرعی اصلاحات	۹۴
عمال کے کاموں کی نگرانی	۹۴
اصحاب فے کے وظائف میں اضافہ	۹۵
بند مہروز کی تعمیر	۹۵
ذمی کاشتکاروں کی دادرسی	۹۶
اہل مدینہ پر عائد پابندیوں کا خاتمہ	۹۶
دور عثمانی کا زرعی معاشرہ	۹۶
(۴) عہد علوی کی زرعی اصلاحات	۹۷
عمال کی تبدیلی	۹۷
مالگزاری کا انتظام	۱۰۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رفاہ عامہ کے اقدامات	۱۰۱
گھوڑوں کی تجارت پر زکواۃ کا استثناء	۱۰۱
باب چہارم ممالک محروسہ کا نظام زراعت اور فتوحات اسلامی	۱۰۲
باب پنجم: احکام اراضی	۱۱۴(۱)
ملکیت زمین اور ملکیت کا مفہوم	۱۱۴(۱)
ملکیت کا تصور اسلام میں	۱۱۴(۳)
آثار ملکیت	۱۱۴(۷)
اسلام اور جاگیرداری	۱۱۴(۸)
جاگیرداری کی قباحتیں	۱۱۴(۱۷)
اصلاح احوال	۱۱۴(۱۹)
(۱) معاشرتی عدل کے اقدامات	۱۱۴(۲۰)
(۲) انتظامیہ کی تطہیر	۱۱۴(۲۱)
(۳) نئے بندوبست اراضی کی ضرورت	۱۱۴(۲۱)
(۴) مزارعین کیلئے مراعات	۱۱۴(۲۲)
(۵) سیاسی نظام میں تبدیلی	۱۱۴(۲۳)
زراعت ومزارعت	۱۱۴(۲۵)
خود کاشتکاری کی فضیلت	۱۱۴(۲۶)
مزارعت	۱۱۴(۲۶)
مزارعت کی ناجائز شکلیں	۱۱۴(۲۹)
مزارعت کی جائز صورتیں	۱۱۴(۳۶)
ائمہ دین اور مزارعت	۱۱۴(۳۸)
آب پاشی	۱۱۴(۴۹)
ذرائع آب کی حریم	۱۱۴(۵۱)
انفرادی واجتماعی حق ملکیت	۱۱۴(۵۲)
ضمیمہ:۔رسائل و کتب برائے مطالعہ	۱۱۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باسمہ تعالیٰ

تقدیم

الحمد للہ رب العالمین الذی جعل لنا الارض مھادًا و انزل من المعصرات ماء ثجاجا و اخرج به حبا ونباتا و جنت الفافا والصلوۃ والسلام علی من جاء بکلمة الحق و خیر الھدی — لجمیع الناس الی یوم لقیامه — اما بعد

زراعت اور انسان کا رشتہ آفرینش انسانی سے شروع ہو جاتا ہے۔ اگر غور کیا جائے تو لا تقربا ھذہ الشجرۃ کا اشارہ اس طرف ہے کہ زراعت کی طرف رغبت انسانی فطرہ میں شدت کے ساتھ موجود ہے اور مطلوب یہ ہے کہ زراعت کی یہ شدید رغبت دائرہ رضا کے اندر محدود رہے۔

یہ آیت انسانی تاریخ میں زراعت اور شجرکاری کا تعین بھی کرتی ہے یعنی انسان کے وجود میں آنے سے پہلے درخت موجو تھا۔ گویا انسان نے جو سب سے پہلا مشاہدہ کیا وہ زمین کے روئیدگی کے عمل کا مشاہدہ تھا۔

انسان کی جسمانی بقا کا دارومدار بھی کلی طورپر زراعت پر ہے کیونکہ جسمانی بقا کیلئے نباتات از بس ضروری ہیں۔ انسان آج کے دور کا ہو یا قبل از تاریخ کا کسی نہ کسی طرح زراعت سے وابستہ ضرور ہوتا ہے۔ اس لئے انبیاء علیھم الصلوۃ والسلام کی تعلیمات میں زراعت کے بارے میں واضح تعلیمات موجود ہیں۔

قرآن حکیم میں زراعت کا تذکرہ کرتے ہوئے وضاحت کی گئی ہے کہ ء انتم تزرعونه ام نحن الزارعون کیا (اس بیج) کو تم اگاتے ہو یا ہم اگانے والے ہیں۔ گویا بیج کو اگانے والی کوئی غیر مرئی قوت ہے۔ سارے اسباب جمع کر دینے کے باوجود اگر وہ غیر مرئی قوت یعنی خالق کائنات اس بیج کو اگنے سے روک دے تو یہ ہرگز نہ اگے۔ اسی پردے میں ایک زراعت پیشہ انسان ہر وقت اپنے رب سے لو لگائے بیٹھا رہتا ہے کہ اسباب زراعت مہیا کر دینے کے بعد اب خالق اسباب

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی رحمت اور مہربانی ہی اس کی محنت اور کوشش کو بار آور کر سکتی ہے۔ اور یہی وہ مقام ہے جہاں زراعت عبادت میں داخل ہوجاتی ہے اور منشا ایزدی یعنی انسان خدا کا فرمانبردار بندہ بن کر رہے تکمیل پذیر ہوتی ہے۔

اسلام کے زرعی نظام پر بہت کچھ پہلے بھی لکھا جاتا رہا ہے۔ جوں جوں تاریخ آگے بڑھتی ہے نئی ضروریات پیدا ہوتی ہے اور ان بدلے ہوئے حالات میں رہنمائی کی ضرورت ہوتی ہے۔

پاکستان بننے کے بعد زراعت میں بھی کچھ نئے مسائل پیدا ہوئے ہیں۔ مثلاً متحدہ ہندوستان میں مسلم ملکیت کی زمینوں کے بارے میں بھی الجھن تھی کہ آیا یہ خراجی ہیں یا عشری۔ جس کا سبب ہندوستان کی آبادی میں ہندوؤں کی کثرت اور ہندوؤں کی ملکیت تھی اور بھی اس قسم کے مسائل تھے جبکہ اب پاکستان میں اکثریت مسلم ملکیت کی زمینیں ہیں اور ملک کا سرکاری مذہب اسلام ہے۔ آیا اب بھا خراجی زمینیں ہیں یا نہیں؟

عشر کے مسائل متروکہ زمینوں کے مسائل سرکاری زمینوں کی آبادی کاری، بنجر اور دور افتادہ زمینوں کے معاملات بدلے ہوئے حالات اور تقاضوں کی روشنی میں ان کا اسلامی حل جیسے سوالات تھے جن کیلئے ادارہ ہذا کے سابق ڈائریکٹر جناب مولانا سید محمد متین ہاشمی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ نے جناب نصرت علی اثیر صاحب سیکرٹری دیال سنگھ لائبریری کو اس کام پر لگایا اور اپنی زیرنگرانی یہ کتابچہ تیار کرایا۔ جناب اثیر صاحب نے بڑی دل لگی اور تندہی سے ان مسائل پر تحقیق کی ہے۔ کتاب قارئین کے ہاتھ میں ہے اور قارئین ہی کسی بھی مؤلف کیلئے بہترین جج ہوتے ہیں۔

ادارہ ہذا جناب اثیر صاحب کا بہت ممنون ہے کہ انہوں نے اس خاص موضوع پر ادارہ کیلئے اپنی کوششیں صرف کی ہیں۔

کتاب کو خوب سے خوب تر بنانے میں ادارہ نے اپنی طرف سے کوشش کی ہے۔ پھر بھی کوتاہی اور خامی انسان کا خاصہ ہے۔ قارئین اگر اس میں کوئی خامی دیکھیں تو ادارہ ہذا کو مطلع فرمادیں۔

حافظ غلام حسین
(قائم مقام ڈائریکٹر)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیش لفظ

انسانی زندگی میں حق اور فرض کا مسئلہ ایک لابدی امر ہے لیکن مفادات پر جب حرص اور طمع کا غلبہ ہو جاتا ہے تو پھر لوگوں کی حق تلفی کرنا اور اپنے فرائض سے کوتاہی کرنا ایک عام سی عادت بن جاتی ہے اور اس طرح معاشرہ پر حرص اور لوٹ مار کی وجہ سے ظلم و بربریت کی ہر طرف چھاپ پڑ جاتی ہے۔ لوٹ مار کے اس رجحان کو ختم کرنے کیلئے اخلاقی اور مملکتی قوانین کا نفاذ بہت بڑا ذریعہ ہیں جن کی مدد سے انسان اپنے حقوق کی حفاظت اور دوسرے کے حقوق کو پورا کرنے کا فریضہ باطریق احسن پورا کر سکتا ہے اور اس طرح معاشرہ امن و سکون کے ساتھ پھلتا پھولتا ہے۔ اسلام دین فطرت ہے چنانچہ اس نے انسان کی فطرت میں فساد کے در آنے کے ہر دروازے کو بند کرنے کیلئے مناسب انتظامات کئے ہیں۔ جن کی رو سے اخلاقی اور مملکتی قوانین کو نافذ کرنے کے اصول و ضوابط با آسانی دیکھے جا سکتے ہیں۔ "اسلام کا قانون اراضی" انہی قوانین کا اجمالی سا عکس ہے جس میں انسان کیلئے زمین کی ملکیت' آباد کاری اور کاشتکاری کے حوالے سے حقوق و فرائض کی تصویر کشی کی گئی ہے۔ امید ہے کہ قارئین کو دور حاضر کے اہم مسائل ملکیت زمین' اس کی حدود اور جاگیرداری و زمین داری وغیرہ کے جاننے میں بڑی مدد ملے گی۔ کتاب کے آخر پر موضوع کے حوالہ سے تفصیلی مطالعہ کیلئے اہم حوالہ جات اور کتابیاتی تفصیلات بطور ضمیمہ ذکر کر دی گئی ہیں۔ امید ہے کہ قارئین کیلئے بڑی مدد گار ثابت ہوں گی۔

یہ بات مستحسن نہیں ہے کہ میں ان لوگوں کا شکریہ ادا نہ کروں جن کی پیہم مہربانیوں کی وجہ سے یہ کام مکمل ہوا۔ سب سے پہلے میں اپنے محسن اور مشفق استاد جناب مولانا سید محمد متین ہاشمی مرحوم کا شکر گزار ہوں جنہوں نے اس ناچیز کو اس اہم کام پر لگایا اور ہر مشکل وقت میں ضروری راہنمائی اور سرپرستی مہیا فرمائی اور انہی کی دعاؤں کی وجہ سے یہ کام پایہ تکمیل کو پہنچا۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کو کروٹ کروٹ راحت ابدی نصیب فرمائے۔ اس کے بعد میں شکر گزار ہوں جناب حافظ غلام حسین' حافظ محمد سعد اللہ اور جناب سید عبدالرحمن بخاری کا جنہوں نے اپنی گوناگوں مصروفیات میں سے وقت نکال کر مسودہ پر نظر ثانی فرمائی اور ضروری تصحیحات کا موقع فراہم کیا۔ آخر میں جناب حافظ احمد یار کا ممنون احسان ہوں جنہوں نے باوجود میری تحریری کوتاہیوں کے مسودہ کو بہتر انداز میں کمپوز کر کے اشاعت کے قابل بنایا۔

(نصرت علی اثیر)
سیکرٹری / لائبریرین
دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری' لاہور
مورخہ: یکم نومبر ۱۹۹۴ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب اول: زراعت: تاریخی پس منظر

زراعت کا لغوی و اصطلاحی مفہوم

زراعت عربی زبان کے مصدر الزرع سے ماخوذ ہے جس کے معانی کھیتی باڑی کرنا کے ہیں۔(۱) لسان العرب میں ابن منظور نے اس کے معانی میں زرع الحب (بیج کا بونا) نبات کل شئی یحرث (ہر اس چیز کا اگانا جسے کاشت کیا جاسکے)، طرح البذر (تخم ریزی یا بیج کا پھینکنا) الانبات (اگانا) اور ھی الارض التی تزرع (وہ زمین جس مین کاشت کی جائے) گنوائے ہیں۔(۲) محمد مرتضے حسین نے تاج العروس میں مذکورہ معانی کے علاوہ ولد (جنم دینا) کو بھی شامل کیا ہے۔ بطرس بستانی نے دائرۃ المعارف میں زراعت کے لغوی اصطلاحی معانی کی ان الفاظ میں وضاحت کی ہے

"الزراعۃالغۃ الزرع وحرفۃ الزرع وھی من حراثۃ الارض واستخراج المحاصل الازمہ منھاللقیام الحیوانیہ(۳)

یعنی زراعت "الزرع" سے نکلا ہے اوراس سے مراد پیشہ کاشتکاری ہے یہ ایک فن ہے جس کے ذریعہ زمین میں کھیتی کرکے حیات انسانی کی بقا کیلئے ضروری لوازمات کو حاصل کیاجاتا ہے۔

انسانی تمدن کی ترقی نے زراعت کی ضرورت واہمیت کو اجاگر کیا ہے۔ آج پیشۂ زراعت صرف فرد یاخاندان کی کفالت کاذمہ دار نہیں بلکہ اجتماعی سطح پر

۱۔ مصباح اللغات مرتبہ ابو الفضل عبد الحفیظ بلیاری دہلی۔مکتبہ برہان ۱۹۵۲ء ص: ۲۱۳۔

۲۔ ابن منظور، محمد بن جلال الدین، لسان العرب۔۱۰: ۳۔ مصر۔مکتبہ المیریہ، ۱۳۰۱ھ۔

۳۔ البستانی، بطرس۔ دائرہ المعارف۔۹: ۱۹۹۔ بیروت: دار المعرفہ، س۔ن۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پورے عالم انسانی کی تہذیب و تمدن میں انقلابی تنوع پیدا کرنے کا بنیادی ذریعہ ہے۔ زراعت کا دائرہ کار کاشتکاری سے نکل کر متعدد علوم تک پھیل چکا ہے۔ علم زرخیزی زمین، پودوں اور جانوروں کی نسل کشی، باغبانی، آلات کشاورزی کی بہتری، ضرر رساں بیماریوں کا تدارک، حیوانات اور فصلات کی فروخت کاری، زرعی محاصلات و قرضہ جات کا نظام اور ان سے متعلقہ قوانین کا علم جیسے کئی متعدد متنوع موضوعات آج اس کے مطالعہ میں شامل ہیں۔ اس لئے اب زراعت ایک بہت بڑے معاشی و معاشرتی نظام کی صورت میں حکومت و سیاست کا بہت بڑا عنصر بن چکا ہے جس کی وجہ سے اس کا مطالعہ اپنے مکمل تاریخی، تعلیمی، معاشرتی، سیاسی اور اقتصادی پس منظر میں بہت ہی ضروری ہے۔

افزائش نسل انسانی اور زراعت

تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ انسان نے جب سے اس زمین پر قدم رکھا ہے اسے اپنی بقا کیلئے خوراک کی ضرورت رہی ہے۔ زمین پر خود رو جو اور جنگلی شکار جب اس کی ضرورت نہ پوری کر سکے تو اسے خود غلہ اگانے اور بھیڑ بکریاں و دیگر جانوروں کو پالنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ کتاب مقدس کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے بیٹے قابیل سب سے پہلے کاشتکار اور ھابیل سب سے پہلے چرواہے تھے۔ قابیل نے کاشتکاری کا پیشہ اختیار کیا اور ھابیل نے بھیڑ بکریاں پالنا شروع کیں(۱) بعض روایات سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ بیج بونے کا عمل سب سے پہلے عورتوں نے شروع کیا جو مردوں کے گھر سے شکار کیلئے نکل جانے کے بعد موجود پودوں کا بیج جمع کرتیں اور اپنی رہائش گاہوں کے قریب قریب کی زمینوں میں اس بیج کو کاشت کرتیں(۲)

۱۔ کتاب مقدس۔ باب پیدائش ۴: ۲ مطبوعہ امریکن مشن پریس لودیانہ ۱۸۸۳ء۔

۲۔ محمد تقی امینی اسلام کا زرعی نظام ملتان مکتبہ امدادیہ، ۱۹۵۴ء ص: ۱۵۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آثار قدیمہ کے ماہرین کے اندازہ کے مطابق زمانہ ابتدا میں صرف جنگلی گھاس، گندم اور جو کے پودے تھے۔ جن کے بیج جمع کر کے اس دور کے لوگ زمین کو لکڑیوں اور نوکیلے پتھروں سے کھود کر بو دیتے اور اس دور کی یہی ابتدائی زراعت تھی۔ مصر میں عصیری اور ایسس دو بادشاہوں نے اسے ترقی دی۔ جنگلی گھاسوں کو باقاعدہ فصلوں کی صورت میں کیاریاں بنا کر کاشت کرنے کا رواج دیا۔ بارش اور نشیبی علاقوں میں جمع شدہ پانی ان کی آبپاشی کیلئے کام میں لایا جاتا(۱)

حضرت نوح علیہ السلام کے دور کے طوفان کے بعد جب دنیائے عالم ایک بار پھر آباد ہوئی تو زراعت کا سلسلہ ازسر نو شروع ہوا۔ آثار قدیمہ کے ماہرین کے مطابق عراق اور مصر زراعت کا اولین علاقہ ہے۔ ۵۰۰۰ قبل مسیح سے پہلے موجود یورپی علاقہ زیادہ تر برف سے ڈھکا رہتا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ شمالی افریقہ کا بھی کافی علاقہ زیر برف رہتا تھا۔ کیونکہ یہ علاقہ بحر ظلمات سے چلنے والی جنوب مغربی ہواؤں کے زیر بار تھا۔ ۵۰۰۰ قبل مسیح کے بعد ان علاقوں سے برفانی تسلط آہستہ آہستہ ختم ہونے لگا اور یہاں پر بھی جنگلی پودوں اور جانوروں کی زندگی کے آثار نمودار ہونے لگے۔ ماہرین آثار قدیمہ کے مطابق تین ہزار قبل مسیح میں مصر اور میسوپوٹیمیا کے علاقوں سے آبادی کے انتقال سے یہاں زراعت کے آثار پہنچے(۲)۔ اس دور میں گندم کی کاشت بڑے اہتمام کے ساتھ ہوتی تھی اور اسے غاروں میں باقاعدہ ذخیرہ کر کے رکھا جاتا۔ مویشی پالے جاتے اور بھیڑ بکریوں کے ریوڑ بڑے عام تھے۔

انسانی تہذیب وتمدن کی ابتدائی تاریخ کے پتھری دور میں فیوم(Fayum) طاشنز(Tasians) اور میریمڈین(Merimdians) قبائل کی مساعی بھی

۱۔ Curwin, E.Cecil. Plough and Plasture. New York: Collier Books,1961

۲۔ Encyclopaedia of Britanica. V.1, p.326ed.25th 1974

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قابل ذکر ہیں۔ یہ لوگ مصر، شام، میسوپوٹیمیا اور سندھ کے ساحلوں پر آباد تھے۔ اور ان کا گزر فارس، بلوچستان اور ترکستان تک کے علاقوں تک رہتا تھا۔ آثار قدیمہ کے ماہرین کو ان کے بنے ہوئے پتھر کے کلہاڑوں کے کئی آثار ملے ہیں۔ جو نیل اور مصر وسطی کے علاقوں میں موجود تھے۔ شکار ان کا زراعت کے علاوہ گزر بسر کا دوسرا بڑا ذریعہ تھا۔ اس دور میں لوہے کے آثار نہیں ملتے(۱)۔ ان کے بعد بیداریئنز (Bedarians) قبائل کی تہذیب پروان چڑھی جنھوں نے مل جل کر قبائل کی صورت میں اجتماعی آبادیاں تشکیل دیں اور اس طرح چھوٹے چھوٹے گاؤں وجود میں آئے۔ ان کا ایک سردار ہوتا جو قبیلہ کے اجتماعی مفادات کا نگران اور فیصل شمار ہوتا۔ یہ ابتدائی دور کی پہلی حکومتی زندگی تھی۔ اس دور میں یادداشت اور پیغامات کی ترسیل کیلئے مختلف نشانات اور اشارات کو استعمال میں لا کر ابتدائی لکھائی کا رواج دیا گیا(۲)

بیداریئنز(Bedarians) کے بعد گرزیژن (Gerzean) تہذیب نے جنم لیا۔ ان کے دور میں شکار کا سلسلہ روزگار کم اور زراعت زیادہ اہم ہو گئی۔ اسی دور میں مصری کیلنڈر کو زراعت کی ضرورت کے مطابق رواج دیا گیا۔ جس کے مطابق دریائے نیل کے بہنے اور بند ہونے کا پیشگی پتہ چل جاتا ہے۔ اس دور میں زراعت کو خاص ترقی ہوئی۔ باقاعدہ طور پر فصلات کو کاشت کیا جاتا اور پکنے کے بعد انہیں کاٹ کر ذخیرہ کیا جاتا۔ پہیہ ایجاد ہو چکا تھا جس کو کام میں لا کر برتن بنائے جاتے۔ نقش و نگاری اور لکھنے کا فن اس دور میں خاصا پروان چڑھا(۳)

زمین کی کاشت ابتدائی دور میں لکڑیوں، ہڈیوں یا نوکیلے پتھروں کی مدد سے کھود کر کی جاتی۔ تین ہزار قبل مسیح میں نہ نوکیلے ہتھیار ابتدائی ہل کی صورت اختیار

۱۔ Plough and Plasture. pp.27-31

۲۔ Ibid p.57

۳۔ Plough and Plasture: history of Farming.pp.29-31

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر گئے جسے آدمی رسیوں کی مدد سے کھینچتے۔ بعد میں کھینچنے کا کام جانوروں سے لیا جانے لگا۔ اسی دور میں یہ ہل سائپرس (Cyprus) اور یونان (Greek) سے مغرب ہندوستان اور مشرقی علاقوں میں رواج پذیر ہوا۔ ایک ہزار قبل مسیح میں زمین کو چھوٹے چھوٹے قطعوں کی صورت میں کاشت کرنے کا رواج یورپ سے شروع ہوا(۱)

انسان اپنی خوراک کیلئے سب سے پہلے گوشت سے زیادہ مانوس ہوا جس کی وجہ سے اس کی ابتدائی زندگی میں شکار کو بڑی اہمیت حاصل رہی۔ وہی فرد بہادر اور جوان شمار ہوتا جو زیادہ جانور شکار کرتا۔ بعد میں جب گندم اور جو کی روٹی انسان کے منہ لگی تو شکار کی طرف رغبت کم اور کاشت کی طرف زیادہ توجہ دیجانے لگی۔ گندم کی پیداوار بڑھانے، نئے نئے پھلدار پودوں کی تلاش اور کاشت کا بڑا زور ہو گیا۔ طریق کاشت بدلے جانے لگے۔ زمین کی ہمواری اور زرخیزی کو بڑھانے اور قائم رکھنے کے نئے نئے پہلو تخلیق ہونے لگے۔ اسی ذوق جدت و تنوع نے ہل کو ایجاد کیا۔ زمین کو قطعات کی صورت میں کاشت کرنے کا رواج عام ہو گیا۔ فصلات کے بیج محفوظ کئے جانے لگے اور نئی نئی فصلیں وجود میں آئیں۔ یہ تجربہ و ایجاد کی طویل زندگی انیسویں صدی میں رنگ لائیں جب زراعت کو باقاعدہ روایات و واقعات سے آگے بڑھا کر ایک وسیع علم کی صورت دی گئی۔ کسانوں اور کاشتکاروں کو باقاعدہ تربیت دی جانے لگی اور زراعت سے متعلقہ جملہ پہلوؤں پر تربیت یافتہ افراد کو زراعت کی ترقی و ترویج کیلئے تحقیقی اداروں کی صورت میں منظم صورت میں کام کرنے پر مامور کیا گیا۔

۱۔ Plough and Plasture: history of Farming.pp.29-31

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیداواری فصلیں اور پھل دار پودے

جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے کہ ابتدائی طور پر گندم اور جو جنگلی گھاس کی طرح موجود تھی۔ جوار کی فصل کئی سال قبل مسیح افریقہ اور ایشیاء کے خطوں میں پروان چڑھی۔ دو ہزار قبل مسیح زیادہ تر اس کا وجود سوڈان، چاڈ، یوگنڈا کے علاقوں میں ملتا تھا۔ ہوسکتا ہے کہ یہ فصل اس سے بھی قدیم ہو۔ ڈیڑھ ہزار قبل مسیح میں اس کی کاشت ہندوستان میں پہنچی۔ ہندوستان میں اس کی نسل سے ضرّہ(Durra) یعنی مکئی کی فصل پیدا ہوئی۔ مشرق وسطی، شمالی افریقہ اور یورپ میں یہ فصل ہندوستان سے جا کر متعارف ہوئی(۱) ضرّہ مکئی کی فصل کی ایک ترقی یافتہ اور زیادہ کامیاب فصل ثابت ہوئی۔ جسے عہد اسلامی نے دیگر علاقوں میں متعارف کرایا اور آج غلہ اور اناج کی فصلات میں اس کی کاشت کی شرح تمام ممالک میں بڑی معقول ہے۔ چاول کی فصل غلہ اور اناج کے حوالے سے ایک بڑی گراں قدر اور مقبول فصل ہے۔ دوسو سال قبل مسیح میں اس کے آثار بلونیا، بیکٹریا، سوسیا اور شام کے نشیبی علاقوں میں ملتے ہیں چینی مؤرخین کے مطابق میسوپوٹیمیا اور فارس میں بھی یہ اسی دور میں پایا جاتا تھا۔ سکندر اعظم کے حملوں کے بعد اس کا استعمال یونان اور مشرق وسطی کے خطوں میں بھی شروع ہو گیا۔ عہد اسلامی سے قبل مغربی ممالک میں اس کی کاشت کہیں نظر نہیں آتی۔ مسلمانوں نے اسے مغربی ممالک میں رواج دیا اور اس کی کاشت شروع کروائی(۲)

۱۔ Watson, Andrew M. Agricultural Innovation of the Early Islamic World. London: Cambridge University Press, 1983. p.12

۲۔ Ibid. pp.15-19

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کماد (Sugger Cane)

کماد کی فصل کی ابتدا کا پتہ آریائی کے دور سے چلتا ہے۔ غالباً ایک صدی قبل مسیح میں اس کی کاشت چین میں شروع ہوئی۔ ہندوستان سے اس کی کاشت پہلی صدی عیسوی میں عرب علاقوں میں پہنچی۔ عہد اسلامی کے آغاز سے قبل مغرب میں اس فصل کا کوئی نام و نشان تک نہ تھا۔ فتوحات اسلامی کے ساتھ ساتھ یہ پودا مختلف مغربی علاقوں میں پہنچا بارھویں صدی عیسوی میں اس کی کاشت شمالی افریقہ پہنچی اور تیرھویں صدی عیسوی میں مسلمانوں کے ہی ہاتھوں افریقہ کے باقی علاقوں میں بھی اس کی کاشت شروع ہو گئی(۱)

کپاس

کپاس کی فصل ایک قدیم اور فائدہ مند فصل ہے لیکن اس کے وجود کے بارے مختلف قیاس آرائیاں ہیں۔ تاہم یہ بات مسلم ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے پہلے اس فصل کو آرون اور طبری کی جھیل کے علاقوں میں کاشت کیا جاتا تھا۔ ماہرین آثار قدیمہ کے ایک اندازہ کے مطابق ہندوستان میں اس کی کاشت ماقبل تاریخ کے دور سے شروع ہے۔ اور یہیں سے دیگر ممالک میں اس کی کاشت مزید پھیلی۔ عہد اسلامی میں اس کی کاشت اور تجارت کو بڑا عروج حاصل ہوا اور مسلمانوں ہی کی وجہ سے یورپی اور افریقی ممالک میں اس کی کاشت اور تجارت کو شہرت ملی(۲)

۱۔ Watson,Andrew M.AgriculturalInnovation in the Early Islamic World.London:Cambridge University Press,1983. p.95

۲۔ Ibid. p.35

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھل (fruit)

باغبانی اور پھلدار درختوں کی افزائش میں مسلمانوں نے گراں قدر خدمات انجام دیں، سنگترے، مالٹے اور لیموں کے پودوں کا وجود آسام، شمالی برما، ہندوستان اور ملائیشیا کے علاقوں میں قدیم دور سے ہے تاہم ان کی حیثیت صرف نمائشی حد تک تھی۔ عہد اسلامی میں ان کی کئی قسمیں وجود میں آئیں اور انہیں دیگر ممالک میں ایک مقبول اور قابل قدر پھل کی صورت میں بکثرت کاشت کی ترغیب دی گئی(۱)

کیلا

کیلا پھلوں کی دنیا میں ایک مقبول اور فائدہ مند پھل ہے۔ یہ ابتدائی طور پر آسام، برما، جنوب مشرقی ایشیا، انڈونیشیا فلپائن اور غالباً ہندوستان کے علاقوں میں پایا جاتا تھا۔ چوتھی صدی قبل مسیح میں اس کا استعمال چین میں بھی معروف ہوگیا۔ ۳۲۵ قبل مسیح میں جب سکندر اعظم کے عمائیدین نے اس کو اپنی فتوحات ہند میں سندھ کی وادی میں دیکھا تو اسے ساتھ لے گیا۔ یورپ میں کیلا کی کاشت مسلمانوں کے ہاتھوں ساتویں صدی عیسوی میں ہوئی۔ اس سے پہلے ممکن ہے اس کی کاشت جزیرہ ہائے عرب کے علاقوں میں پہنچ چکی تھی۔(۲)

۱۔ Watson,Andrew M.AgriculturalI nnovation in theEarly Islamic World.London:Cambridge University

۲۔ Encyclotedia Britanica; Macropedia. Ready Reference. 15th ed. 1:856

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ناریل

ناریل کا پودا پانچویں صدی قبل مسیح میں ہندوستان میں پایا جاتا تھا کیونکہ بدھ مت کے صحائف میں اس کا ذکر ملتا ہے۔ پہلی صدی قبل مسیح میں اس کی کاشت سیلون کے علاقے میں بھی ہوتی تھی۔ اصل میں اس کی جنم بھومی ملایا کے علاقے میں ہوئی۔ چین اور انڈونیشیا میں اس کے پھل کی آمد عام تھی۔ ساسانی فارس میں اسے ایک شاہی پھل کے طور پر جنا جاتا تھا مسلمانوں نے اسے سرد علاقوں میں کاشت کرنے کی بسیار کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہوسکے۔ تاہم عہد اسلامی میں ان کی کاشت و پرداخت پر بڑی توجہ دی جاتی رہی۔ (۱)

غرض اسی طرح کے سینکڑوں پھل اور پودے مسلمانوں کے ہاتھوں اپنی مقبولیت کی معراج پر پہنچے۔ فصلات کی نسل کشی ہوئی۔ آبپاشی کے نظام کو بہتر بنایا گیا پودوں اور فصلوں کیلئے زمین کی زرخیزی، اس کی اقسام، موسمی حالات اور غذا کی ضروریات میں دلچسپی کے ساتھ تحقیق کی گئی (ابن وفید التعتاذی ابن لبسال ابن العوام ابن البیطار ابو عمر احمد، ابوالخیر اشبیلی) اور دیگر مسلمان علماء کی خدمات نباتات کی افزائش کی تاریخ میں آج بھی اہل تحقیق کیلئے رہنمائی کا کام دیتی ہیں۔

مذاہب قدیمہ میں زراعت کا تصور

عالمی مذاہب کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ مظاہر فطرت میں سے فصلات اور جانور انسانی زندگی سے بہت حد تک متعلق رہے ہیں۔ مثلاً زونی قوم کا عقیدہ تھا کہ زمین سب کی ماں ہے جس طرح ماں دودھ پلاتی ہے اسی طرح زمین انسانوں کیلئے پانی مہیا کرتی ہے۔ صحرائی پیداوار جسم زمین کا گوشت ہے جو غذا کا کام دیتا ہے۔

۱۔ Watson, Andrew M. Agricultural Innovation in the Early Islamic World. p.55

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کلاتھ کے وحشی کہتے کہ زمین ماں ہے جو کہ اپنے بچوں یعنی انسانوں کو غلہ اور پھل وغیرہ کی صورت میں بڑے بڑے انعام دیا کرتی ہے۔ جھیلیں اس کی آنکھیں اور پہاڑیاں اس کا سینہ ہیں جن سے نہروں اور دریاؤں کی صورت میں دودھ جاری رہتا ہے

زمانۂ قدیم میں وادی سندھ، وادی فرات اور وادی نیل تہذیب و تمدن کی بہت بڑی کڑیاں رہیں۔ عراقی تہذیب میں سات ہزار قبل مسیح کے آثار میں مکانات اور گھیوں کی کھیتی باڑی کے نشانات ملتے ہیں۔ یہاں کے سب سے پرانے باشندے صمیری (Sumerians) قبائل تھے جن کا مذہب مناظر فطرت کی پرستش تھا۔ ان کے تین دیوتا تھے۔(۱) انو (Anu) یعنی آسمان کا دیوتا۔(۲) اینلل یعنی فضا اور زمین کا دیوتا (۳) ایا (EA) یعنی پانی کا دیوتا۔ اس تثلیث میں اینلل اور ایا کے دو دیوتا ان قبائل کی پیشہ کاشتکاری سے گہری وابستگی کا ثبوت ہیں (۱)

عراقی تہذیب کے بعد دوسری پرانی تہذیب مصری تہذیب ہے جس کے آثار ۳۴۰۰ قبل مسیح سے ملتے ہیں۔ اہل مصر کے دو ہزار کے قریب معبود تھے۔ جن میں سے ہر ایک دیوتا ایک مخصوص جانور کے ساتھ موسوم تھا۔ مثلاً چند ایک ذکر کئے جاتے ہیں۔(۲)

(۱)	اوسریز (دیوتا) بیل	(۲)	ہورس (دیوتا) یعنی بازہورس
(۳)	سیت (دیوتا) یعنی گدھا	(۴)	انوبیس (دیوتا (یعنی کیڈر
(۵)	پتاح (دیوتا) یعنی گبریلا	(۶)	تھوتھ (دیوتا) یعنی لقلق
(۷)	سیبک (دیوتا) یعنی مگر	(۸)	آئی سس (دیوی) یعنی گائے

۱۔ ماہنامہ نگار: خدا نمبر بابت جنوری، فروری ۱۹۵۶ء ص: ۲۰-۲۱۔

۲۔ ماہنامہ نگار: خدا نمبر بابت جنوری، فروری ۱۹۵۶ء ص ۲۴-۲۵۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۹) ھاتھور (دیوی) یعنی گائے ، (۱۰) یاست (دیوی) یعنی بلی
(۱۱) بینتھ (دیوی) یعنی گدھ (۱۲) رانوت (دیوی) یعنی سانپ
۱۳- سرک (دیوی) یعنی بچھو (۱۴) سینیت (دیوی) یعنی شیرنی

مذکورہ بالا دیوتاؤں اور دیویوں میں بیشتر کا جسم انسانی اور سر حیوانی ہوتا۔ ان دیوتاؤں کے وجود اس دور کی مصری تہذیب کے مختلف مظاہر ہیں۔ یہ لوگ بڑی حد تک کاشتکار تھے۔ اس لئے اس پیشہ کے روزگار میں جن جانوروں کی قوت و جبروت کا احساس جاگزیں تھا وہی ان کے معبود بن گئے۔

قدیم تہذیب کی تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ لوگ صرف اس ہستی کو اپنے دیوتا یا دیوی کا مرتبہ دیتے تھے جو ان کی زندگی کے امور پر سب سے زیادہ اثر ڈال سکتی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ اس دور کے عقائد میں دیوتاؤں سے یہ پوری امید رکھی جاتی تھی کہ وہ انکی خدمت کا خیال رکھتے ہیں۔ زندگی، صحت، آبرومندی، خوشی اور فتح صرف انہی سے وابستہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان دیوتاؤں کے حضور خوشی اور غمی کے اوقات میں لوگ اپنے جانوروں، فصلات اور جنس کی صورت میں نذرانے پیش کرتے اور یہ عقیدہ رکھتے کہ وہ ان کے ان نذرانوں کو قبول کر کے مزید برکت سے بار آور کریں گے۔

۲۰۰۰ قبل مسیح کے دور میں ایشیائے کوچک اور شام میں جس تہذیب کا پتہ چلتا ہے حطی (Hittites) اور فینقی (Faniqui) اقوام اس کی نمایاں موجد ہیں۔ ان اقوام کے عقائد میں کسی حد تک توحید کا اثر ملتا ہے۔ یہ ایک برتر اور قوت اخلاق کے قائل تھے۔ جسے وہ ایل اعلی)، رام یا رامن (بلند) بعل (آقا)، میلیک یا مولخ (بادشاہ)، ایلیون (برترین) ایڈونائی (مرا آقا) اور بیل سارمن (آقائے فلک) وغیرہ کے ناموں سے پکارتے تھے۔ ان کا عقیدہ تھا کہ اس نے سب مادی اشیاء کو پیدا کیا ہے۔ بعد میں ان کے عقائد میں تبدیلی آ گئی اور دیگر علاقوں کے عقائد یہاں پر مروج ہو گئے۔ مختلف امور کیلئے مخصوص کر لئے گئے جن میں استارتہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیوی(Astar) زمین، پانی اور چاند کی دیوی تھی(۱)ان میں تجارت کا دھندا بڑی حد تک مروج تھا۔

۳۴۰۰ قبل مسیح میں یونان کے اندر کریٹ(Crete) تہذیب کے آثار ملتے ہیں۔ ان کے عقائد میں پانچ دیویوں کی پرستش تھی۔

۱۔ پہاڑ کی دیوی
۲۔ درختوں کی دیوی
۳۔ فاختہ کی دیوی
۴۔ جنگلی جانوروں کی دیوی

بعض لوگ مظاہر پرست تھے۔ ان کے زرعی مشاغل میں ان کے عقائد کے مطابق مذکورہ بالا دیویوں کا بڑا اثر ورسوخ تھا۔ بیل انکے ہاں مقدس جانور تھا(۲)ہندوستانی آریہ لوگ اسی تہذیب سے متاثر تھے۔ اہل یونان بعد میں کئی دیوتاؤں کے پرستار ہوگئے۔ جن میں معبود اعلی زیوس(Zeus) سمندری معبود(Poseden)، اولمپیائی معبود۔(Olympus) قبائلی معبود(Athena) خانگی معبود(Hera) اور معبود اعلی کئی کئی دیوتاؤں کی صورت میں الگ الگ پرستش ہوتے تھے۔ ان دیوتاؤں میں اپالو(Apollo) یعنی گلوں کا دیوتا، ہیڈز(Hades) یعنی تحت الارض کا دیوتا، ڈیمیٹر(Demeter) یعنی اناج کی دیوی، گئے(Gaea) یعنی زمین کی دیوی، یورانس(Uranus) یعنی زمین کا شوہر اور ہرقیس (Herkeios) گھی کی حفاظت کا دیوتا وغیرہ اس قوم کی زرعی زندگی سے گہری وابستگی کا آئینہ دار ہیں(۳)

۱۔ ماہنامہ نگار: خدا نمبر بابت جنوری، فروری ۱۹۵۶ء ص:۲۸۔
۲۔ ماہنامہ نگار: خدا نمبر بابت جنوری، فروری ۱۹۵۶ء ص:۳۲۔۳۳۔
۳۔ Britanica; Encyclopedia. 18:912

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۷۵۳ قبل مسیح میں رومولس(Romolus)اور ریمئس(Remais)دو جڑواں بھائیوں نے روم شہر کی بنیاد رکھی، اہل روم ہر شے میں ایک روح کو کارفرما مانتے تھے۔ جسے نومین(Numen)کہتے تھے۔ یہ روحیں ان کے بقول معمولی سے معمولی کاموں تک کی نگران ہوتی تھیں۔ یہ بے صورت اور بے جسم تھیں۔ اس لئے روم کی تہذیب میں مجسیم شعری کا پتہ نہیں چلتا۔تاہم اپنی ضروریات کے حوالے سے انہوں نے بھی مختلف دیوتاؤں اور دیویوں کو اپنا معبود سمجھ لیا تھا۔ان دیوتاؤں اور دیویوی میں کھیتی باڑی کا ایک خاص دیوتا تھا۔ جسے سیٹرن(Saturn)یعنی زحل کہتے تھے۔ اسی کے نام پر ہفتہ کا دن سیٹرن ڈے کے نام سے موسوم ہوا۔ جو بعد میں مخفف ہو کر سیٹر ڈے ہو گیا۔(۱)ان کے ہاں(Jupitar)دیوتا معبود اکبر تھا جو تمام دیوتاؤں کا سردار تھا۔

ناروے، سویڈن، ڈنمارک، ہالینڈ، سوئٹزرلینڈ، جرمنی، انگلستان اور آئس لینڈ کے علاقوں میں آباد ٹیوٹائی قبائل ابتدا میں مختلف دیوتاؤں کے پجاری تھے۔ایڈا(Edda)ان کی پرانی مذہبی کتاب ہے جس کا قدیم ترین نسخہ ۱۳۰۰ء کا ہے(۲)اس کے مطابق کائنات ایک درخت جسے (Ygdrasil)کہتے ہیں۔ اس کی جڑوں میں موت کا ملک ،وسطی حصے میں انسانوں کی دنیا اور چھوٹی پرہشت(آسگارڈ) ہے۔ جس میں بارہ دیوتا اور چھبیس دیویاں ہیں۔ ان کا سردار اوڈن(Owden) ہے۔ اوڈن ہواؤں، شعروشاعری اور سحر افسوں کا دیوتا ہے۔ اس دیوتا کو بوڑھے آدمی کی صورت میں ظاہر کیا گیا ہے۔ جس کے ساتھ دو بھیڑیے چلتے ہیں۔اور دو کوے اس کے کندھوں پر بیٹھے رہتے ہیں۔ ان کا کام اسے ہر وقت ہر خبر پہنچاتے رہنا ہوتا ہے۔وہ بقول ٹیوٹائی قبائل خود نہیں کھاتا۔

۱۔ ماہنامہ نگار: خدا نمبر بابت جنوری، فروری ۱۹۵۶ء ص:۴۰۔

۲۔ ماہنامہ نگار: خدا نمبر بابت جنوری، فروری ۱۹۵۶ء ص:۴۳۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو کچھ اسے پیش کیا جاتا ہے۔ وہ اپنے بھیڑیوں کو دے ڈالتا ہے۔ اوڈن کے بعد دوسرا بڑا دیوتا تھار (Thar) ہے جو کہ بادل کی گرج اور بجلی کا دیوتا ہے۔ اسے ایک زبردست جوان کی صورت میں ظاہر کیا جاتا ہے۔ جس کے ہاتھ میں ایک ہتھوڑا اور داڑھی اس کی سرخ ہے۔ طوفان برق و باد میں اس کا رتھ دوڑتا ہے جس کے آگے دو بکریاں جتی ہوتی ہیں۔ اس دیوتا کو انسانوں کا محافظ اور معاون مانا جاتا ہے۔ اسی طرح ان کے ہاں جنگ کا دیوتا ٹیو (Tue) اور فریجا (Frija) دیوی تمام قبائل میں مشترک اور محترم خیال کئے جاتے ہیں۔ اس قوم نے بعد میں عیسائی مذہب قبول کرلیا۔ اب ان کے عقائد میں سے صرف دنوں کے نام بطور نشانی رہ گئے ہیں جو کہ آج تک انگریزی زبان میں مستعمل ہیں (۱)

۱۔ سن ڈے (Sunday) یعنی آدت وار

۲۔ من ڈے ((Monday) یعنی سوم وار

۳۔ ٹیوز ڈے (Tuesday) یعنی منگل وار

۴۔ ویڈنیس ڈے (Wednesday) یعنی بدھ وار

۵۔ تھرس ڈے (THIRSDAY) یعنی برہسپت وار

۶۔ فرائی ڈے (Frodau) یعنی شکر وار

۷۔ سیٹر ڈے (Satarday) یعنی شنی وار

اس قوم کے عقائد میں دیوتاؤں کی تقسیم ان کی زرعی ضروریات سے گہرے تعلق کی غماز ہے۔ یورپ میں دوسرا کیلٹی (Celtie) مذہب کسی حد تک قابل توجہ ہے۔ کیلٹی قوم آریاؤں کی ایک شاخ ہے جو کہ برطانیہ اور فرانس وغیرہ میں آباد تھی۔ اس قوم کی حیوان پرستی اور شجر پرستی بڑی معروف ہے۔ کئی دیوتا اور دیویاں جانوروں اور اشجار سے منسوب تھیں۔ مثلاً ایپونا (Epona) یعنی گھوڑا

۱۔ ماہنامہ نگار: خدا نمبر بابت جنوری، فروری ۱۹۵۶ء ص: ۴۴۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیوی، آرٹیو (Artio) یعنی ریچھ دیوی، ڈامونا (Damona) یعنی بھیڑ یا گائے دیوی اور موکس (Moccus) یعنی سور دیوتا وغیرہ وغیرہ۔ شاہ بلوط کا درخت ان کے ہاں بڑا مقدس خیال کیا جاتا تھا۔ دریاؤں چشموں اور چوراہوں تک کی الگ الگ دیویاں تھیں۔ اسی طرح ہر پیشے کا الگ الگ دیوتا تھا جن میں ایمتھن (Amaethen) کاشتکاری کا دیوتا تھا۔(۱)

امریکہ میں مایا قوم کی پرانی تہذیب کا مرکز میکسیکو تھا۔ ان کا تمدن یوکاتان سے لیکر سیلویڈر تک پھیلا ہوا تھا۔ سات ہزار قبل مسیح سے یہاں کاشتکاری کے آثار کا اندازہ لگایا گیا ہے۔ تین ہزار قبل مسیح میں یہاں پر آبادیوں کی اجتماعی صورت کی بنیاد پڑی(۲) مایا قوم آفتاب کی پرستار تھی۔ ان کے دیوتاؤں میں کوکل کان (Kukalcan) یعنی کلغی دار سانپ بڑا مشہور تھا۔ یہ آسمان اور بجلی کی کڑک کا دیوتا تھا۔

ہندومت چار ہزار قبل مسیح سے متواتر چلا آرہا ہے۔ اور اس طرح اسے دنیا کا قدیم ترین مذہب کہا جاتا ہے۔ ہندوستان کے قدیم باشندے بحیرہ روم کی ساحلی اقوام سے تعلق رکھنے والے دراوڑی لوگ تھے۔ جنہوں نے ہندوستان کے شمال مغربی حصے میں ایک بہت بڑی تہذیب کی بنیاد ڈالی۔ اس کے آثار ۱۹۲۱ء میں ہڑپہ اور ۱۹۳۲ء میں موہنجوداڑو (سندھ) کی کھدائی سے دریافت ہوئے۔ سرجان مارشل کی رپورٹ کے مطابق یہ تہذیب ۳۲۵۰ قبل مسیح اور ۳۷۵۰ قبل مسیح کے درمیانی عرصے میں اپنے شباب پر تھی۔ سترہ سو قبل مسیح میں ہندویورپی زبانیں بولنے والے لوگ اس علاقہ میں آباد ہوئے جنہیں آریا کہا گیا۔ انہوں نے یہاں کے دراوڑی باشندوں کو جنوب اور مشرق کی طرف دھکیل دیا۔ آریاؤں کے مذہب کا

۱۔ ماہنامہ نگار: خدا نمبر بابت جنوری، فروری ۱۹۵۶ء ص:

۲۔ Encyclopedia of Britanica. 15th ed. 1974P.325

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پتہ ان کے قدیم مذہبی صحیفے رگوید سے ہوتا ہے۔ اس میں ۱۰۲۸ بھجن ہیں جو دس کتابوں میں منقسم ہیں۔ مغربی علماء کے بقول یہ کل بھجن ۱۵۰۰ اور ۱۰۰۰ قبل مسیح کے دور میں تصنیف کئے گئے۔(۱)

سنسکرت میں معبود کو دیو کہتے ہیں جس کے لغوی معنی منور کے ہیں(۲) چنانچہ ہند آریائی زبانوں میں یہ لفظ بعد میں ہر چمکنے والی شے پر بولا جانے لگا۔ جس کے نتیجہ میں سورج، آسمان، چاند، ستارے، صبح صادق، آگ، ہوا اور پانی کو دیوتا کے نام سے موسوم کیا جانے لگا۔ اور اس طرح یہ ان کا اسم ذات بن کر رہ گیا۔ ہندی آریاؤں کے ہاں تین طرح کے دیوتا ہیں(۱) برہما(۲)وشنو(۳)شیوا۔ برہما آسمان کا دیوتا ہے۔ وشنو فضا کا اور شیوا زمین کا دیوتا ہے۔ ہر دیوتا کے آگے گیارہ گیارہ ماتحت دیوتا ہیں۔ رگ وید میں صرف بیس دیوتاؤں کی حمد وثناء کی گئی ہے۔ جن میں سے اندر (بارش کا دیوتا)،وایو(ہوا کا دیوتا)، آپہ(پانی کا دیوتا)، پرتھوی(زمین کی دیوی اور آگی(آگ کا دیوتا)جیسے دیوتا ہندو قوم کی زرعی ضروریات کے کفیل کے طور پر معبود و مسجود بن گئے تھے۔ ہندو سماج کے سماجی تقسیم برہمن، کھشتری اور شورد میں سے کھشتری یا ویش صرف زراعت و حرفت کیلئے وقف تھا۔ ویدوں میں بارہا جگہ پر زراعت کی اہمیت کو اجاگر کیا گیا ہے۔ کرشتیوا(Krishyaitva)میں گھوڑے کو مخاطب کر کے کہا گیا ہے۔(۳)The for ovccen i agriculture

چھٹی صدی قبل مسیح میں بدھ مذہب وجود میں آیا۔ بدھ مت دنیا کے بڑے مذاہب میں سے ایک ہے۔ اس کا بانی گوتم بدھ ہندومت سے باغی ہو کر اپنی اصلاح آپ کرنے کی دعوت کے ساتھ ظہور پذیر ہوا۔ اس نے ذات پات کی

۱۔ ماہنامہ نگار: خدا نمبر بابت جنوری، فروری ۱۹۵۶ء ص: ۵۰۔

۲۔ ماہنامہ نگار: خدا نمبر بابت جنوری، فروری ۱۹۵۶ء ص:

۳۔ Krishyaitva (3-8-3-6)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفریق کی نفی کی۔ اور نروان کا نظریہ پیش کیا۔اس نے لوگوں کو آٹھ اصولوں کی تلقین کی جو کہ سراسر اخلاقی تعلیمات کے آئینہ دار تھے۔(۱) تیسری صدی قبل مسیح میں جب اشوک نے اس مذہب کو قبول کر لیا تو اسے بڑا عروج حاصل ہوا۔ گوتما بدھ نے اپنی تعلیمات اور خطبات میں بارہا جگہ پر اچھی کاشت و برداشت سے استدلال کیے۔ ان کے خطبات سے اس پیشہ سے وابستہ افراد میں زراعت کو ترقی دینے کے بڑے گراں بہا جذبات اجاگر ہوئے۔ یہی وجہ ہے کہ اشوک کی سلطنت کا دور زراعت کی ترقی کا دور شمار ہوا۔

قدیم ترین مذاہب میں یہودی مذہب بڑی نمایاں حیثیت کا حامل ہے۔اس کی تاریخ کو دو ادوار میں تقسیم کیا جاسکتا ہے۔پہلا دور جو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے لیکر ایلیاہ نبی کے عرصہ ۸۵۰ قبل مسیح تک ہے۔ اور دوسرا دور اس کے بعد سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ تک ہے۔ عہد نامہ قدیم اس مذہب کی مذہبی کتابیں ہیں۔ جن سے پتہ چلتا ہے کہ زراعت تمام انبیائے کرام اور ان کی اولاد کے گزر بسر کا مقبول پیشہ رہا۔ چھٹی صدی میں یرمیاہ پیغمبر کے دور سے اس قوم نے اپنے انبیاء کے بت بنالئے اور ان کی عزت واحترام میں ان پر چڑھاوے چڑھانے شروع کردیئے۔ زمانہ کی گزر بسر کے ساتھ بعد میں دیگر اقوام سے کئی دوسرے بت اور مذہبی عقائد بھی اس قوم میں مروج ہوگئے۔ شجر پرستی اور حیوان پرستی کا بھی اس مذہب میں رواج رہا(۲) حالانکہ کتاب مقدس میں بارہا جگہ پر اس سے منع کیا گیا لیکن پھر بھی زراعت پیشہ ہونے کی وجہ سے اپنی ضروریات اور مجبوریوں کی وجہ سے ان توہمات کا سہارا لیتے رہے۔

یہودیت کا دوسرا دور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بعثت کے ساتھ ہی ختم ہوجاتا

۱۔ ماہنامہ نگار: خدا نمبر بابت جنوری، فروری ۱۹۵۶ء ص: ۲۴۔

۲۔ ماہنامہ نگار: خدا نمبر بابت جنوری، فروری ۱۹۵۶ء ص: ۹۱۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نام سے ان کے ماننے والوں نے عیسائیت کو رواج دیا۔ یہ بھی الہامی مذاہب میں سے ہے انجیل عیسائی مذہب کی مقدس کتاب ہے۔ جو عہد نامہ جدید کے نام سے معروف ہے۔ اس میں ۲۷ کتابیں ہیں مروجہ اناجیل میں سے چار حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے شاردوں متی، مرقس، لوقا اور یوحنا سے منسوب کی جاتی ہیں جو ۷۰ء اور ۱۱۰ء کے درمیانی عرصے میں لکھی گئیں۔ یہ مذہب دراصل یہودیت کی اصلاح کے طور پر ابھرا(۱) زراعت چونکہ یہودیوں کا مقبول پیشہ تھا اس لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھی اس پیشہ کی پوری پوری سرپرستی فرمائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام خود بھی کاشتکار تھے۔ آپ برابر اپنے شاگردوں کے ساتھ کھیت میں جاتے۔ آپ کے خطبات اور مواعظ میں جا بجا کاشتکاری کا ذکر ملتا ہے۔ کیونکہ آپ کے مخاطب تمام زراعت پیشہ تھے۔ آپ انہیں نیک و بد کا عمل کے انجام کو درختوں، پھلوں اور ان کے بیجوں کی تمثیلات سے آگاہ کرتے تھے۔ مثلاً ایک جگہ متی انجیل میں آپ کا ایک خطبہ یوں بیان کیا گیا ہے۔

"اسی روز یسوع گھر سے نکلا۔ دریا کے کنارے جا بیٹھا اور ایسی بڑی بھیڑ آس پاس جمع ہوئی کہ ایک ناؤ پر چڑھ بیٹھا اور ساری بھیڑ کنارے پر کھڑی رہی اور وہ انہیں بہت سی باتیں تمثیلوں میں کہنے لگا۔ کہ دیکھو! ایک کسان بیج بونے لگا اور بوتے وقت کچھ راہ کے کنارے گرا اور کچھ چڑیوں نے اچک لیا۔ کچھ پتھریلی زمین پر گرا جہاں بہت مٹی نہ ملی اور اس سبب کہ بہت مٹی نہ پائی جلد اگا۔ پر جب دھوپ ہوئی جل گیا۔ اور اس لئے کہ جڑ نہ پکڑی تھی۔ سوکھ گیا۔ کچھ کانٹوں میں گرا اور کانٹوں نے بڑھ کر اسے پایا۔ کچھ اچھی زمین میں گرا اور پھل لایا۔ کچھ سو گنا، کچھ ساٹھ گنا اور کچھ تیس گنا"(۲)

۱۔ ماہنامہ نگار: خدا نمبر بابت جنوری، فروری ۱۹۵۶ء ص: ۱۰۳۔

۲۔ کتاب مقدس یعنی پرانا و نیا عہد نامہ۔ متی انجیل باب نمبر ۱۱ روایت نمبر ۲ تا ۹۔ مطبوعہ امریکن مشن پریس لودیانہ ۱۸۸۳ء۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غرض اس طرح کی سینکڑوں تمثیلات انجیل میں جگہ جگہ مروی ہیں۔ جو کہ پیغمبر کی رموز زراعت سے آگاہی اور اس مخاطب قوم کی پیشہ زراعت سے گہری وابستگی کی آئینہ دار ہیں۔

زراعت اور طلوع اسلام

جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے کہ نسل انسانی کے ارتقاء میں زراعت روز اول سے کسی نہ کسی شکل میں داخل رہی ہے۔ اور ہر دور کے لوگوں کے عقائد ومذاہب میں اس پیشہ کے لوازمات اور اطوار کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔ پیشرو الہامی مذاہب کی تعلیمات سے عوام الناس کی روگردانی کے نتیجے میں جب دنیا ایک بار پھر ظلم وتعدی اور پیشہ والہامی مذاہب اور جہالت کے دھانے پر کھڑی تھی جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

واذکروا نعمت اللہ علیکم اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمته اخوانا. وکنتم علی شفا حفرة من النار فانقذکم منها.(۱)

ترجمہ: اور یاد کرو خدا کی اس مہربانی کو کہ جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی اور تم اس کی مہربانی سے بھائی بھائی بن گئے۔ اور تم آگ کے گڑھے پر کھڑے تھے کہ اس نے تمہیں بچالیا۔

تو اللہ تعالیٰ نے عرب کے خطہ میں اپنے آخری رسول حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کو اپنے دین حنیف اسلام کے ساتھ مبعوث کیا اور بنی نوع انسان کو فلاح اور ہدایت کی طرف دعوت دینے پر فائز کیا۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

هوالذی بعث فی الامیین رسولا منهم یتلوا علیهم ایاته

۱۔ القرآن سورہ آل عمران: ۱۰۳۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ویزکیھم و یعلمھم الکتاب والحکمۃ وان کانو من قبل لفی ضلل مبین. (۱)

ترجمہ: وہ ذات جس نے (عربوں کی) امی قوم میں انہی میں سے رسول بھیجا جو ان پر اللہ کی آیتیں پڑھتا ہے۔ اور ان کے دلوں کو (عقاید شرک سے) پاک کرتا ہے اور ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔

ان الدین عند اللہ الاسلام (۲) یقیناً دین اللہ کے ہاں صرف اسلام ہے۔

ایک دوسری جگہ دین اسلام کو نعمت غیر مترقبہ قرار دیتے ہوئے اللہ تعالی نے فرمایا

الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا (۳)

ترجمہ: آج سے میں نے تمہارے دین کو مکمل کر دیا ہے اور تم پر اپنی نعمت تمام کر دی ہے اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کر لیا ہے۔

بعثت اسلام کے وقت دنیائے عالم تمدنی اعتبار سے خاصی ترقی کر چکی تھی لیکن باہمی جنگ و جدل، وحشت و بربریت، باہمی ظلم و تعدی اور لوٹ مار کی وجہ سے ہر ملک اور ہر معاشرہ میں احترام آدمیت ختم ہو چکا تھا۔ اللہ کی سرزمین سے انسان کو ہر قسم کی نعمت مل رہی تھی۔ فصلات، باغات اور معدنیات سے کئی معاشرے اور ممالک سیر یاب تھے۔ ایران، روم، چین اور ہندوستان کی حکومتیں بعثت نبوی ﷺ کے وقت خاص معروف تھیں۔ خطۂ عرب کے لوگ زیادہ تر تجارت پیشہ تھے اور ان کی تجارت نہایت ہی قدیم اور عالمگیر تھی۔ ڈاکٹر گستاولی

۱۔ القرآن سورہ الجمعہ: ۲

۲۔ القرآن سورہ آل عمران ۱۹۔

۳۔ القرآن سورہ المائدہ: ۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بان کے بیان کے مطابق عربوں کی تجارت کی انتہا ربع مسکون تک پہنچ گئی تھی۔ چین کے مشرقی سواحل اور مجمع الجزائر سے لیکر جبل الطارق تک عربی تجار کے جہازوں کا بیڑا بغرض تجارت پھرا کرتا تھا۔ افریقہ، ایران، ہندوستان، ترکستان، روس اور ایشیائے کوچک وغیرہ کی سرزمین ان کے تجارتی قافلوں کی جولان گاہ تھی(۱)

رسول اکرم ﷺ قبیلہ قریش سے تھے جو کہ عربوں کے مشہور تجارتی قبائل میں سے ایک تھا۔ جس کے ایک سردار ھاشم بن عبدالمناف کی اولاد کی تجارت کا مرکز شام، عبدالشمس کی اولاد کا تجارتی مرکز حبشہ اور قدخل کی اولاد کا تجارتی مرکز فارس تھا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کا بچپن سے پیشہ تجارت تھا جس کا سلسلہ ایک طرف یمن اور دوسری طرف شام تک پھیلا ہوا تھا۔ حضرت عمر بن خطابؓ بھی تجارت پیشہ تھے جس کی وجہ سے انہوں نے قبول اسلام سے قبل متعدد بار عراق اور شام کے ممالک کا سفر کیا اور عرب و عجم سے بادشاہوں سے ملے۔ حضرت عثمانؓ مشہور بزاز تھے۔ حضرت سعد بن ابی وقاص تبرفروش اور حضرت زبیر بن العوام لحم فروش تھے۔(۲)

بعثت نبوی ﷺ کے وقت عرب بستان کی سرزمین ایک اندازے کے مطابق نصف سرسبز و شاداب اور نصف خشک و بنجر تھی۔ اس ملک میں ایسی ندیاں اور دریا بالکل نہیں تھے جن میں ہمیشہ پانی رہتا۔ جو خشک ندیاں موجود تھیں ان سے وادی کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ ایام بارش میں یہ وادیاں پانی سے بھر جاتیں اور یہی پانی نصف علاقے کی زراعت کا ذریعہ بنتا۔ یمن، حجاز، مکہ، نجد اور صنعاء اس کے مشہور علاقے تھے۔ یمن اور نجد کا سرقہ آب وہوا کے اعتبار سے دنیا کا بہترین

۱۔ تمدن عرب از گستاولی لبنان۔ ترجمہ سید علی بلگرامی مطبوعہ رفاہ عام آگرہ ص:۸۵۔

۲۔ نقوش رسول نمبر ج:۳:ص:۹۷۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علاقہ تھا۔ سر سبز وشادابی کی وجہ سے یہاں کے لوگوں کا زیادہ تر پیشہ زراعت تھا۔ جبکہ مکہ ومدینہ کے علاقے پہاڑی تھے صرف مدینہ کا کچھ رقبہ زرخیز تھا۔ مکہ کی ساری زمین شور تھی جس میں زراعت بالکل نہیں ہوتی تھی۔ آب وہوا اور زمین کی اس صورتحال کے پس منظر میں عربستان کی سرزمین کو غیر ذی زرع کے نام سے قرآن میں موسوم کیا گیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہاں کے لوگ زیادہ تر آزادی پسند تھے۔ بھیڑ بکریاں اور اونٹ صحرائی علاقوں میں پال کر گزارہ کرتے۔ زرخیز علاقوں میں بھی زراعت کو مجبوری سمجھ کر کیا جاتا۔ تجارت کو اولیت دی جاتی۔ یمن اور نجد کے علاقوں کی سرسبزی وشادابی کی وجہ سے یہاں کے لوگوں میں زراعت کا سلسلہ کسی حد تک تھا۔ مدینہ کے زرخیز علاقوں میں بھی زراعت کا شغل تھا۔ لیکن یہ زیادہ تر یہودیوں اور عیسائیوں تک محدود تھا۔ عرب بدوی قبائل زیادہ تر آزاد ہی رہے۔ انہوں نے اس جنجال میں اپنے آپ کو ڈالنے سے گریز ہی کئے رکھا۔

عربستان میں کوئی نظام حکومت باقاعدہ طور پر نہ تھا۔ قبائلی نظام تھا قبیلہ کا سردار طاقتور خاندان سے بن جاتا جو اپنی ہر بات اپنی طاقت کے بل بوتے پر منوالیتا۔ عربستان کے ساحلی صوبے مثلاً بحرین، عمان جو خلیج فارس پر واقع ہیں۔ حضر موت اور یمن بحر عرب پر اور حجاز وقدین جو بحر احمر پر واقع ہیں تمام تر بڑے بڑے ممالک کے آمنے سامنے واقع ہیں۔ جس کی وجہ سے ان کا زرخیز ممالک سے بڑا گہرا تعلق تھا چنانچہ ان کو تجارتی سطح پر ان ممالک سے مال لینے اور دیگر جگہوں پر فروخت کرنے کی بڑی سہولت تھی۔ اس تجارت میں عرب کے اپنے علاقوں میں پیدا ہونے والی مندرجہ ذیل نباتات برآمدات کے طور پر کام آتیں۔

طرفا، صنفصاف، جھاؤ، بید، دوم، حنا، گوگل، مہندی، انجیل، فل، نخل، حنظ، فوہ، تیغ، فلفل، صبر، جوز، مشمش، سفرجل، پتن، شقائق، نیلہ، بنفسج، قثا، موز، طلع، لبان، سونٹھ، نیلوفر، خرما، گیہوں، مجیٹھ، تمباکو، مرچ، ایلوا، بادام، زرد آلو، بہی، انجیر، لالہ، بنفشہ، کریلا، کیلا، کھجور کی گدر پھلیاں، لوبان،

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یاسمین، تمر ہندی، قصب، شعیر بن، عفص، بادنجان، رمان، منسق، تفاخ، لیموں۔ ورد، حزام، نرجس، خروع، منقے، نار جیل، بطیخ، عدس، چنبیلی، املی، بانس، جو، قہوہ، ڈبی، بینگن، انار، پستہ، سیب، گلاب، نرگس، سن یا خوشبودار گھاس، ناریل، مسور(۱)

مذکورہ بالا فصلیں یا پھل صرف زرخیز آبادیوں کی پیداوار تھے۔ اسی طرح قہوہ یمن میں پیدا ہوتا تھا جو کہ عالمی سطح پر اس وقت مشہور تھا۔ اسی طرح بخور بھی صرف عرب کی پیداوار تھی۔ عرب اپنی کے تبادلہ میں عمدہ قسم کے جواہرات لیتے۔

عرب کے حیوانات میں سے گھوڑا، اونٹ، بھیڑ، بکری، مینڈھے، ہرن اور گدھے خچر مشہور ہیں۔ حکمائے کے علم حیوانات کی رائے میں عرب گھوڑے کی اصل جائے پیدائش ہے۔ اسی کی شہرت پوری دنیا میں ہے۔ عرب کے گدھے خچر کی سی قوت کے مالک ہوتے ہیں ان گھوڑوں اور گدھوں کی تجارت سے عربوں کو بڑی آمدنی ہوتی تھی۔ عربی اونٹ کو بھی عرب کا خصوصی جانور سمجھا جاتا ہے۔ اور یہ عرب کی تجارت میں نقل و حمل میں بڑا کام آتا تھا۔ زرعی صنعت میں عربوں کے کپڑے کے کارخانے بڑے مشہور ہیں۔ یمن کا علاقہ اس صنعت کا مرکز تھا۔

اس زرعی پس منظر میں عرب معاشرے کی حالت ناگفتہ بہ تھی۔ قبائلی عصبیت اپنی انتہا پر تھی۔ یہودی قبائل زراعت پیشہ تھے۔ نیز سودی لین دین کی وجہ سے عرب کی معیشت پران کا بڑی حد تک تسلط تھا۔ عربوں کی تجارت سے انہیں حد سے زیادہ اوباش بنادیا تھا شراب خوری، جواء بازی، زنان بازاری اور عیاشی کے جگہ جگہ مراکز تھے۔ جن میں شرکت نہ کرنا کم ہمتی اور پستی کی علامت سمجھا جاتا۔ مذہب سے بے زاری اور بت پرستی ایک فیشن تھا۔ جس کی وجہ سے

۱۔ ارض القرآن از سید سلیمان ندوی مطبوعہ معارف پریس اعظم گڑھ ص:۲۳۱۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس معاشرے میں غریب اور کمزور کا زندگی گزارنا اجیرن تھا۔ یہودی زمینداروں کی زراعت زرخرید غلاموں اور مزارعین کے رحم و کرم پر تھی۔ کاشتکاری کو کم آمدنی ملنے اور سخت محنت کی وجہ سے ذلت و بربادی کی علامت سمجھا جاتا تھا۔ اور اس طرح زراعت سے گریز پائی کا ماحول پورے عرب میں چھایا ہوا تھا۔ زراعت پیشہ معاشرے کا ذلیل اور حقیر فرشمار ہوتا تھا۔ اسی لئے اہل قریش یہودیوں کو آنکھ نہیں لگاتے تھے۔ مدینہ میں یہودی زیادہ تر تجارت پیشہ اور انصار زراعت پیشہ تھے۔ یہود کے سودی کاروبار کی وجہ سے انصار بری طرح قرضوں کے جنجال میں پھنسے ہوئے تھے۔ ہجرت کے بعد جب مسلمانوں میں مواخات کے تحت تجارت اور زراعت میں انصار کے ساتھ کام شروع کیا تو یہودیوں کے تسلط کی زنجیریں آہستہ آہستہ ٹوٹنے لگیں۔ اور پھر جلد ہی وہی غریب انصار اور ملک بدر مہاجر اللہ کے فضل و کرم سے صرف چند سال کے عرصہ میں سر زمین عالم کے بیشتر حصہ کی امامت و سیادت کے منصب پر فائز ہونے کے سزاوار ہوگئے۔

ایران، روم، چین اور ہندوستان کے ممالک کی بیشتر زمینیں سرسبز و شاداب تھیں جس کی وجہ سے یہ ممالک زراعت کے بہت بڑے مرکز تھے۔ لیکن ان ممالک کے نظام سیاسی میں آمریت کے اثر و نفوذ کی وجہ سے یہاں کا معاشرہ طبقاتی تقسیم سے دوچار تھا۔ طاقتور اور جابر لوگ وسیع و عریض جاگیروں کے مالک تھے۔ اور حکومت ان کی سطوت و جبروت کی وجہ سے ان کے ظلم و جور پر نہ صرف چپ رہتی بلکہ ان کی سرپرستی کرتی۔ حکومت کی مالی، فوجی اور سیاسی مجبوریوں میں یہی جاگیردار حکمران طبقہ کے دست و بازو ہوتے(۱) یہی جاگیر دار ٹیکس وصول کرتے اور فوج کی ضرورت کے مطابق ہر وقت کسانوں کی بھرتی کرکے افرادی

۱۔ holding and the relation of Landlandlord and tenant in various countries / C.D.Field. Calcutta: Thacker, 1883 p.5

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قوت کو بڑھاتے۔ بڑے بڑے جاگیردار تو اپنے ٹیکس حکومت سے معاف کروا لیتے لیکن چھوٹے زمینداروں سے من مانی رقم بطور ٹیکس وصول کرتے۔ جو کوئی کسی مجبوری کی وجہ سے بروقت ٹیکس جمع نہ کرا سکتا تو اس پر ظلم کے پہاڑ توڑے جاتے۔ جائیدادیں ضبط کر لی جاتیں۔ اہم افراد کو قید خانوں میں بند یا موت کے گھاٹ اتار دیا جاتا اور انکی عورتوں کو جاگیرداروں کی شبینہ عیاشیوں میں ان کے بستروں کی زینت بنایا جاتا۔

چین میں ہر کاشتکار کیلئے سال میں ایک ماہ حکومت کے تعمیراتی کاموں میں مفت کام کرنا لازمی تھا۔(۱) سرکاری سطح پر زراعت سے وابستہ غریب اور چھوٹے کاشتکار و زمین دار کی کسی قسم کی کوئی امداد یا سرپرستی نہیں کی جاتی تھی۔ پرانے اور خستہ آلات زرعی، کنوؤں اور موسمی نالوں سے وابستہ نظام آبپاشی اور بھاری من مانے ٹیکسوں نے زراعت کے پیشہ کو ذلت اور حقارت کا نشان بنا دیا تھا۔ حکمرانوں اور جاگیرداروں کے محلات غریبوں کے خون پسینہ سے سیراب ہوتے، کھیتوں کی کمائی سے ابھرتے اور ان مظلوم انسانوں اور کاشتکاروں کی بے بسی اور بے چارگی پر محو تمسخر و استہزا ہوتے۔ جن کی زندگی صرف جاگیرداروں کے اشارۂ ابرو پر قربان ہونے کیلئے تھی۔ ان کی خوشامد و چاپلوسی ہی وظیفۂ زندگی تھا اور اس طرح ان ممالک کا پورا معاشرہ غلامی اور مشقت کے دو ظالم پاٹوں کے درمیان پس رہا تھا۔ انسانوں کے ہاتھوں انسانوں کا استحصال اس دور کا قانون تھا۔ عرب کی سرزمین سے جب انسان کی عظمت، برابری اور چارہ جوئی و دادرسی کا نعرہ بلند ہوا تو اس کی گونج ان ظلمت کدوں میں بھی سنی گئی۔ عوام کو عافیت اور سکون کی نوید ملی اور انہوں نے آگے بڑھ کر اس عظمت آفریں پیغام کا استقبال کیا اور اسے حرزِ جاں بنا لیا۔

۱۔ Hycker, Charles O. China Imperial Past. ص London: Duckworth,1975. p.181

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرا باب

زرعی اصلاحات عہد نبوی میں

نبی آخرالزمان اور داعی اسلام حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کا بچپن گلہ بانی، جوانی کے ابتدائی سال تجارت اور باقی عمر وادیٔ جراف کی زراعت اور دین اسلام کی اشاعتی سرگرمیوں میں گزری۔ مکی زندگی کے دوران آپ کو مکہ کے تجارتی معاشرے اور مدنی زندگی کے دوران وہاں کے زرعی معاشرے کو بخوبی دیکھنے کا موقع ملا۔ جملہ معاشرے مذہبی طور پر بانجھ ہو جانے کی وجہ سے اخلاقی اقدار کے انحطاط کی آخری حد تک پہنچ چکے تھے۔ دنیا داری، ظاہری رکھ رکھاؤ، غرور و تکبر عیش پسندی، قبائلی تعصب، کینہ پروری اور خصومت پسندی کے جراثیم معاشرے کو گھن کی طرح کھا رہے تھے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے خداوند تعالیٰ کی طرف سے آئی ہوئی ہدایت کی روشنی میں مختلف طریقوں اور جہتوں سے اس معاشرے کا علاج شروع کیا۔ جس سے لا بدی طور پر پیشہ زراعت کو بڑی حد تک عزت، وقار اور شہرت ملی۔

عقائد کی اصلاح

عقائد کو انسان کے اعمال میں ہمیشہ بنیادی حیثیت رہی ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے سب سے پہلے اس بنیاد کی اصلاح پر زور دیا۔ مروجہ بت پرستی، اوہام پرستی اور یہودیت و عیسائیت کے مسخ شدہ عقائد کی اصلاح کی اور توحید و رسالت کی بنیاد پر انہیں دعوت حق دی۔ معاشرے کے جملہ افراد کے دلوں کو موعظۂ حسنہ کے ساتھ یہ باور کرایا کہ تمام کائنات کا خالق و مالک صرف اللہ کی ذات ہے۔ وہ اپنی ذات و صفات میں یکتا و بے مثال ہے۔ جملہ قدرتیں اسی کو

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاصل ہیں۔ قرآن مجید کے چند ارشادات اس سلسلہ میں ملاحظہ ہوں۔

رزق کا گھٹانا بڑھانا اور نفع و نقصان کا پہنچانا صرف اللہ کو سزاوار ہے۔ قرآن مجید میں متعدد جگہ پر اس کا اظہار کیا گیا ہے۔ سورۃ الرعد میں ایک جگہ ارشاد ہے۔

اللّٰہ یبسط الرزق لمن یشاء ویقدر (۱)

اللہ جس کو چاہتا ہے رزق کی فراخی بخشتا ہے اور جسے چاہتا ہے نپا تلا رزق دیتا ہے۔

واللّٰہ فضل بعضکم علی بعض فی الرزق (۲)

اور اللہ نے تم میں سے بعض کو بعض پر رزق میں برتری بخشی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے میسر دنیاوی نعمتوں کا حق ادا کرنے کا حکم دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا

ولاتنس نصیبک من الدنیا واحسن کما احسن اللّٰہ الیک (۳)

اور تم دنیا میں سے اپنا حصہ لینا نہ بھولو اور اسی طرح احسان کرو جس طرح اللہ نے تم پر احسان کیا ہے۔

فصلات کی کاشت انسان کرتا ہے لیکن اس کو اگانا، پرورش دینا اور پھل دار کرنا صرف اللہ تعالیٰ کے کرم پر مبنی ہے۔ قرآن مجد میں اس عقیدہ کو متعدد جگہوں پر باور کرایا گیا ہے۔

وللّٰہ میراث السموت والارض واللّٰہ بما تعملون خبیر (۴)

اور اللہ ہی کیلئے آسمان اور زمین کی میراث۔ اور اللہ تمہارے اعمال سے بخوبی باخبر ہے۔

۱۔ القرآن سورہ الرعد ۱۳:۲۶

۲۔ القرآن سورہ النحل ۱۶:۷۱

۳۔ القرآن سورہ القصص ۲۸:۷۷

۴۔ القرآن سورہ آل عمران ۳:۱۸۰

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ولله ملک السموت والارض ولله علی کل شئی قدیر(۱)

اور اللہ ہی کیلئے آسمان وزمین کی بادشاہی ہے۔ اور اللہ ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے۔

وھو اللہ فی السموت وفی االارض یعلم سرکم وجھرکم ویعلم ماتکسبون.(۲)

اور وہ آسمان وزمین میں صرف اللہ ہی ہے جو تمہارا ظاہر و باطن جانتا ہے۔ اور وہ سب کچھ بھی جانتا ہے۔ جو تم کماتے ہو۔

ذلکم اللہ ربکم لااله الاہوخالق کل شئی فاعبدوہ(۳)

یہ تمہارا اللہ ہی ہے جو تمہارا پالنے والا ہے۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہی ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے۔ پس تم اسی کی عبادت کیا کرو۔

الا له الخلق والامر تبارک اللہ رب العالمین(۴)

خبردار اسی کیلئے پیدا کرنے اور حکم دینے کی قوت ہے۔ اللہ کی ذات نہایت بزرگ وبرتر ہے جو سب جہانوں کی پالنے والی ہے۔

ان اللہ فالق الحب والنوی یخرج الحی من المیت ومخرج المیت من الحی. ذلکم اللہ فانی توء فکون(۵)

بے شک دانے اور گٹھلی کو پھاڑنے والا اللہ ہے۔ وہی زندہ کو مردہ سے نکالتا ہے۔ اور مردہ کو زندہ سے خارج کرتا ہے۔ یہ سارے کام کرنے والا تو اللہ ہے۔ پھر تم کدھر چلے جارہے ہو۔

۱۔ القرآن سورہ آل عمران ۳:۱۸۹

۲۔ القرآن سورہ الانعام ۶:۳

۳۔ القرآن سورہ الانعام ۶:۸۲

۴۔ القرآن سورہ الاعراف ۷:۵۴

۵۔ القرآن سورہ الانعام ۶:۹۵۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھوڑا سے آگے اسی سورہ میں پھر فرمایا:

وھوی الذی انزل من السماء ماء فاخرجنابه نبات کل شئی فاخرجنامنه خضراً نخرج منه. حبا متراکباً ومن النخل من طلعها قنوان دانیة وجنت من اعناب والزیتون والرمان متشابه وغیرمتشابه. انظروا الی ثمره اذا اثمر وینعه. ان فی ذلکم لایت لقوم یؤمنون (۱)

اور وہی ہے جس نے آسمان سے پانی برسایا۔ پھر اس کے ذریعہ سے ہر قسم کی نباتات اگائیں۔ پھر اس سے ہرے ہرے کھیت پیدا کئے جن سے تہہ بر تہہ چڑھے ہوئے دانے نکالے اور کھجور کے شگوفوں سے گچھے کے گچھے پیدا کئے جو بوجھ کے مارے جھکے پڑتے ہیں۔ اور (ہم نے) باغ، انگور، زیتون اور انار کے باہم مشابہ اور غیر مشابہ پیدا کئے۔ ان کے پھل دیکھو جب وہ پھل لاتے ہیں اور اس کے پکنے کو دیکھو۔ بے شک ان سب میں ایمان طلب کرنے والوں کیلئے دلائل ہیں۔

غرض اس طرح کی انقلابی تعلیم کی وجہ سے معاشرہ میں بڑی جرأت مندانہ تبدیلیاں وجود میں آئیں۔ تمام بتان آذری اور بتان رنگ و بو توڑ دیئے گئے۔ غرور و نخوت کی بجائے باہمی احترام کی فضا پیدا ہو گئی۔ صلہ رحمی، ہمدردی اور بھائی چارے کے بڑے جانفزا مظاہرے سامنے آئے۔ حرص و لالچ کے سفلی جذبات ختم ہو گئے اور انکی جگہ ایثار و قربانی کی اقدار پروان چڑھیں۔

اخلاقی اقدار کا احیاء

بعثت نبوی ﷺ سے پہلے کا معاشرہ عریانی، فحاشی، بے حیائی اور ظلم و زیادتی کی بدترین مثال تھا۔ کعبے کا ننگا طواف، بیٹیوں کی زندہ درگوری، زنا و رنڈی بازی،

۱۔ القرآن سورہ الانعام ۶:۹۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شراب خوری اور فسق وفجور کے مظاہرے روز کا معمول تھے۔ نبی اکرم ﷺ نے کتاب انقلاب کے ذریعے بیمار معاشرے کو اعلیٰ اقدار کے حیات آفرین پیغام سے حیات نو دی۔ حضور اکرم ﷺ نے اپنی بعثت کا مقصد اولین اخلاقی اقدار کا احیاء قرار دیا۔ آپ نے فرمایا:

انی بعثت لاتمم مکارم لاخلاق (۱)

یعنی بے شک میں اچھے اخلاق کے اتمام کے لئے مبعوث کیا گیا ہوں۔

قرآن مجید میں آپ ﷺ کے اخلاق کے بارے شہادت دی گئی:

انک لعلی خلق عظیم (۲)

بے شک آپ اخلاق کے اعلیٰ درجوں پر ہیں۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے جب آپ کے اخلاق حسنہ کے بارے دریافت کیا گیا آپ نے فرمایا:

فان خلق رسول اللّٰہ کان القرآن (۳)

آپ ﷺ کے اخلاق تو قرآن ہیں۔

یعنی آپ کا ہر انداز، ہر رویہ اور ہر بول قرآن حکیم کی تفسیر اور شرح تھا۔ یہی وجہ ہے کہ عرب کے بدوی معاشرے میں جب آپ ﷺ نے اسلام کی دعوت کا آغاز کیا تو ان کے سامنے اپنی چالیس سالہ زندگی بطور مثال پیش کی جس کے جواب میں سب نے مل کر آپ کو صادق اور امین کے القاب سے یاد کر کے آپ کے اعلیٰ اخلاق کی شہادت دی۔ آپ کی سیرت طیبہ اور قرآن کریم کی انقلابی آیات نے جاہل، سرکش اور اناڑی معاشرے کو دنیا کی امامت کے قابل بنا دیا۔ قرآن مجید میں آپ کے اصحاب کی شان اس انداز میں بیان کی گئی ہے۔

۱۔ موطا امام مالک کتاب الجامع باب حسن الخلق

۲۔ القرآن سورہ القلم ۶۸:۴

۳۔ مسند امام احمد بن حنبل مرویات عائشہ صدیقہ علیہا السلام ۶/۵۴ مطبوعہ معارف نظامیہ حیدر آباد دکن۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محمد رسول الله والذين معه اشداء على الكفار رحماء بينهم ترا هم ركعا سجداً يبتغون فضلا من الله ورضوانا. سيماهم فى وجوههم من اثر السجود.ذلک مثلهم فى التوراة ومثلهم فى الانجيل.كزرع اخرج شطئه فازره فاستغلظ فاستوى على سوقه يعجب الزراع ليغيظ بهم الكفار. وعد الله الذين امنوٓ وعملوالصلحت منهم مغفرة واجراً عظيماً(۱)

یعنی محمد اللہ کے پیغمبر ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ سخت ہیں کافروں پر اور آپس میں مہربان ہیں۔ آپ ان کو رکوع کرتے اور سجود کرتے اللہ کے فضل اور رضامندی کی جستجو میں سرگرم دیکھیں گے۔ ان کے سجود کی وجہ سے ان کے ماتھوں پر آثار نمایاں ہیں۔ اسی طرح ان کے اوصاف توریت اور انجیل میں بیان کئے گئے ہیں۔ جیسے کہ کھیتی ہے جس نے اپنی سوئی نکالی پھر اس کو سہارا دیا پھر وہ سخت ہوئی اور اپنے تنا پر کھڑی ہو گئی جس سے کسانوں کے دلوں میں خوشی ہوئی (یہ مثال) اس لئے کہ کافروں کے دلوں کو جلائے۔ اللہ نے ان لوگوں سے جو ایمان لائے اور نیک عمل کئے، مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ کیا ہے۔

قرآن مجید میں اخلاقی اوصاف کو نکھارنے کیلئے کئی جگہوں پر کلام کیا گیا ہے جن کا احاطہ کرنا مشکل ہے تاہم مثال کے طور پر سورہ حجرات میں صلح جوئی، باہمی احترام واکرام، سوء ظن سے پرہیز، غیبت اور عیب جوئی کی مذمت، ایمان کامل کے تقاضے، انفاق فی سبیل اللہ، جہاد فی سبیل اللہ اور عظمت رسول پر سیر حاصل روشنی ڈالی گئی ہے۔

۱۔ القرآن سورہ الفتح ۴۸:۲۹۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا الطاف حسین حالی نے اپنے مسدس میں اس انقلاب کی اثر آفرینی کا جو نقشہ کھینچا ہے اس کے صرف چند شعر برائے ملاحظہ درج کئے دیتے ہیں۔

وہ دین جس نے اعداء کو اخواں بنایا — وحوش اور بہائم کو انساں بنایا
درندوں کو غمخوار دوراں بنایا — گڈریوں کو عالم کا سلطان بنایا
وہ خطہ جو تھا ایک ڈھوروں کا گلہ — گراں کر دیا اس کا عالم سے پلہ
مس خاک کو جس نے کندن بنایا — کھرا اور کھوٹا الگ کر دکھایا
عرب جس پہ قرنوں سے تھا جہل چھایا — پلٹ دی بس اک آن میں اس کی کایا

رہا ڈر نہ بیڑے کو موج بلا کا
ادھر سے ادھر پھر گیا رخ ہوا کا۔(۱)

پرکاش دیو جی حضور اکرم ﷺ کی سیرت پر لکھتے ہوئے آغاز یوں کرتے ہیں۔

آنحضرت ﷺ کی ذات سے جو فیض دنیا کو پہنچے ان کیلئے نہ صرف عرب بلکہ تمام دنیا کو ان کا شکر گزار ہونا مناسب ہے۔ عرب جسے ایک وحشی اور کندہ ناتراش ملک کو خدا کی توحید کی تعلیم دینا اور سیدھے راستہ پر لانا ایک ایسے ہی فلسفی مزاج کا کام تھا(۲)

گستاؤلی بان نے اپنی کتاب تمدن عرب میں حضرت عمرؓ کے قاصد کا وہ بیان دیا ہے جو انہوں نے شاہ ایران کو حضرت کے احسانات کے بارے میں دیا۔ ان کا بیان ہے۔

اے بادشاہ ہم ایسی ذلیل حالت میں تھے کہ ہم میں بعض اشخاص اپنا پیٹ کیڑے مکوڑے اور سانپ بچھو کھا کر بھر لیتے تھے۔ بعض اپنی بیٹیوں کو اس وجہ

۱۔ حالی الطاف حسین۔مسدس حالی۔ لاہور۔ مظفر بکڈپو۔ س ن

۲۔ پرکاش دیو۔ سوانح عمری حضرت محمد ﷺ بانی اسلام۔ لاہور۔ جارج سٹیم پریس ۱۹۱۲ء ص:۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے ڈرا لیتے تھے کہ انہیں اپنے کھانے میں شریک نہ کرنا پڑے۔ جہالت اور بت پرستی کی تاریکی میں گرفتار بلاقانون اور بلا لگام ہمیشہ ایک دوسرے کی دشمنی ہمارا شغل تھا۔ ہم آپس میں ایک دوسرے کو لوٹیں اور تباہ کریں۔ یہ تھی ہماری پہلی تصویر لیکن اب ہم ایک نئی قوم ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہم میں ایک شخص پیدا کیا ہے جو خاندانی شرافت میں، فہم وادراک میں تمام عرب میں فائق ہے اور اللہ نے اسے اپنا نبی برحق اور رسول بنایا ہے۔ اسی رسول کے ذریعہ سے اللہ نے ہم سے کہا" میں ہوں اللہ واحد خالق کون ومکان۔ میرے رحم نے تمہارے لیے ایک رابر بھیجا ہے تمہیں راہ راست پر لانے کیلئے۔ جس راہ کی وہ تمہیں ہدایت کرتا ہے۔ وہ تمہیں اس عذاب سے بچائے گی۔ جو میں نے آخرت میں کافروں اور گناہ گاروں کیلئے مقرر کیا ہے۔ اور تمہیں میرے عرش کے سامنے مقام آسائش تک پہنچائے گی۔" اس تعلیم نے بتدریج ہمارے دلوں پر اثر کیا اور ہم نے اپنے پیغمبرؐ کی ہدایت کو قبول کیا۔ ہم نے مان لیا کہ ہمارے پیغمبر کا کلام اللہ کا کلام ہے اور اس کے احکام اللہ کے احکام ہیں اور جس مذہب کی اس نے تعلیم کی وہی اک سچا مذہب ہے اس نے ہمارے ادراک کو چمکادیا۔ اس نے ہماری جماعت میں اخوت پیدا کی اور ہمارے لئے اپنی فہم خدا داد سے قانون مقرر کئے۔(۱)

مولانا ابوالحسن علی ندوی اپنی کتاب" نبی رحمت" کے اختتام پر بعثت محمدیہ کی برکات کا عالمی جائزہ درج ذیل الفاظ میں کھینچتے ہیں۔

"آپ کی بعثت کے بعد دنیا کی رت بدل گئی، انسانوں کے مزاج بدل گئے اور ایک نئی دھن (خدا کو راضی کرنے اور خدا کی مخلوق کو خدا سے ملانے اور اس کو نفع پہنچانے کی) لگ گئی۔ جس طرح کہ بہار یا برسات کے موسم میں زمین کی

۱۔ گستاولی لیبان۔ تمدن عرب ترجمہ سید علی بلگرامی مطبوعہ مطبع رفاہ عام آگرہ۔ ص:۱۰۸۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روئیدگی بڑھ جاتی ہے۔ سوکھی ٹہنیوں اور پتوں میں شادابی اور ہریالی پیدا ہوجاتی ہے۔ نئی نئی کونپلیں نکلنے لگتی ہیں اور در و دیوار پر سبزہ اگنے لگتا ہے۔ اسی طرح بعثت محمدی کے بعد قلوب میں نئی حرارت، دماغوں میں نیا جذبہ اور سروں میں نیا سودا سما گیا، کروڑوں انسان اپنی حقیقی منزل مقصود کی تلاش میں اس پر پہنچنے کیلئے نکل کھڑے ہوئے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جیسے انسانیت صدیوں کی نیند سوتے سوتے بیدار ہو گئی۔ تاریخ و تذکرے کی کتابیں پڑھیں تو نظر آتا ہے کہ خدا طلبی اور خدا شناسی کے سوا کوئی کام ہی نہ تھا۔ شہر شہر قصبہ قصبہ، گاؤں گاؤں بڑی تعداد میں ایسے خدا مست، عالی ہمت، عارف کامل، دائمی حق اور خادم خلق انسان دوست اور ایثار پیشہ انسان نظر آتے ہیں جن پر فرشتے بھی رشک کریں۔ انہوں نے دلوں کی سرد انگوٹھیاں گرمادیں، عشق الٰہی کا شعلہ بھڑکادیا، علوم وفنون کے دریا بہادیئے، علم و معرفت اور محبت کی جوت جگادی اور جہالت و دشت، ظلم وعداوت سے نفرت پیدا کردی، مساوات کا سبق پڑھایا، دکھوں سے مارے اور سماج کے ستائے ہوئے انسانوں کو گلے لگایا بس معلوم ہوتا ہے کہ بارش کی قطروں کی طرح ہر چپہ زمین پر ان کا نزول ہوا اور اس کا شمار ناممکن ہے(۱)

جرمن فاضل کائتانی(Caetani) اپنی کتاب سنین اسلام میں حضور اکرم ﷺ کے اس عالمی اخلاقی انقلاب کو آپ کے صحابہ کرام کی سیرت بیان کر کے ان کا ان الفاظ میں خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔

"یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کی اخلاقی وراثت کے سچے نمائندے، مستقبل میں اسلام کے مبلغ اور محمد ﷺ نے خدا رسیدہ لوگوں تک جو تعلیمات پہنچائی تھیں، ان کے امین تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی مسلسل قربت اور ان سے محبت نے ان لوگوں کو فکر وجذبات کے ایک ایسے عالم میں پہنچادیا تھا جس سے اعلیٰ اور متمدن ماحول کسی نے دیکھا نہیں تھا۔

۱۔ سید ابوالحسن علی ندوی "نبی رحمت" مطبوعہ مجلس نشریات اسلام۔ کراچی، ص:

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

درحقیقت ان لوگوں میں ہر لحاظ سے بہترین تغیر ہوا تھا۔ اور بعد میں انہوں نے جنگ کے مواقع پر ہر مشکل ترین حالات میں اس بات کی شہادت پیش کی کہ محمد ﷺ کے افکار کی تخم ریزی زرخیز زمین میں کی گئی تھی جس سے بہترین صلاحیتوں کے انسان وجود میں آئے۔ یہ لوگ مقدس صحیفہ کے امین اور حافظ تھے اور رسول اللہ ﷺ سے جو لفظ یا حکم انہیں پہنچتا تھا اس کے زبردست محافظ تھے(۱)

حضور اکرم ﷺ کی بلند ترین تعلیمات کے باغ تازہ اور قرآن کریم کی فصل بہار کا یہ ادنی سا نقشہ تھا جس کو اپنے و پرائے نے اپنی اپنی بساط کے مطابق دکھانے کی کوشش کی۔ حقیقت یہ ہے کہ آپ ﷺ کی اخلاقی اقدار کے احیاء کیلئے اٹھائی گئی تحریک نے انسانی معاشرے کو جس قدر معراج بخشی اس کا چند لفاظ میں احاطہ کرنا کسی قلمکار کے بس کی بات نہیں۔ بے شک یہ انقلاب تاریخ کائنات کی حیرت انگیز حقیقت اور آپ ﷺ کی شخصیت کا عظیم عجاز تھا۔

خوف آخرت

بعثت نبوی سے پہلے یہ عقیدہ عام تھا کہ انسان مر کر مٹی ہوجاتا ہے۔ اور اس سے اس کے اعمال کا کوئی مؤاخذہ نہیں۔ جیسا کہ قرآن مجید میں اس عقیدہ کے متعدد جگہ پر ذکر کا گیا ہے سورہ الجاثیہ میں ارشاد ہے۔

وقالواماهی الاحیاتناالدنیانموت ونحیاومایهلکناالاالدهر.ومالهم بذلک من علم ان هم الایظنون.وذاتتلی علیهم ایتنابینت ماکان حجتهم الاان قالواائتوابابائناان کنتم صدقین(۲)

۱۔ Caetani Annali: Dd Isla. Vol.II, Arnold,T.W. Preacing of Islam. London,1925. pp.41-42

۲۔ القرآن سورہ الجاثیہ: ۲۴،۲۵

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی یہ لوگ کہتے ہیں کہ زندگی بس ہی ہماری دنیا کی زندگی ہے۔ یہیں ہمیں مرنا اور جینا ہے۔ گردش ایام کے سوا کوئی چیز نہیں جو ہمیں ہلاک کردے۔ حالانکہ ان کے پاس اس بارے میں کوئی علم نہیں۔ محض گمان کی بنا پر یہ باتیں کرتے ہیں اور جب ہماری واضح آیات انہیں سنائی جاتی ہیں تو ان کے پاس اس کے سوا کوئی حجت نہیں ہوتی کہ ہمارے باپ دادا کو اگر تم سچے ہو تو اٹھاؤ۔

ان کے نزدیک دوبارہ اٹھنا ایک خیال محض تھا۔ اور آخرت کے تصور کا مذاق اڑایا کرتے۔ جس کی قرآن کریم نے صراحت کے ساتھ تردید کی۔ مثلاً قرآن مجید میں ہے۔

یقولون ءانا لمردودون فی الحافرہ. ء اذا کنا عظاما نخرۃ. قالوا تلک اذاً کرۃ خاسرہ(۱)

یعنی یہ لوگ کہتے ہیں کیا واقعی ہم قبروں سے پھر واپس لائے جائیں گے؟ کیا جب ہم کھوکھلی بوسیدہ ھڈیاں بن چکے ہوں گے؟ کہنے لگے یہ واپسی تو پھر بڑے گھاٹے کی ہوگی۔

ایک دوسری جگہ ان کی تردید کو دوسرے الفاظ میں یوں بیان کیا گیا ہے۔

قالوا ءاذا متناوکناترابا وعظاما ء انالمبعونون. لقدوعدنانحن وابا ءناھذا من قبل ان ھذاالااساطین الاولین(۲)

یعنی یہ کہتے ہیں کیا جب ہم مر کر مٹی ہوجائیں گے اور ہڈیوں کے پنجر بن کر رہ جائیں گے تو ہم کو پھر زندہ کرکے اٹھایا جائے گا؟ ہم نے بھی یہ وعدے بہت سنے ہیں اور ہم سے پہلے ہمارے باپ دادا بھی سنتے رہے ہیں۔ یہ محض افسانہائے پارینہ ہیں"

۱۔ القرآن سورہ الزعت: ۱۰، ۱۲

۲۔ القرآن سورہ المؤمنون: ۸۲، ۸۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس آخرت کے انکار اور بعید از امکان سمجھنے کی وجہ سے ان لوگوں کی زندگی میں عدم جوابدہی اور مدر پدر آزادی کے جراثیم پوری طرح پھیل گئے تھے۔ خدا اور اس کی قدرتوں کا یہ گویا کہ انکار تھا جس کی وجہ سے نیکی اور برائی کے صلہ یا سزا کا کوئی جذبہ یا خوف تک نہ تھا۔ لوٹ مار، ظلم و تعدی، زناکاری و شراب نوشی، بت پرستی اور خود پرستی کا دور دوراں تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے اس عقیدہ کو سب سے پہلے لوگوں کے دلوں میں راسخ کرنے کی کوشش کی۔ مختلف دلائل اور براہین سے ان کو یہ باور کرایا کہ انسان کی یہ زندگی ایک دوسری زندگی کیلئے زینہ ہے۔ جو کچھ یہاں کمایا جائے گا اس کا بدلہ دوسری زندگی میں ملے گا وہ دوسری زندگی آدمی کی موت کے بعد ہوگی۔ یہی عالم آخرت ہے۔ آپ نے فرمایا

ان الدنیا مزرعة الاخرہ (۱) یقیناً دنیا آخرت کی کھیتی ہے۔

جو انسان یہاں بوئے گا وہی آخرت میں کاٹے گا۔ قرآن مجید میں متعدد جگہ پر آخرت کی زندگی پر دلائل بیان کیئے ہیں جن سب کا بیان کرنا مشکل ہے۔ صرف چند بطور مثال ذیل میں بیان کیئے جاتے ہیں۔ سورہ القیمہ میں سوال کیا گیا کہ آپ لوگ ہی بتائیں کہ کیا انسان کو بغیر کسی مقصد اور مطلب کے پیدا کر کے یونہی مہمل اور بے کار کر کے چھوڑ دیا گیا یہ کیا قرین انصاف ہے؟ سورہ ق میں ارشاد ہوا۔

افعیینا بالخلق الاول بل هم فی لبس من خلق جدید. (۲)

فرمایا کہ کیا پہلی بار کی تخلیق سے ہم عاجز تھے۔ مگر ایک نئی تخلیق کی طرف سے یہ لوگ شک میں پڑے ہوئے ہیں۔

سورہ التغابن میں آخرت کی مقصدوغایت بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا گیا۔

زعم الذین کفروا ان لن یبعثوا. قل بلی وربی لتبعثن ثم لتنبؤن بما عملتم. وذلک علی اللہ یسیر (۳)

۱۔ القرآن سورہ القیمہ: ۳۶

۲۔ القرآن سورہ ق: ۱۵

۳۔ القرآن سورہ التغابن: ۷

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

منکرین نے بڑے دعوے سے کہا ہے کہ وہ مرنے کے بعد ہر گز دوبارہ نہ اٹھائے جائیں گے۔ ان سے کہو نہیں میرے رب کی قسم تم ضرور اٹھائے جاؤ گے پھر ضرور تمہیں بتایا جائے گا کہ تم نے دنیا میں کیا کچھ کیا ہے اور ایسا کرنا اللہ کیلئے بہت آسان ہے۔

سورہ الجاثیہ میں فرمایا

ام حسب الذین اجترحوالسیات ان جعلھم کالذین امنواوعملو الصلحت سواء محیاھم ومماتھم.ساءمایحکمون.وخلق اللہالسموت والارض بالحق لتجزی کل نفس بماکسبت وھم لایظلمون(۱)

کیا وہ لوگ جنہوں نے برائیوں کا ارتکاب کیا ہے سمجھے بیٹھے ہیں کہ ہم انہیں اور ایمان لانے والوں اور نیک عمل کرنے والوں کو ایک جیسا کردیں گے کہ ان کا جینا اور مرنا یکساں ہوجائے؟ بہت برے حکم ہیں جو یہ لوگ لگاتے ہیں۔ اللہ نے تو آسمان اور زمین برحق پیدا کیا ہے اور اس لئے کیا ہے کہ ہر متنفس کو اس کی کمائی کا بدلہ دیا جائے۔ لوگوں پر ظلم ہر گز نہ کیا جائے گا۔

سورہ التکاثر میں انسان کی دنیا پسندی اور طلب وحرص پر متنبہ کرتے ہوئے آخرت کے یقینی قیام کی طرف بڑے زور دار الفاظ میں توجہ دلائی گئی۔

الھکم التکاثر حتی زرتم المقابر کلا سوف تعلمون ثم کلا سوف تعلمون. کلا لو تعلمون علم الیقین. لترون الجحیم.ثم لترونھا عین الیقین . ثم لتسئلن یومئذ عن النعیم.(۲)

تم لوگوں کو زیادہ سے زیادہ ایک دوسرے سے بڑھ کر دنیا حاصل کرنے کی دھن نے غفلت میں ڈال رکھا ہے۔ یہاں تک کہ (اسی فکر میں) تم لب گور تک پہنچ جاتے ہو۔ ہر گز نہیں عنقریب تم کو معلوم ہوجائے گا پھر (سن لو کہ) ہر گز نہیں

۱- القرآن سورہ الجاثیہ: ۲۱-۲۲

۲- القرآن سورہ التکاثر: ۱-۸

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عنقریب تم کو معلوم ہوجائے گا۔ ہرگز نہیں۔ اگر تم یقینی علم کی حیثیت سے (اس روش کے انجام کو) جانتے ہوتے (تم تمہارا یہ طرز عمل نہ ہوتا) تم دوزخ دیکھ کر رہو گے۔ پھر (سن لو کہ) تم بالکل یقین کے ساتھ اسے دیکھو گے پھر ضرور اس روز تم سے ان نعمتوں کے بارے میں جواب طلبی کی جائے گی۔

غرضیکہ اس طرح کی تعلیم سے لوگوں کے دلوں میں یہ عقیدہ راسخ کیا گیا کہ انسان کے اعمال کی جزا و سزا کیلئے ایک دن مقرر ہے۔ اور اس دن کوئی اپنے انجام سے بھاگ نہیں سکے گا۔ اس کے اعضا و جوارح اس کے کرتوتوں کے راز بے نقاب کریں گے۔ کراماً کاتبین کے روزنامچے اس کے سامنے کھول دیئے جائیں گے۔ یہ دھرتی جس پر انسان ساری عمر اتراتا اور گھمنڈ کرتا رہا۔ وہ اس دن سارے راز جو اس کے اندر دفن ہیں، باہر لاکر ظاہر کردے گی اور اس دن ان لوگوں کی زبان حال سے حسرت دیاس کے ساتھ یہ چیخ و پکار ہوگی کہ ہائے ہماری کم بختی، یہ کیسی کتاب ہے کہ ہماری کوئی چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی حرکت ایسی نہیں رہی جو اس میں درج نہ کی گئی ہو۔ سورہ الطارق میں اللہ تعالیٰ آسمان اور زمین کی قسم کھا کر انسان کی اس دن کی بے بسی کو ان آیات میں یوں بیان کرتا ہے۔

یوم تبلی السرائر فماله من قوة ولا ناصر. والسماء ذات الرجع. والارض ذات الصدع انه لقول فصل وماهو بالهزل (۱)

جس روز پوشیدہ اسرار کی جانچ پڑتال ہوگی اس وقت انسان کے پاس نہ خود اپنا کوئی زور ہوگا اور نہ کوئی اس کی مدد کرنے والا ہوگا۔ قسم ہے بارش برسانے والے آسمان کی اور (نباتات اگتے وقت) پھٹ جانے والی زمین کی۔ یہ ایک جچی تلی بات ہے ہنسی مذاق نہیں۔ اس دن کی ہیبت ناکی اور شہرت کو کھول کھول کر قرآن مجید

۱۔ القرآن سورہ الطارق: ۹-۱۴

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے بیان کیا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے اپنے فرمودات اور اعمال میں آخرت کی سختی سے بچنے کی ہمیشہ تلقین کی۔ جس کے نتیجہ میں آپ کی فرمودات کے دور میں اہل ایمان کی ورع و تقوی سے بھر پور زندگی کے وہ واقعات ظہور پذیر ہوئے جن کا بعثت نبوی سے پہلے کی زندگی میں تصور کرنا ناممکن تھا۔ دور جاہلیت کے عمر فاروق جن کی سختی اور لاپرواہی کی وجہ سے پورا مکہ خائف و لرزاں رہتا تھا۔ دور نبوی کی قربت کے بعد اہل تقوی کے امام بن گئے۔ فرات کے کنارے بھوکے پیاسے مرنے والے کتے کے بارے میں بازپرس کا یقین انہیں دن رات چین سے بیٹھنے نہیں دیتا تھا۔ رات کو امیر المؤمنین حاجتمندوں اور ضرورت مندوں کی مدد کرنے کیلئے گشت کرتے تاکہ ان کی کسی کوتاہی کی وجہ سے کوئی بھوکا پیاسا نہ ہو، کوئی بیمار نہ ہو یا کسی کو کوئی تکلیف دامن گیر نہ ہو۔ جس کی وجہ سے قیامت کے روز اللہ کے حضور جوابدہی دینی پڑے۔

حضور اکرم ﷺ کا ارشاد کلکم راع کلکم مسئول عن رعیتہ(۱) نے عقیدہ آخرت کے پس منظر میں لوگوں میں جوابدہی کا جو احساس پیدا کیا۔ اس سے اہل زراعت نے زمینوں کی کاشت، برداشت، جانوروں کی دیکھ بھال اور انکی خرید و فروخت وغیرہ میں انتہائی حزم احتیاط اور تقوی کا شعار اختیار کر لیا جس سے بے کار زمینیں آباد ہونے لگی۔ فصلوں کی کاشت اور برداشت میں دھوکہ دہی کا مزارعین میں رجحان ختم ہو گیا۔ شریک کار کے ساتھ کام کاج اور معاملات میں انصاف اور ایثار کی راہیں وجود میں آئیں۔ حیوانوں اور جانوروں کی خوراک اور صحت کا خاص خیال رکھا جانے لگا۔ اور اس طرح ایک انصاف پسند، محنتی، صلح جو اور پر ایثار معاشرے کو وجود ملا جس سے مدینہ کی زرعی آبادی دنیا کی زراعت کو سدھارنے اور عزت بخشنے کا سبب بن گئی۔ یہی وجہ ہے کہ پکتھال نے زراعت کو مسلمانوں کی میراث اور پہچان قرار دیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں۔

۱۔ صحیح البخاری باب الجمعہ: ۱۱

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

No country can ever in truth be called a Muslim country of which the peasantry is Non-Muslim. And Muslims settled anywhere without a peasantry are like a flower without a root. They cannot draw fresh vigour from the soil.

یعنی یہ ایک حقیقت ہے کہ کسی ملک کو مسلمان ملک نہیں کہا جاسکتا جہاں زراعت سے وابستہ لوگ غیر مسلم ہوں۔ اور اسی طرح کسی بھی ملک میں آباد مسلمان زراعت کے بغیر ایسے ہی ہیں جیسے پھول اپنی جڑوں کے بغیر ہو۔ جو کہ زمین سے تازہ طاقت نہ لے سکتا ہو۔

فضیلت زراعت کا اجاگر کرنا

بعثت نبوی سے پہلے زراعت کمین کاروں اور غلاموں کا وظیفہ زندگی سمجھا جاتا تھا۔ تمام زمیندار اور جاگیردار زرعی مشاغل سے گریزپا اور آزاد تھے۔ ان کی جاگیریں اور زمینیں غریب کاشتکاروں اور غلاموں کے حوالہ تھیں۔

حضور اکرم ﷺ نے غریب کاشتکاروں کی جانکاہ محنت اور زمین دار کے حقوق وفرائض کو پیش نظر رکھتے ہوئے دور مدنی میں نظام زراعت میں مروج مظالم کو ختم کرکے ایک منصفانہ زرعی نظام کی داغ بیل ڈالی۔ مملکت زمین، مزارعت، مساقانہ اور زرعی لگانوں میں انقلابی تبدیلیاں کیں۔ جس سے ہر طبقہ فکر میں پیشۂ زراعت کی قدر و قیمت اور عظمت بایں طور اجاگر ہوئی کہ زراعت ہی کو افضل واعلیٰ پیشہ سمجھا جانے لگا۔ حضور اکرم ﷺ کی وادی "جرف" میں کاشتکاری نے اس پیشہ کی عظمت کو اور چار چاند لگائے۔ قرآن کریم میں زرعی مظاہر خداوند قدوس کی قدرت کاملہ اور شان ربوبیت کیلئے بطور دلیل بیان کئے گئے ہیں اور یہ کہنا بے جانہ ہوگا کہ قرآن و حدیث کی تعلیمات نے پیشہ کاشتکاری و شجرکاری کو دین ودنیا کا سب سے اہم منافع بخش اور باوقار کاروبار بنادیا۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے افزائش نباتات وحیوانات کو اپنی قدرت کا نشان بنا کر پیش کیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فلینظرالانسان الی طعامه وانا صببناالماء صبا.ثم شققنا الارض شقا. فانبتنافیهاحباًوعنباًوقضباًوزیتوناونخلاوحدائق غلباًوفاکهه وبّاًمتاعالکم ولانعامکم.(۱)

یعنی انسان اپنی غذا پر نظر ڈالے ہم پہلے زمین پر پانی برساتے ہیں پھر اس کی سطح شق کرتے ہیں۔ پھر اس کی روئیدگی سے طرح طرح کی چیزیں پیدا کردیتے ہیں۔ اناج کے دانے انگور کی بیلیں، سبزی ترکاری، زیتوں کا تیل، کھجور کے خوشے، درختوں کے جھنڈ، قسم قسم کے میوے، طرح طرح کے چارے اور یہ سب کچھ تمہارے فائدے اور تمہارے جانوروں کیلئے ہوتاہے۔

بنی آدم کواللہ تعالی کازمین پرخلیفہ ہونے کا شرف حاصل ہے اس لئے اسے مالک حقیقی کے اخلاق واطوار کو ہی اپنانا ضروری ہے۔ مخلوق خدا کی پرورش و پرداخت اللہ تعالی کے احسانات کی شکر گزاری کا افضل ترین طریقہ ہے۔ اس لئے جو بھی اللہ کی طرف حاصل ہونیوالی نعمتوں کو اسی کی رضامندی پر خرچ کرتا ہے تو اللہ تعالی اس پر نعمتوں کی شرح اور کئی گنا بڑھادیتا ہے۔ قرآن مجید میں اس کواللہ تعالی ایک مثال کے ذریعے یوں بیان کیا:

مثل الذین ینفقون اموالهم فی سبیل اللّٰهکمثل حبة انبتت سبع سنابل فی کل سنبلة ماة حبه.واللّٰه یضعف لمن یشاء. واللّٰهواسع علیم(۲)

یعنی وہ لوگ جو اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں ان کی مثال اس ایک دانہ کی سی ہے جس سے سات خوشے پھوٹے اور ہر خوشے سے ایک سو دانا ہوا۔ اور اللہ جس کا چاہے اور بڑھادے۔ بے شک اللہ بڑی وسعت رکھنے والا اور بڑھ کر جاننے والا ہے۔

۱- القرآن سورہ عبس:۸۵۔

۲- القرآن سورہ البقرہ:۲:۲۶۱)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیات بالا سے چند لطیف اشارے ایسے بھی ملتے ہیں جن سے زرعی مصالح کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔ پہلا اشارہ یہ ہے کہ زراعت سراسر اللہ تعالیٰ کی نظر کرم اور فضل و کرم پر مبنی ہے۔ دوسرا اشارہ یہ ہے کہ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے سے اس کی پیداوار عام حالات میں بھی سات سو گنا تک بڑھ جاتی ہے۔ اور تیسرا اشارہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم کی وسعت اور علم و حکمت کی لامتناہی بلندیوں کی وجہ سے پیداوار کے اس اضافہ کو اور جس قدر چاہے بڑھا بھی سکتا ہے ان اشاروں سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ مسلمانوں کیلئے یہ پیشہ خیر و برکت کا باعث بن سکتا ہے۔

جیسا کہ حضور اکرم ﷺ کا ایک ارشاد ہے۔ حضرت جابرؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ ایک دفعہ ام مبشر انصاریہ کے کھجور کے باغات میں تشریف لے گئے۔ اور آپ نے استفسار کیا کہ ان کھجوروں کو کس نے پالا ہے؟ کیا وہ کافر ہے یا مسلمان؟ تو ام مبشر انصاریہ نے جواب دیا کہ مسلمان نے پالا ہے۔ تو آپ نے یہ سن کر فرمایا کہ کوئی مسلمان جب بھی کوئی درخت پالتا ہے یا کاشت کاری کرتا ہے تو اس سے جو کچھ کھایا جاتا ہے وہ صدقہ ہوتا ہے۔ جو کچھ چوری ہو جاتا ہے وہ بھی صدقہ ہے۔ جو کچھ چرند پرند کھا جاتے ہیں وہ بھی صدقہ ہوتا ہے اور جو کچھ کوئی اس سے اڑا لے جاتا ہے وہ بھی اس کا صدقہ بن جاتا ہے۔(۱)

ایک دوسری روایت میں مسلمان کی پھل دار شجر کاری کو تا قیامت اس کیلئے صدقہ جاریہ قرار دیا گیا ہے۔ صحیح بخاری میں کتاب المزارعت کے باب میں حدیث وارد ہے۔

فلا یغرس مسلم غرسافیاکل منه انسان ولادابة ولاطیرالاکان له صدقة الی یوم القیامة(۲)

۱۔ صحیح مسلم ۲:۱۵- دہلی مطبع اصح المطابع، ۱۳۷۶ھ۔

۲۔ صحیح بخاری باب الزرع والغرس ۲:۲۹ مطبوعہ حیدر آباد دکن۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی جو بھی مسلمان کوئی درخت لگاتا ہے اور اس کا پھل کوئی انسان چوپایہ یا پرندہ نہیں کھاتا مگر وہ اس مسلمان کیلئے قیامت تک کیلئے صدقہ بن جاتا ہے۔

ایک دوسری روایت میں شجر کاری کے ساتھ کاشتکاری کیلئے بھی اسی انداز میں صدقہ قرار دیا گیا ہے۔

ما من مسلم یغرس غرسااویزرع زرعا فیا کل منه طیر او انسان او بهیمة الا کان به صدقة(۱)

یعنی جو بھی مسلمان کوئی درخت لگاتا ہے یا کاشتکاری کرتا ہے تو اس سے چرند پرند اور انسان یا حیوان اس سے غذا حاصل کرتے ہیں۔ جو کہ اس مسلمان کیلئے صدقہ بن جاتا ہے۔

ایک موقع پر حضور اکرم ﷺ نے زراعت اور معدنی تلاش کی طرف رغبت دلاتے ہوئے فرمایا:

اطلبوا الرزق ولو فی خبایاالارض(۲)

یعنی رزق تلاش کرو چاہے وہ زمین کی انتہاہ گہرائیوں میں ہی کیوں نہ ہو۔

ایک حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان مروی ہے۔

عمروابلادی فعاش فیهاعبادی

یعنی میری بستیوں کو آباد کرو تاکہ میرے بندے اس میں زندگی بسر کریں۔

معجم لطبرانی میں حضرت سمرہ سے ایک روایت مروی ہے کہ آپ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ما من امرئی یحی ارضا فیشرب منها کبد حراء او عطش منها عافیة الا کتب الله تعالی له به اجراً(۳)

۱۔ صحیح مسلم، ۲:۵۰۔

۲۔ فیض القدیر شرح الجامع الصغیر از علامہ المناوی۔ ۱:۵۴۱۔ مصر مکتبہ اتجاریہ، ۱۹۳۸ء۔

۳۔ فیض القدیر شرح الجامع الصغیر علامہ المناوی۔ ۵:۴۷۱۔ مصر مکتبہ اتجاریہ، ۱۹۳۸ء۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی جو کئی بھی زمین کو آباد کرتا ہے اور اس سے حیوانات پانی پیتے ہیں اور آرام وسکون پاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلہ اسے اجر دیتا ہے۔

حضرت عثمانؓ کا اسی سلسلہ میں ایک واقعہ مذکور ہے کہ آپ ایک دفعہ ایک درخت لگا رہے تھے اور ایک شخص کا آپ پر گزر ہوا۔ اس نے آپ سے حیرت سے پوچھا یا امیر المومنین! کیا آپ اس وقت میں شجر کاری کر رہے ہیں؟ تو آپ نے فرمایا کہ کیا یہ حالت کہ آپ آئے اور میں بھلائی کا کام کر رہا تھا۔ اس سے بہتر نہیں کہ آپ اس حالت میں آتے کہ میں کوئی برا کام کر رہا ہوتا(۸۵) ابن جریر کی اس روایت سے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے دل میں شجر کاری کی قدر و منزلت اور دینی و دنیوی منفعت کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ سے حضور اکرم ﷺ کا یہ قول مروی ہے۔

من اشترى قرية يعمرها كان حقا على الله عونه۔

یعنی جس کسی نے کوئی زمین کا گوشہ آباد کرنے کی غرض سے خریدا تو اللہ تعالیٰ اپنے اوپر لازم ٹھہرالیا ہے کہ اس کی مدد کرے۔ یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ زمین کی آباد کاری کی نیت پر اس کو اپنی پوری اعانت اور رحمت کا حقدار مان لیتا ہے غرضیکہ اس طرح کی بیسیوں احادیث میں جن کی بنا پر صحابہ کرامؓ کے یقین وایمان میں یہ بات راسخ ہوئی کہ زراعت ایک مقدس اور نفع بخش پیشہ ہے جس کے پنانے سے اللہ تعالیٰ کی رضا اور مدد حاصل ہوتی ہے۔ نیز زراعت کا پیشہ اللہ تعالیٰ کی شان ربوبیت کا مظہر ہے۔ جو بھی اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو رزق بہم پہنچانے کی نیت سے زراعت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے اس کی توقع اور محنت سے بڑھ کر کئی گنا پیداوار اپنی رحمت خاص سے بخشتا ہے۔ نیز آخرت میں اس صدقہ جاریہ سے اس کیلئے گراں قدر اجر و ثواب کا توشہ جمع کرلیا جاتا ہے۔ اسی یقین کا یہ اعجاز تھا کہ زراعت کی ترقی و ترویج میں مسلمانوں نے گہری دلچسپی لی۔ مدینہ کے قطائع سے لیکر ممالک مفتوحہ کے طویل عرصہ سے پڑے غیر آباد قطائع کو بڑی محنت اور شوق سے آباد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا۔ کنوؤں، چشموں اور نہروں سے آبپاشی کر کے انہیں بنی نوع انسان کیلئے رزق بہم پہنچانے اور فطرت کی حسین وادیوں کے روپ میں لاکر طمانیت وسکون کا سیاماں بنایا۔

تنظیم معاشرہ

معاشرہ کی ترقی وترویج ہمیشہ نظم وضبط کی مرہون منت رہی ہے۔ منتشر ہجوم کبھی کوئی تعمیری کام نہیں کرسکتا۔ بعثت نبوی سے پہلے عرب معاشرہ مکمل طور پر انتشار وافتراق کا شکار تھا۔ باہمی لوٹ مار، قتال اور خون خرابے کی وجہ سے آبادی کا سکون رخصت ہوچکا تھا۔ مدینہ کی زرعی آبادی اوس وخزرج کی قبائلی لڑائیوں کا مرکز تھی۔ حضور اکرم ﷺ نے سب سے پہلے یہاں آکر اس نفرت کو ختم کیا۔ مہاجرین اور انصار میں مواخات کا رشتہ قائم کیا۔ یہودی اور عیسائی قبائل سے باہمی امن وآشتی میں تعاون کی بنیاد پر میثاق مدینہ باندھا۔ اس ابتدائی کاروائی کے نتیجہ میں جب معاشرہ امن وآشتی کی برکتوں سے قدرے بہرہ مند ہوا تو آپ نے معاشرے کی تنظیم کی۔ ہر آبادی میں مقامی سطح پر نقبہ"(۱) تحصیل وضلعی سطح پر "عران" ڈویژن کی سطح پر ناظرہ اور صوبائی سطح پر" عمالہ" کے نام سے کمیٹیاں تشکیل دیں۔ نقبہ کے ذمہ مقامی سطح کے مسئل کو حل کرنا تھا۔ بارہ نقبہ کی سطح کی کمیٹیوں پر ایک عرافہ تشکیل دی جاتی جس میں تقریباً ۹۶ قبائل وخاندان آجاتے۔ اس کے سربراہ کو عریف کے نام سے یاد کیا جاتا۔ ان سربراہوں کے ذمہ حکومتی سطح کے امور کی انجام دہی ہوتی جس میں مالیات کی وصولی، بیت المال کی نگرانی اور اس سطح کی دیگر حکومتی مشاغل ورعایات کی نگرانی وانجام دہی شامل تھی۔ ہر چوبیس قسم کے عریفوں پر ایک ناظرہ قائم تھا۔ جس کے سربراہ گورنمنٹ

۱۔ نقوش رسول نمبر ج:۵ ص ۶۲۹۔۶۳۰۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے قائم کردہ افسران ہوتے۔ جن کو ناظرہ کہاجاتا۔ ہر تین ناظروں پر ایک عمالہ تھا۔ لیکن بعض علاقوں میں اس کے سائز مختلف بھی تھے۔ جیسا کہ یمن میں چار اور مدینہ میں چوبیس ناظر تھے۔ عمالہ کے سربراہ کو عامل کہاجاتا۔ جس کو خود نبی اکرم ﷺ مقرر فرماتے۔

پرورش حیوانات(Cattle farming)

فصلوں کی کاشت و برداشت اور انسانی حیات کے قیام میں حیوانات کی ضروریات بڑی مسلم ہے۔ اس لئے اسے زراعت کا ایک اہم جزو مانا جاتا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے حیوانات کی پرورش پر بڑا زور دیا۔ خود بکریوں کے ریوڑ چرانے اور ان کی نگہداشت کے انمٹ امثال چھوڑیں۔ آپ کی سیرت طیبہ میں حیوانات سے پیار و محبت اور ان کی دیکھ بھال کے بیسیوں واقعات ملتے ہیں۔ آپ کسی جانور کے ساتھ زیادتی و ظلم دیکھ کر چپ نہیں رہ سکتے تھے۔ حدیث شریف میں وارد ہے۔

فدخل حائطاً لرجل من الانصارفاذاجمل فلمارای النبیؐ حن وذرخت عیناہ فاتاہ النبیؐ فمسح ذفراہ فسکت فقال من رب ھذا الجمل فجاء رفتی من الانصار فقال لی یارسول اللّٰہؐ افلا تتقی اللّٰہفی ھذہ البھیمۃ التی ملک اللّٰہ ایاہ فانہ شکاالی انک تجیعہ وتدئبہ(۱)

یعنی ایک بار آپ ایک انصاری کے باغ میں گئے وہاں ایک اونٹ تھا جو رسول اکرم ﷺ کو دیکھ کر [illegible] آپ اس کے پاس گئے اور اس کی کنپٹی پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا [illegible] جانور کے بارے میں [illegible] تم کو مالک بنایا ہے۔ تم خدا

۱۔ ابوداؤد، کتاب الجہاد، ج:۱، ص:۳۴۵ مطبوعہ اصح المطابع کراچی:۱۹۳۵ء۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے نہیں ڈرتے۔ اس نے مجھ سے شکایت کی ہے کہ تم اس کو بھوکا رکھتے ہو اور اس پر جبر کرتے ہو۔ اس طرح ایک دن آپ نے ایک جانور دیکھا جس کی پیٹھ بھوک اور پیاس کی وجہ سے پیٹ سے لگی ہوئی تھی۔ آپ نے فرمایا کہ ان بے جان چوپایوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو۔ تم ان پر اس وقت سوار ہوا کرو جب یہ سواری کے لائق ہوں۔(۱) حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے جانوروں کی نگہداشت اور پرورش پر فرمایا کہ ایک عورت کو صرف اس وجہ سے دوزخ جانا پڑا کہ وہ ایک بلی کو بھوکا پیاسا باندھے رکھتی جس کے نتیجہ میں وہ بلی بھوکی پیاسی مر گئی۔

جانوروں کو بھوکا پیاسا رکھنے، ان سے بے گار اور ظلم و تعدی کے ساتھ کام لینے پر آپ کو بڑی تکلیف ہوتی تھی۔ آپ نے صحابہ کرامؓ کے دلوں میں کھیتی باڑی کے مشاغل میں کام آنے والے جانوروں کیلئے جذبۂ ترحم اجاگر کیا۔ بھیڑ بکریوں، گائے اور بیل کا تقدس بایں طور اجاگر کیا کہ ان کی خوراک کا بہتر سے بہتر انتظام ہو۔ اگر کہیں کسی جانور کو کوئی تکلیف پیش آجائے تو اس کا بروقت علاج ہو۔ اور ان سے کسی قسم کی زیادتی اور ظلم کا سلوک نہ روا رکھا جائے۔ آپ کے اس جذبہ حیوان پروری کی وجہ سے اس دور کے مروج کئی مظالم ختم ہو گئے۔ جانوروں کو باہم لڑانا، سواری کو مالک کی وفات کے بعد بھوکا پیاسا اس کی قبر پر باندھ دینا، بیلوں اور گائیوں پر سواری کرنا، اونٹوں پر زیادہ سے زیادہ بوجھ ڈالنا، بے وقت کھانا پلانا اور بھوکا پیاسا رکھنے والے رجحانات مکمل طور پر ختم ہو گئے۔ جانوروں کو پالنا باعث اجر و ثواب سمجھنے لگے۔ اور ان کی تکلیف کو اس طرح محسوس کرنے لگے جس طرح انسان خود اپنے آپ کو پیش آنے والی تکلیف محسوس کرتا ہے۔ اسی احساس اجر و ثواب نے زیادہ سے زیادہ مویشی پالنے، ان کو

۱۔ ابوداؤد "کتاب الجہاد" ج:۱ص:۳۴۵ مطبوعہ اصح المطابع کراچی:۱۹۳۵ء۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی خوراک اور طعام کے بہتر سے بہتر انتظام اور ان کے علاج معالجہ اور بہتر رہائش کے رجحانات کو اجاگر کیا اور اس طرح حضور اکرم ﷺ کی نگرانی میں زراعت کے اس گوشہ میں بڑی نمایاں تبدیلیاں واقع ہوئیں۔

تخم کشی اور زرعی تحقیق

عہد نبوی ﷺ کے آلات کشاورزی روایتی اور طریق کاشت انتہائی پس ماندہ تھے۔ لوگ کسی قسم کی تبدیلی اور تجدید کا تصور بھی نہیں کرسکتے تھے۔ اسی بناء پر آپ ﷺ نے ایک دفعہ ایک آلہ کشاورزی کو دیکھ کر اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ جس گھر میں یہ ہوگا ذلت اس کا مقدر رہے گی(۱) آپ ﷺ نے اس پیشہ کو عظمت دینے کیلئے لوگوں کو ذہنی طور پر تیار کیا۔ لوگوں کے دلوں میں علم وحکمت کی قندیلیں روشن کیں۔ تخلیق کائنات کے اسرار ورموز پر غور وفکر کی تحریک پیدا ہوگئی۔ فصلوں کا ادل بدل کرکے کاشت کرنا، پودوں کی پیوند کاری، جانوروں کی نسل کشی، اعلیٰ بیجوں کی پیدائش اور پیداوار کی شرح کو بڑھانے کیلئے کسانوں کو ترغیب وتربیت دی۔ صحیح بخاری کی روایات سے پتہ چلتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کسانوں کو باقاعدہ طور پر زرعی تعلیم دیتے تھے۔ اور یہ موجودہ تعلیم بالغاں کی بڑی پائیدار صورت تھی۔ یہ کلاسیں ہفت روزہ، شش ماہی اور سالانہ وقفوں پر ہوتیں۔(۲) جس میں تجربہ کار کسان اور کاشتکار اپنی تجرباتی زندگی کے حوالے سے بہتر کاشتکاری کے اصول اور علوم دوسرے لوگوں تک پہنچاتے۔ مقامی طور پر نقیب اس کی نگرانی ہوتی جبکہ مرکزی سطح پر عاملین اس کی سرپرستی کرتے۔ اسی طرح کی

۱۔ صحیح بخاری ج:۳ ص:۱۴۱۔

۲۔ Muzaffar Hussan, Agricultural Extensionin Islamic Cultural Milieu. Islamabad: NationalSciences Council,1983. p.20

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک روایت میں حضور اکرم ﷺ ذاتی طور پر کھجور کی پیوند کاری کی حوصلہ شکنی کی۔ لوگوں نے جب اس پر عمل کیا تو مطلوبہ فوائد حاصل نہ ہوئے اور کھجور کی پیداوار بہت کم رہی۔ چنانچہ دوسرے سال کے اجلاس میں لوگوں نے اپنے تجربات بیان کیئے تو آپ نے فرمایا کہ میری ذاتی رائے تھی۔ کسی قسم کی وحی کا دخل نہ تھا۔ آپ لوگ اپنے تجربات سے فائدہ اٹھائیں اور انہی تجربات کی روشنی میں اپنی فصلوں کو زیادہ سے زیادہ پیداواری اور فائدہ مند بنانے کی کوشش کریں۔

آپ ﷺ کے ہی دور میں حضرت طلحہ بن عبید اللہؓ نے مدینہ کی نہری زمین پر گھیوں کاشت کرنے کا کامیاب تجربہ کیا۔ اسی طرح آپ ﷺ نے ضروریات اور پیداوار کا لحاظ رکھنے کی طرف لوگوں کی توجہ دلائی۔ مثلاً قبیلہ سعد کے مشہور سردار قیسؓ بن عاصم سعدی کے پاس بے شمار جانور اور ریوڑ تھے آپ نے اسے اس مالداری کو کم کرکے مویشیوں کی حالت بہتر بنانے اور انہیں بہتر خوارک مہیا کرنے کی اہمیت باور کرائی۔ اسی طرح قبیلہ نبی عبدالقیس کے لوگ زیادہ تر چارہ کاشت کرتے تھے۔ جبکہ ان کے پاس کھجور کے درخت بھی تھے۔ آپ ﷺ نے انہیں چارہ کم کاشت کرنے اور کھجوروں کی پیدار بڑھانے کی طرف رغبت دلائی۔ اس دور میں چارہ سے بڑھ کر کھجوروں کی قیمت تھی۔ غرضیکہ اس طرح کی تعلیم اور مشاورت سے اس دور میں فصلوں کی کاشت میں نئے رجحانات کو فروغ ملا جس پر تحقیق و تجربہ کی محنت سے زرعی انقلاب کی داغ بیل پڑی۔

زراعی امداد و قرضے

عہد نبوی میں کسانوں کی مالی حالت پر بڑی توجہ دی گئی تاکہ وہ زیادہ سے زیادہ پیدار حاصل کرنے کیلئے وسائل کی کمیابی کا گلہ نہ کرسکیں۔ اسی طرح اگر کوئی کاشتکار کام کرنے سے معذور ہوجاتا یا اس کی کھیتی کسی آفت کی وجہ سے برباد ہوجاتی یا کسی دوسری معاشی مصیب میں مبتلا ہوجاتا تو ان تمام صورتوں میں بیت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

المال سے اس کی امداد کی جاتی تھی۔ اور آلات زراعت اور بیج وغیرہ کی فراہمی کے انتظامات میں ہر ممکن سہولت پہنچائی جاتی۔ جب کوئی کاشتکار ضعیف ہوجاتا یا کسی جسمانی عارضے کی وجہ سے زراعت کرنے کے قابل نہ رہتا تو اس کا مستقل طور پر بیت المال سے وظیفہ جاری کردیا جاتا۔ اس کے ساتھ ساتھ کاشتکاروں کو عشر اور لگان وغیرہ کے محصولات کی ادائیگی میں ہر ممکن نرمی اور سہولت دی جاتی۔(۱)

حضور اکرم ﷺ نے کاشتکاروں میں تعاون کی داغ بیل ڈالی۔ جیسا کہ پہلے ذکر کیا جاچکا ہے کہ دیہی سطح پر نقبہ، تحصیل کی سطح پر عرافہ، ڈویژن کی سطح پر ناظرہ اور صوبائی سطح پر عاملہ کی صورت میں معاشرے کے افراد پر مشتمل نگران کمیٹیاں تشکیل دیں۔ یہی کمیٹیاں کسانوں کے مسائل اور مشکلات کو حل کرنے کیلئے حکومت سے رابطہ کا کام کرتیں۔ حضور اکرم ﷺ نے تحصیل کی سطح پر باہمی تعاون کی صورت میں بنکاری کی بنیاد ڈالی جو کسانوں کی زرعی امداد کیلئے رقوم اور قرضے مہیا کرتی۔(۲)

نظام آب پاشی کو ترقی

زمینوں کی کاشت کیلئے پانی ایک ناگزیر ضرورت ہے۔ بارش اور سیلاب سے زمینوں کی سیرابی ایک عارضی اور غیر اعتباری ذریعہ تھا۔ چنانچہ کنوؤں کی مدد سے اس مسئلہ کو حل کرنے کی کوشش کی گئی۔ کنوؤں سے زمینوں کی آبپاشی ایک محدود، محنت طلب اور مہنگا امر تھا۔ تاہم حالات کے تقاضوں کے پیش نظر حضور اکرم ﷺ نے کنوؤں کی کھدائی کو مشترکہ بنیادوں پر دیہی کونسلوں کے ذریعہ آسان اور سستا بنادیا۔ نیز دریاؤں، چشموں اور برساتی نالوں سے نہروں کی صورت

۱۔ مولانا تقی امینی۔ اسلام کا زرعی نظام۔ ملتان۔ مکتبہ امدادیہ، س۔ن ص: ۲۶۰

۲۔ مظفر حسین ایگریکلچرل ایکٹینشن ان اسلامک مالیو۔ اسلام آباد نیشنل سائنسز کونسل، ۱۹۸۳ء۔ ص: ۱۹

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں مختلف علاقوں میں پانی بہم پہنچانے کی کوشش کی گئی۔(۱) انفرادی سطح پر یہ منصوبے تکمیل پانا انتہائی مشکل تھے لیکن آپ کے پیدا کردہ جذبۂ انسانی وہمدردی نے اس کو آسان تر بنادیا۔

پانی کے حصول کیلئے عامۃ الناس کی سہولت کیلئے ہر قسم کی اجارہ داری کو آپ نے ختم کردیا اور فرمایا:

لاتمنعوافضل الماء لتمنعوابه فضل الكلاء(۲)

یعنی تم زائد پانی سے نہ روکو کہ اس کے باعث زائد گھاس سے بھی روکنے لگو۔

اس طرح آپ نے گھاس پر مشتمل چراگاہوں اور پانی دونوں کو ہر شخص کیلئے مباح قرار دیا۔ آپ نے ان دونوں کو قدرتی عطیہ قرار دیا اور ہر ضرورت مند کو اس سے استفادہ کرنے کی عام اجازت دیدی۔

حضور اکرم ﷺ نے ضرورت سے زائد پانی کی فروخت کو سختی سے منع فرمایا جیسا کہ ایک حدیث میں وارد ہے۔

نهى رسول اللّٰهعن بيع فضل الماء(۳)

اسی طرح شیخ سے ابو عبید لقاسم نے اپنی کتاب میں ایک روایت دی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سوائے اس پانی کے جس کو اٹھا کر لایا جائے ہر قسم کے پانی کی فروخت سے منع فرمایا ہے۔(۴)

۱۔ مظفر حسین ایگریکلچرل ایکٹینشن ان اسلامک مائلیو۔ اسلام آباد نیشنل سائنسز کونسل، ۱۹۸۳ء۔ ص:۱۸۔

۲۔ صحیح بخاری ج:۱ ص:۳۱۷ مطبوعہ اصح المطابع دہلی، ۱۹۳۸ء۔

۳۔ صحیح مسلم جلد:۲ ص:۱۸ مطبوعہ اصح المطابع ۱۳۴۹ھ۔

۴۔ امام ابوعبید القاسم۔ کتاب الاموال ترجمہ عبدالرحمن طاہر سواتی۔ اسلام آباد۔ ادارہ تحقیقات اسلامی، ۱۹۸۶ء۔ ص:۴۴۷۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غرضیکہ رسول اکرم ﷺ کی تحریک سے نظام آبپاشی میں بڑی اصلاح اور گراں قدر ترقی ہوئی۔ چراگاہیں، تالابوں چشمے، نہریں اور کنویں مفاد عامہ کے پیش نظر کھلی رکھی گئیں، باہمی تعاون اور ہمدردی کی فضا کو بحال کیا گیا۔ پانی کیلئے حکومت وقت کے ذمہ یہ فرض لگادیا گیا کہ خلق خدا کیلئے مختلف چراگاہوں، تالابوں، نہروں ں چشموں اور کنوؤں کا انتظام کرے اور اس پر حکومت کو کسی قسم کا ٹیکس یا لگان لینے کا حق نہ دیا گیا۔ ان ذرائع آبپاشی کی صفائی اور بہتر نگرانی کی جملہ ذمہ داری بھی حکومت کے سر ڈالی گئی۔ وہ ذرائع آبپاشی جو کسی نے انفرادی سطح پر یا عوام نے خود اجتماعی سطح پر بنائے۔ ان کی بہتر صفائی اور نگرانی کیلئے ان کے ذمہ دار افراد کو پابند رکھنے کیلئے حکومت کو ذمہ دار ٹھہرایا گیا تاکہ مفاد عامہ اور عام ضرورت کی یہ چیزیں بعض افراد کی سستی اور کمزوری کی وجہ سے کہیں بند یا خراب نہ ہوجائیں۔

اصلاح قوانین ملکیت زمین

بعثت نبوی سے قبل نظام جاگیرداری اپنے عروج پر تھا۔ جس میں زمین کی ملکیت موروثی طور پر مخصوص قبائل کی اولاد کے نام تھی۔ جبکہ اس پر کام کرنے والے کاشتکار اس ملکیت کے عوض مالک زمین کو سالانہ پیداوار کا ایک مخصوص طے شدہ حصہ ادا کرتے۔ کاشتکار کی حیثیت ایک زرعی غلام کی سی تھی۔ اور جاگیردار حکومت وقت کا مصاحب اور علاقے کا ذمہ دار فرد شمار ہوتا۔ اس مخصوص گروہی تقسیم نے عالم انسانیت کو معاشرت وسیاست میں گوناگوں مسائل کا شکار کیا جاگیردار کو عیش عشرت کا ہر سامان میسر ہوتا جبکہ غریب کاشتکار کو نان جویں تک میسر نہ ہوتی۔ کم درجے کے مالکین زمین کو حکومت کے بھاری بھر کم لگان اور کثیر مقدار کے ٹیکس ادھ موا کردیتے۔ انکار یا لیت ولعل کی صورت میں جائیداد ضبط اور سخت سے سخت سزا کا سزاوار بنادیا جاتا۔ نتیجتاً عوام اور امرا کے درمیان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زبردست خانہ جنگیوں نے جنم لیا۔ جس کے جواب میں امراء ظالمانہ ہتھکنڈوں پر اتر آئے، گھروں کو جلانا، کھیتوں کو تباہ کرنا، قتل وغارت اور وحشیانہ سزائیں کاشتکاروں کیلئے جائز کرلی گئیں۔ اسلام نے اس تمام پریشان کن صورتحال سے عہدہ برا ہونے کیلئے اس معاشرتی رقابت کو ختم کیا۔ اور منصفانہ بنیادوں پر زراعت کی تنظیم نو کی۔

بنجر زمین کو آباد کرنے والے کو اس زمین کا مالک قرار دیا۔ اور اس کے ملکیتی حقوق کو وراثتی سطح پر تقسیم کرنے کا حق تسلیم کیا۔ حضور اکرم ﷺ نے زمین کو غیر آباد رکھنے کی سختی سے ممانعت کی۔

حضرت عروہؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

ان الارض ارض اللّٰہ والعباد عباد اللّٰہ من احیا مواتا فھو احق بھا (۱)

زمین اللہ کی زمین ہے اور بندے اللہ کے بندے ہیں پس جو شخص مردہ زمین کو آباد کرے گا وہ اس کا زیادہ حقدار ہے۔

ایک دوسری روایت میں حضرت عروہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جس نے کوئی مردہ یا غیر آباد زمین آباد کی تو اسی کی ہے اور کسی ظالم کی ریشہ دوانیوں کو اس میں کوئی حق نہیں (۲)

حضور اکرم ﷺ نے اسلام قبول کرنے والے ہر فرد کی سابقہ ملکیت کو جائز رکھا اور اس کو اس کی آبادکاری کا پابند بنایا۔ آپ نے کسی کی ملکیت میں آنے والی زمین کو نئے سرے سے آباد کرنے پر مالک کو یہ حق دیا کہ وہ یا تو غیر آباد زمین کی قیمت آبادکار سے وصول کرلے یا آبادکار کو آباد شدہ زمین کی قیمت سے اپنی غیر آباد زمین کی قیمت منہا کرکے ادائیگی کردے۔

۱۔ سنن ابی داؤد جلد ۲ ص: ۴۳۸ مطبوعہ اصح المطابع کراچی۔ ۱۹۵۳ء۔

۲۔ سنن ابی داؤد جلد ۲ ص: ۴۳۸ مطبوعہ اصح المطابع کراچی۔ ۱۹۵۳ء۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضور اکرم ﷺ معاہدہ میں آنے والے غیر مسلموں کی زمینوں کی ملکیت کو تسلیم کیا اور انہیں خراج کی ادائیگی کا پابند بنایا۔ حضور اکرم ﷺ نے معاہدہ کی پابندی اور معاہدین کے حقوق کی حفاظت کا اپنے خلفاء کو سختی سے پابند بنایا۔ آپ نے فرمایا

الامن ظلم معاهداً اوانتقصه اوكلفه فوق طاقته اواخذ منه شئيا بعيرطيب نفس فانا حجيجه يوم القيامة(۱)

یعنی غور سے سن لیں جو شخص کسی معاہدہ پر ظلم کرے گا یا ان کے حقوق میں کمی کرے گا یا برداشت سے زیادہ ان پر بار ڈالے گا یا ان کی رضامندی کے بغیر کوئی چیز لے گا تو اس کے خلاف قیامت کے دن میں مدعی بن کر دعوی دائر کروں گا۔

رسول اکرم ﷺ نے مویشی پالنے، گھوڑے پالنے اور مخصوص خدمت کے ادا کرنے کیلئے لوگوں کو زمین کے قطائع بھی بخشے اور ان کی آباد کاری کا انہیں پابند بنایا۔ آپ نے فرمایا کہ تم لوگ زمین کو خود آباد کرو۔ اگر خود آباد نہیں کرسکتے تو دوسرے بھائی کو دیدو تاکہ وہ آباد کرے۔ غرض اس طرح آپ نے زمین کی آباد کاری کو اولیت دی اور لوگوں کو انکی محنت اور خدمات کے مطابق ان کے حقوق عطا کئے۔ حکومت کی طرف سے ان کو زمین کے آباد کرنے، حقوق ملکیت کا تحفظ اور ضروری مالی امداد کی مکمل سہولیات بخشیں۔ حضور اکرم ﷺ کی ان اصلاحات سے زمین داروں میں زمین کے آباد کرنے کی تحریک پیدا ہوئی اور وہ جو ناکارہ چھوڑے رکھتے ان کی حوصلہ شکنی ہوئی۔ اور اس طرح عمومی سطح پر زرعی انقلاب کی راہ ہموار ہوئی۔

۱۔ کتاب الاموال بحوالہ اسلام کا زرعی نظام از مولانا تقی امینی۔ ص: ۶۲۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اصلاح قوانین مزارعت

عہد نبوی سے قبل مزارعت کی مندرجہ ذیل صورتیں مروج تھیں۔

۱۔ معاملہ مزارعت کی پہلی صورت یہ تھی کہ معاملہ کرتے وقت زمین کے کسی حصہ کی پیداوار کو متعین کردیا کرتے تھے کہ اس حصہ سے جو کچھ پیدا ہوگا وہ صاحب زمین کو ملے گا اور بقیہ حصہ کی پیدوار کاشتکار کو ملے گی۔

۲۔ دوسری صورت میں پیداوار کا کچھ حصہ مستثنی کرکے بقیہ پر معاملہ کیاجاتامثلاً جو کچھ پیدا ہو اس میں سے دو من نکال کر بقیہ پیداوار میں صاحب زمین اور کاشتکار دونوں شریک ہوں گے۔

۳۔ تیسری صورت یہ تھی کہ باہمی طور پر یہ طے کرلیا جاتا کہ نہر اور نالیوں کے پاس کی پیداور صرف صاحب زمین کی ہوگی اور بقیہ پیداوار اس سے کاشتکار کو حصہ ملتا۔

۴۔ مالک زمین آلات زراعت اور تخم مہیا کرتا اور مزارع صرف محنت کرتا جس کے بعد پیداوار میں سے مالک کو دو تہائی اور مزارع کو ایک تہائی ملتی اور کاشتکار محنت کے ساتھ ساتھ زرعی آلات اور تخم اپنی طرف سے مہیا کرتا تو پھر پیداوار آدھی آدھی طور پر تقسیم ہوتی۔

۵۔ مزارعت کی ایک صورت یہ بھی تھی کہ بعض لوگ اپنی کسی ذاتی مجبوری کی وجہ سے جب خود کاشت نہ کرسکتے تو وہ زمین کو بٹائی پر یا کرایہ پر یعنی زمین کا کچھ معاوضہ لیکر کاشت کرنے کی اجازت دے دیتے۔

حضور اکرم ﷺ نے مزارعت کی حوصلہ شکنی کی اور خود کاشتی کی ترغیب دی جیسا کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

من كانت له ارض فليزرعها فان لم يزرعها فليزرعها اخاه (۱)

۱۔ صحیح بخاری۔ کتاب المزارعہ جلد: ۱ ص: ۳۱۵ مطبوعہ اصح المطابع دہلی۔ ۱۳۸۰ھ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی جس کے پاس کوئی زمین ہو اسے چاہیے کہ خود کاشت کرے اور اگر خود کاشت نہ کرسکتا ہو تو اپنے بھائی کو کاشت کیلئے دے دے۔ اور ایک دوسری روایت میں اس سے ذرا مختلف الفاظ میں یہی روایت یوں مذکور ہے۔

من کانت له فضل ارض فلیزرعهااو لیمنحهااخاه فان ابی فلیمسک ارضه(۱)

یعنی جس کے پاس فاضل زمین ہو اسے چاہیے کہ یا خود کاشت کرے یا اپنے کسی بھائی کو دے دے۔ لیکن اگر وہ نہ دینا چاہے تو پھر اپنی زمین کو روک رکھے۔ اس ممانعت کو ذرا مزید بڑھا کر حضرت رافع بنی خدیج کی روایت میں بیان کیا گیا ہے۔

نهانا ان نحاقل بالارض فنکر رهااعلی الثلث والربع والطعام المسمی وامرب الارض ان یزرعهااویزرعهاوکره کرائهاوماسوی ذلک(۲)

یعنی آپ نے ہم کو اس بات سے منع کردیا کہ ہم زمینوں میں تہائی، چوتھائی اور مقرر مقدار غلہ کے عوض انہیں کرایہ پر دیں۔ اور آپ نے یہ حکم دیا کہ مالک زمین یا تو خود کاشت کرے یا دوسرے کو کاشت کرنے کیلئے دے دے اور آپ نے زمین کو کرایہ پر دینے یا اس کے سوا دوسری تمام صورتوں کو ناپسند فرمایا

اسی مضمون کی چند روایات حضرت جابر بن عبداللہؓ، حضرت ابوہریرہؓ، حضرت ابوسعید خدریؓ، حضرت ثابت بن ضحاکؓ اور حضرت زید بن ثابتؓ سے بھی مروی ہیں۔ ان اصحاب کے علاوہ دیگر اصحاب کا تعامل اس سے مختلف رہا ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمرؓ اپنی زمینیں رسول اللہ ﷺ کے زمانہ میں اور آپ کے بعد حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، اور حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں برابر کرایہ پر

۱- صحیح بخاری۔ کتاب المزارعہ جلد:۱ ص:۳۱۵ مطبوعہ اصح المطابع دہلی۔۱۱۳۸ھ۔

۲- صحیح مسلم ج:۲ ص:۱۵۰۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیتے رہے۔ حضرت امیر معاویہؓ کی خلافت کے آخری زمانہ میں انہیں حضرت رافع بن خدیج کی یہ روایت پہنچی تو انہوں نے زمینیں کرائے پر دینا بند کردیں۔ یہ صرف تقوی کی بنیاد پر کیا گیا جبکہ خلفائے راشدین جو کہ حضور اکرم ﷺ کے انتہائی قریب رہے انہوں نے زمین کی مزارعت سے کسی کو منع نہیں کیا۔ کیونکہ نبی اکرم ﷺ کے عہد میں اہل خیبر کے ساتھ معاملہ مزارعت ایک مشہور اور متواتر عمل ہے۔ جو حضرت عمرؓ کے عہد میں یہودیوں کے اخلا پر ختم ہوا اس سے حضرت رافعؓ بن خدیج کی روایات کی شدت کم ہوجاتی ہے۔ اسی طرح حضرت ابو ہریرہؓ کی ایک روایت سے پتہ چلتا ہے کہ جب حضور اکرم ﷺ مدینہ تشریف لائے تو انصار نے عرض کیا کہ آپ ہمارے نخلستانوں کو ہمارے اور ہمارے مہاجر بھائیوں کے درمیان بانٹ دیں۔ مگر آپ نے ایسا کرنے سے انکار کردیا جس پر انصار نے مہاجرین سے یہ معاملہ کیا کہ آپ لوگ ہماری طرف سے ان نخلستانوں میں کام کریں اور ہم آپ کو پھلوں میں شریک کریں گے۔ اس پر مہاجرین بخوشی تیار ہوگئے۔ یہ معاملہ ایک متواتر عمل کی نشاندھی کرتا ہے جو رسول اکرم ﷺ کے سامنے ہوا اور آپ کے دور سے اب تک جاری ہے۔ اسی طرح قیس بن مسلم کی ایک روایت حضرت امام باقر کے حوالے سے مروی ہے کہ مدینے میں مہاجرین کا کوئی گھرانہ ایسا نہ تھا جو تہائی یا چوتھائی حصہ پیداوار کے عوض کاشت نہ کرتا ہو۔ امام بخاری اس روایت کو نقل کرنے کے بعد مزید نظائر بایں طور پیش کرتے ہیں کہ بٹائی پر معاملہ حضرت علیؓ نے کیا۔ حضرت سعد بن مالک اور حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ نے کیا۔ عمر بن عبد العزیز، قاسم اور عروہ نے کیا۔ اسی طرح آل ابو بکرؓ آل عمرؓ اور آل علیؓ سب بٹائی پر کاشت کراتے رہے جس کی تصدیق عبد الرزاق اور ابن ابی شیبہ کی پوری سندات سے مروی روایات سے ہوتی ہے۔

غرض جید صحابہ کرامؓ کے عمل سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ آپ ﷺ نے مزارعت کی صرف ان صورتوں میں منع کیا تھا جن سے کسی بھی فریق کے ساتھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زیادتی ہوتی ہو۔ اس بات کی تصدیق مندرجہ ذیل روایات سے ہوتی ہے۔

حنظلہ بن قیس کہتے ہیں کہ میں نے رافع بن خدیج سے پوچھا کہ سونے اور چاندی کی شکل میں زمین کا کرایہ طے کرنا کیسا ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ کوئی مضائقہ نہیں۔ اس کے بعد انہوں نے مزید تشریح کرتے ہوئے کہا

انما کان الناس یواجرون علی عهد رسول اللّٰہ علی الماذ یانات واقبال الجداول واشیاء من الزراع فهلک هذا ویسلم هذا فیهلک هذا فلم یکن للناس کراء الا هذا فلذلک زجرعنه وماشی معلوم مضمون فلا باس به(۱)

یعنی اصل بات یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں لوگ اپنی زمینیں اجرت پر دیتے ہوئے یہ طے کرتے تھے کہ پانی کی نالیوں کے سرے پر اور ان کے کناروں پر اور کھیت کے بعض مخصوص حصوں میں جو پیداوار ہوئی وہ مالک زمین لے گا۔ اب کبھی ایسا ہوتا کہ ایک جگہ کی کھیتی برباد ہوتی اور دوسری جگہ کی بچ جاتی اور کبھی اس جگہ کی بچ جاتی اور دوسری جگہ کی برباد ہوجاتی۔ اس زمانے میں کرائے پر دینے کا کوئی دوسرا دستور نہ تھا۔ جس کو نبی اکرم ﷺ نے سختی سے منع فرمادیا۔ رہا ایک واضح اور متعین حصہ تو اس پر معاملہ کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

اسی طرح رافع بن خدیج سے ایک روایت اس صورتحال میں ان کے چچازاد بھائی رسید بن ظہیر کی ہے۔ وہ راوایت کرتے ہیں کہ رافع بن خدیج نے میرے استفسار پر بتایا۔

کان احدنااذا استغنی عن ارضه او افتقرالیها اعطاها باالثلث والربع والنصف واشترط ثلث جداول والقصاره وما یسقی الربیع وکان العیش اذا ذاک شدیداً وکان یعمل

۱۔ سنن ابی داؤد ج:۲ص:۴۸۱ کتاب البیوع۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فیهابالحدیدوبماشاءاللّٰہویصیب منها منفعة فاتانا رافع بن خدیج فقال ان رسول اللّٰہ نهاکم عن امر کان لکم نافعاوطاعة اللّٰہ وطاعة روسول اللّٰہ انفع لکم . ان رسول اللّٰہ ینهاکم عن الحقل ویقول من استغنی عن ارضه فلیمنحیااخاه اولیدع(۱)

یعنی ہم میں سے کوئی شخص جب اپنی زمین سے بے نیاز ہوتا، یا اسے کرائے پر دینے کا حاجتمند ہوتا تو اسے تہائی یا چوتھائی یا نصف پیداوار کی بٹائی پر دوسرے کو دے دیتا تھا اور ساتھ ہی شرط کر لیتا تھا کہ تین نالیوں کی گانٹھیں اور بڑی نالی کے کنارے کی پیداوار اس کی ہے اس زمانہ میں زندگی بڑی سخت تھی۔ آدمی دن بھر ہل چلاتا یا دوسرا کام کرتا تب تھوڑا سا فائدہ حاصل ہوتا۔ ایک روز حضرت رافع بن خدیج ہمارے پاس آئے اور کہنے لگے کہ رسول اللہ ﷺ تم کو ایسے کام کرنے سے روک دیا ہے۔ جو تمہارے لئے نافع ہے۔ مگر اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت تمہارے لئے اس سے زیادہ نفع بخش ہے۔ رسول اللہ ﷺ زمین کرائے پر دینے سے منع فرماتے تھے اور آپ کا ارشاد ہے کہ جو اپنی زمین سے مستغنی ہو وہ یا تو اپنے بھائی کو فاضل زمین مفت دے دے یا یونہی رہنے دے۔ اس طرح حضرت سعد بن وقاصؓ سے مذکور روایات کی تحقیق میں فرماتے ہیں۔

ان اصحب المزارع فی زمن النبیؐ کانوا یکرون مزارعهم بما یکون علی السواقی وما سعد بالماء مماحول الثبت فجاؤا رسول اللّٰہ فاختصموا فی بعض ذلک فنهاهم ان یکروا بذلک وقال اکرو بالذهب والفضة(۲)

۱۔ سنن ابی داؤد ج:۲ص:۴۸۲ کتاب البیوع۔

۱۔ امام احمد، نسائی، سنن ابو داؤد، کتاب البیوع: ج-۲)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی نبی ﷺ کے زمانہ میں مالکان زمینیں کا طریقہ یہ تھا کہ وہ اپنی زمینیں اس شرط پر زراعت کیلئے دیتے تھے کہ نالیوں کے دونوں جانب کی پیداوار اور کھیتی کے اس حصہ کی پیداوار جس پر پانی خود پہنچ جائے مالک زمین کی ہوگی۔ اس پر لوگوں میں جھگڑے ہوتے اور ان کے مقدمات رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تب آپ نے ایسی شرطوں پر زمینیں دینے سے منع فرمادیا اور فرمایا کہ سونے اور چاندی کی شکل میں کرایہ طے کرو۔

حضرت طاؤس حضرت عبداللہ بن مبارکؒ سے ایک روایت کرتے ہیں جس سے مزید توضیح ہوجاتی ہے۔

لماسمع الثارالناس فی کراء الارض قال سبحان اللہ انما قال رسول اللہؐلایمنمهااحدکم اخاہ ای قالہ تحریصاً للناس علی الاحسان ولم ینہ عن کرائها

یعنی حضرت عبداللہ بن عباس نے جب کرایۂ زمین کے بارے میں سنا کہ لوگوں میں بہت چہ میگوئیاں ہورہی ہیں تو انہوں نے کہا سبحان اللہ رسول اللہ ﷺ نے تو صرف یہ فرمایا تھا کہ تم میں سے کوئی شخص اپنی زمین اپنے بھائی کو مفت کیوں نہیں دے دیتا (یعنی آپ لوگوں کو احسان کی ترغیب دینا چاہتے تھے) آپ نے کرایہ پر دینے سے منع نہیں فرمایا تھا۔

ایک دوسری روایت میں جس کو صحاح ستہ نے روایت کیا ہے حضرت عبداللہ بن عباس فرماتے ہیں

لم یحرم المزارعة ولکن امر ان یرفق بعضهم ببعض(۱)

یعنی حضور ﷺ نے مزارعت کو حرام نہیں کیا تھا بلکہ آپ نے یہ ہدایت فرمائی تھی کہ لوگ ایک دوسرے کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کریں۔

۱۔ ترمذی ج:۱ص:۱۶۶، باب جاء فی المزارعہ مطبوعہ دہلی مطبع مجتبائی ۱۳۵۵ھ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس مذکورہ بالا بحث سے یہ بات نمایاں طور پر سامنے آجاتی ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے دور میں مزارعت کی کئی صورتیں مروج تھیں جن میں مکروہ اور ناجائز صورتوں کو نہ صرف آپ نے منع کیا بلکہ اس بات کی حوصلہ افزائی کی کہ کوئی مسلمان اپنی فاضل زمین اپنے بھائی کو مفت کاشت کیلئے دے کر اس پر احسان کرے اور اگر اس کے وسائل کی کمیابی کے پیش نظر یہ ممکن نہ ہو تو مناسب حصہ مقرر کر کے یا مناسب کرایہ لے کر دوسرے بھائی کو کاشت کیلئے دے سکتا ہے۔ اسلامی تعلیمات میں کسی کے ساتھ زیادتی روا رکھنا جائز نہیں چاہے وہ مالک زمین کے ساتھ ہو جس نے اپنی زمین آباد کی ہو اور اب کسی مجبوری کے پیش نظر خود کاشت نہ کرسکتا ہو اور اسے کسی دوسرے سے کاشت کرانے پر مجبور ہو۔ اسی طرح نہ مزارع کے ساتھ کسی زیادتی کو روا رکھا ہے کہ اسے غربت کے ہاتھوں مجبور دیکھ کر ظالمانہ شرائط پر کاشت کرنے پر مجبور کیا جائے۔

حضرت لیثؒ حضور اکرم ﷺ کی اصلاحات قوانین مزارعت پر تبصرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

وكان الذى نهى عن ذلك مالونظر فيه ذوالفهم بالحلال والحرام لم يجيزوه لما فيه من الحخاطرة(۱)

یعنی رسول اللہ ﷺ نے جن صورتوں سے منع کیا تھا وہ ایسی تھیں کہ جن کو کوئی بھی سوجھ بوجھ رکھنے والا اور حلال اور حرام کی تمیز رکھنے والا شخص جائز نہ رکھتا۔ کیونکہ ان میں حق تلفی کا خطرہ تھا۔

ان ممنوعہ صورتوں کا اجمال درج ذیل ہے۔

(الف) ایک خاص مقدار پہلے سے متعین کرلی جاتی یعنی یہ شرط کی جاتی کہ فصل کی پیداوار خواہ کتنی ہو صاحب زمین کو پانچ یا دس من غلہ دینا پڑے گا۔

۱۔ فیض الباری شرح صحیح البخاری۔ پارہ نہم ص:۸۶۔ مطبوعہ گلزار محمدی لاہور۔ ۱۳۱۱ھ۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ب) ایک خاص حصہ جہاں پیداوار اچھی ہوتی تو صاحب زمین اپنے لئے مخصوص کرلیتا۔

(ج) اس صورت پر زمین دینا کہ جب چاہیں گے آپ کو بے دخل کردیا جائے گا۔ بٹائی کے حصہ کے علاوہ ایک خاص مقدار میں زائد غلہ کی فراہمی کی جب شرط لگادی جائے۔

(د) زمین کی پیداوار کے علاوہ کوئی اور جنس باہر سے مزارع کو دینے کا پابند کیا جائے۔

حضور اکرم ﷺ ان تمام مذکورہ بالا صورتوں سے منع فرمادیا اور منصفانہ شرائط پر مزارعت کی کاشت کی اجازت بخشی۔ اور مالک زمین کو اس بات پر ابھارا کہ اگر اس کے حالات اجازت دیں تو اسے اپنے بھائی کو مفت کاشت کرنے کیلئے زمین کا فاضل حصہ دے دینا چاہیے تاکہ اس کا بھائی خوشحال ہو کر اپنا اور اپنے بال بچوں کا پیٹ پال سکے۔ آپ ﷺ نے مندرجہ ذیل صورتوں میں مزارعت کی اجازت بخشی۔

(۱) تہائی، چوتھائی اور آدھی پیداوار کی تقسیم پر زمین کی زرخیزی کے حسب حال معاملہ طے کیا جائے۔

(۲) زمین ایک کی ہو اور آلات زراعت، تخم اور محنت یہ سب چیزیں مزارع کی ہوں اور یہ طے ہوجائے کہ صاحب زمین کو پیداوار کا اتنا حصہ ملے گا۔

(۳) زمین اور تخم صاحب زمین کے ہوں اور آلات زراعت اور محنت مزارع کی ہو اور یہ طے ہوجائے کہ صاحب زمین کو پیداوار کا اتنا حصہ ملے گا۔

(۴) زمین، آلات، تخم اور محنت میں دونوں شریک ہوں اور پھر پیداوار کے حصے متناسب سطح پر پہلے سے طے کرلئے جائیں۔

(۵) طے شدہ سونے چاندی کی مقدار یا موجودہ دور کی مالی رقم کے معاوضہ پر زمین کاشت کیلئے دی جائے۔ اور مدت کا پورا پورا تعین ہو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زرعی لگان

زراعت جس طرح نبی نوع انسان کا بہت قدیم اور عظیم پیشہ ہے اسی طرح حکومت وسیاست کے لوازمات کو نمٹانے کیلئے آمدنی کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ اس سے قبل ایران، وروما کی سلطنتیں کاشتکاروں سے زرعی لگان کی تحصیل میں بہت سخت اور ظالم تھے۔ حکومت کے کارندوں اور امراء کی عیش پرستیوں کا تمام تر بوجھ غریب کسان پر ڈال دیاجاتا جبکہ رعایا کی فلاح وبہبود سے ان کا کوئی سروکار نہ تھا۔ زمین اور کاشتکار کی حیثیت سے زیادہ ٹیکس مقرر کیاجاتا۔ اس کی وصولی پر مامور کارندے ہر ظلم روا رکھنے کے مجاز تھے۔ مشہور مصنف ومؤرخ اے جے گرنٹ تاریخ یورپ کی تیسری صدی عیسوی کا حال اسطرح بیان کرتا ہے۔

"بدامنی سے تجارت کا بازار سرد پڑگیا تھا۔ فوجی اغراض کیلئے آمدنی بڑھانے کی سخت ضرورت تھی جس کیلئے رعایا پر نئے نئے محصول لگائے جارہے تھے۔ حکام اور محصول جمع کرنے والوں کی تعداد بہت زیادہ تھی اور اس کے بوجھ سے رعایا دبنے لگی۔ اطالیہ کے زراعت پیشہ لوگوں کی حالت انتہائی بری تھی۔ آبادی گھٹتی جارہی تھی اور جائیدادیں امیروں کے پاس آتی جارہی تھیں۔ آزاد کاشتکار مالکان جائیداد کے غلام بن کررہ گئے تھے"

چوتھی صدی عیسوی کا حال لکھتے ہوئے ایچ اے پیلیم تاریخ روما میں لکھتے ہیں

"جتنے مصنفوں نے چوتھی صدی کے حالات لکھے ہیں سب نے باشندگان صوبجات کے مصائب اور بدحالی کا تذکرہ کیا ہے۔ کیونکہ فوجی عہدہ داروں اور دربار کے کثیر اخراجات کیلئے نہ صرف رعایا پر محصولات کی بھرمار ہورہی تھی بلکہ ان کے وصول کرنے میں انتہائی وحشت ناک مظالم روا رکھے جاتے۔ غریب شہری کے اس ایک پیسہ تک نہ رہنے دیاجاتا اور خزانہ شاہی معمور رہتا۔"

معاشی تباہی کے اور بھی آثار نمایاں تھے مثلاً آبادی گھٹتی جارہی تھی۔ جس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی وجہ سے نہ صرف محصول بندگان کی تعداد میں کمی ہو رہی تھی بلکہ فوج کیلئے سپاہیوں کے ملنے میں دقت پڑتی تھی۔ لوگ افلاس کی وجہ سے اپنے ننھے ننھے بچوں کو مار ڈالتے تھے۔ اراضیات ویران اور بنجر ہو رہی تھیں کیونکہ اکثر کسان محصلات مالگزاری کے خوف سے فرار ہو گئے تھے۔ رعایا کی پریشانیوں، خانہ جنگیوں کی مصیبتوں اور غاصبان حکومت کی سخت گیریوں میں دن بدن اضافہ ہو رہا تھا۔

فرانسیسی مصنف حالات مصر کے ضمن میں لکھتا ہے۔

"شاید تم نے دہقانوں کی حالت پر غور نہیں کیا ہے جو زمین تو جوتتے اور بونے میں مشغول رہتے ہیں جب تک محصول فراہم نہ ہو افسران بندوبست ان کے سر پر موجود رہتے ہیں۔ تحصیلدار لکڑی ہاتھ میں لئے ہوئے اور سپاہی کھجور کی چھڑیاں لئے ہوئے ان کے ہمراہ ہوتے ہیں۔

یہ لوگ کاشتکاروں پر دباؤ ڈال کر ان سے غلہ طلب کرتے ہیں، اگر دہقان کے پاس انہیں دینے کیلئے غلہ نہیں ہوتا ہے تو وہ اس کو زمین پر لٹا کر باندھتے ہیں اور نہر کے کنارے تک کھینچ کر لے جاتے ہیں۔ اور اس کی طرف سے انہیں پانی میں ڈال دیتے ہیں۔"

پانچویں اور چھٹی صدی عیسوی کا حال انتہائی درد انگیز اور تکلیف دہ تھا۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی لکھتے ہیں۔

ولاتحصل تلک الاموال الابتضعیف الضرائب علی الفلاحین والتجار واشباهم والتضیق علیهم فان امتنعوا قاتلوهم وعذبوهم وان اطاعوا جعلوهم بمنزله الحمیروالبقر یستعمل فی النضح والدیاس والحصادولا تقنی الایستعان بهافی الحاجات ثم لا تترک ساعه من العناء ولا یرفعون رؤسهم الی السعاده الاخرویه اصلا ولایستطیعون ذلک

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی امراء اور حکمران طبقہ کے تعیش کی آگ بجھانے کیلئے اس کے علاوہ اور کوئی صورت نہ رہ گئی تھی کہ کاشتکاروں پر بھاری بھاری لگان مقرر کیا جائے۔ تاجروں اور دیگر کارپردازوں پر کثیر تعداد میں ٹیکس لگایا جائے۔ جس کی وجہ سے ان لوگوں کی زندگیاں تنگ ہو گئی تھیں۔ اگر یہ لوگ ٹیکس ادا نہ کرتے تو انہیں سخت سے سخت سزائیں دی جاتیں اور اگر برابر ادا کرتے رہتے تو ان کی زندگیاں ان بیلوں اور گدھوں جیسی ہو جاتیں جن کو آبپاشی، ہل چلانے اور بھوسہ بنانے کیلئے استعمال کیا جاتا۔ یہ لوگ ہر وقت محنت و مشقت اور خدمت گزاری میں لگے رہتے۔ انہیں اتنا وقت بھی نہ ملتا تھا کہ اپنی ضرورت کے مطابق وہ کچھ پیدا کریں اور ان میں اخروی سعادت کی طرف سر اٹھانے کی ہمت بالکل نہ رہ گئی تھی۔ انہیں اتنی بھی مہلت نہ ملتی تھی کہ وہ اپنے مفاد کے متعلق کچھ سوچ سکیں۔

یہی حال تقریباً تمام رومی اور ایرانی دنیا میں تھا۔ ان مظالم کو مختصر انداز میں یوں پیش کیا جاسکتا ہے۔

(۱) کاشتکار اور زمین کی حیثیت سے زیادہ لگان مقرر کیا جاتا تھا۔

(۲) تحصیل وصول میں کسی قسم کی مہلت یا رعایت نہیں دی جاتی تھی۔

(۳) تاخیر اور ادا نہ کرنے کی صورت میں وحشیانہ سزائیں دی جاتی تھیں۔ انہیں تپتی ہوئی زمین پر کھڑا کر کے ان کی گردن میں مٹکے لٹکائے جاتے۔

(۴) مال گزاری اور لگان کے علاوہ رواج اور رسوم کے نام پر تہواروں میں، شادی اور غمی کی رسموں میں مکان کو پختہ کرنے میں اور اس طرح کے دیگر موقعوں پر کاشتکار سے کثیر تعداد میں نذرانے طلب کئے جاتے۔

(۵) زمیندار، جاگیردار اور حکومت کے کارندے بلامعاوضہ یا کم سے کم معاوضہ پر کاشتکاروں سے بیگار لیتے۔ (۶) زمینداروں کے ذمہ حکومت کی جانب سے کوئی کام سپرد کیا جاتا تو خیر خواہی دکھانے کیلئے وہ اسے قبول کر لیتے اور اس طرح اس قسم کا سارہ بوجھ کاشتکاروں پر ڈال دیا جاتا۔ جس کو چاروناچار انہیں نبھانا پڑتا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ظلم وتعدی کے اس ماحول میں سسکتی انسانیت کو نوید امن پیغمبر آخرالزمان ﷺ نے بخشی۔ ایران وروم کے ظلم کے شکنجے ٹوٹنے لگے اور ان کے غرور ونخوت کی چوبیں اسلامی زرعی اصلاحات سے ڈھیل پڑ گئیں۔ اسلام کے حیات آفریں انقلاب نے کڑھتے کاشتکار کو سہارا دیا۔ مالک ومزدور، جاگیردار وکاشتکار اور امیر وغریب کی تفریق کو ہٹا کر انسانیت کی بنیاد پر معاشرے میں بھائی چارے اور مساوات کی فضا قائم کی۔ حضور اکرم ﷺ نے منصفانہ بنیادوں پر زرعی قوانین کی ازسر نو تنظیم کی۔ جس میں مندرجہ ذیل نمایاں خوبیاں ملحوظ رکھی گئیں۔

(۱) زرعی لگان کے متعین کرنے میں عدل واحسان کا اصول اپنایا گیا۔ غیر مسلم سے اور بعض صورتوں میں مسلم سے بھی خراج لیا گیا۔ جو مقررہ اور اس کی مقدار پیداوار کی بہت کم شرح کی بنیاد پر ہوتی۔ مسلمان سے اس کی ہونے والی پیداوار پر عشر مقرر کیا گیا۔ جس کی مقدار محنت واخراجات کی کمی پیشی سے تبدیل ہوتی رہتی۔ یہ صرف مسلمانوں کی ملکیتی زمین پر عائد ہوتا۔ عشری زمین وہ زمین کہلاتی جس کے باشندے بغیر کسی لڑائی کے اسلام قبول کر لیتے۔ یا مفتوحہ علاقوں کی وہ زمینیں جو نمازیوں میں تقسیم کر دی جاتیں۔ وہ علاقے جو لڑائی کے بعد فتح ہوتے اور ان کے مالک اسلام کے علاوہ کسی دوسرے مذہب کے پیروکار ہوتے ان سے خراج وصول کیا جاتا

(۲) لگان کی وصولی میں کاشتکار کو حتی المقدور سہولت دی جاتی۔ کاشتکار کی ذاتی غلطی سے ہٹ کر اگر فصل خراب ہو جاتی یا تباہ ہو جاتی تو اس کو لگان سے معافی بھی مل جاتی۔

(۳) فصل کا حصہ ہر قسم کی پیداوار سے وصول کیا جاتا جن کی شرح سب فصل سے مختلف ہوتی۔

(۴) کاشتکار کے کام کرنے کے دوران معذور ہو جانے کی صورت میں اس کا بیت المال سے وظیفہ لگا دیا جاتا اور اسے اپنی فصلوں کی کاشت کیلئے مناسب امداد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی دی جاتی۔

(۵) بنجر زمین کی آبادکاری میں کاشتکار کو پیش آنے والی ہر مشکل کو حکومتی سطح پر آسان بنانے کی کوشش کی جاتی۔

(۶) کاشتکار اگر برابر لگان ادا کرتا رہتا تو اسے بلاوجہ بے دخل نہ کیا جاتا۔

(۷) سیاسی سطح پر اگر کسی زمین کی ضرورت پڑتی تو اس کی پوری پوری قیمت ادا کی جاتی۔

(۸) افسران بندوبست کو کاشتکاروں سے وصولی کے دوران خصوصی طور پر نرمی کرنے اور اخلاق سے پیش آنے کی تاکید کی جاتی اور انہیں کسی قسم کی بیگار لینے یا نذرانہ قبول کرنے کی اجازت نہ ہوتی۔

(۹) افسران بندوبست یا محصل عشر کی تقرری کے وقت اس کے اخلاق اور کردار کی پوریؒ پوری چھان پھٹک کی جاتی اور مندرجہ ذیل چیزوں کو بہر طور ملحوظ رکھا جاتا۔

(۱) سمجھدار ہو۔

(۲) تحصیل وصولی کے کام میں ماہر ہو۔

(۳) قانون کے نفاذ میں کسی کی پروا نہ کرتا ہو۔

(۴) معاملات میں لوگوں سے مشورہ کرنے کا عادی ہو۔

(۵) حق تلفی وخیانت کرنے میں اللہ کے عذاب سے ڈرتا ہو۔

(۶) پاکدامن ہو اور کسی صریح جرم کا مرتکب یا متہم نہ ہو۔

(۷) اس کے اندرونی معاملات کی لوگوں کو خبر ہو۔

(۸) لوگوں کے حقوق کی حفاظت کا پورا پورا خیال رکھتا ہو۔

(۹) فقیہہ و مجتہد ہو اور امانت دار ہو۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بندوبست اراضی اور زرعی بستیاں

رسول اللہ ﷺ کی زرعی منصوبہ بندی ہمہ جہت تھی۔ اور اس سے کئی مقاصد حاصل کئے گئے۔ بندوبست اراضی کے ذریعہ زمین کی پیمائش کی گئی اور اس سے خالی پڑے قطعات کو حکومت کی ملکیت بنالیا گیا۔ جس کے بعد انہیں آبادکاری کیلئے ضرورت مند کاشتکاروں میں قطائع کی صورت میں تقسیم کیا گیا۔ آپ نے یہ قطائع بڑی منصوبہ بندی سے تقسیم کئے۔ ان کی پیمائش کا پورا پورا لحاظ رکھا۔ لوگوں کو رہنے کیلئے مخصوص احاطے دیئے گئے۔ اس طرح مدینہ کے آس پاس میں غیر آباد پڑا علاقہ فوراً آباد وشاداب ہوگیا اور جگہ جگہ پر زرعی بستیاں آباد ہوگئیں۔ اس سے مدینہ پر مہاجرین کی آبادی کا دباؤ بڑی حد تک قابو کرلیا گیا۔ مسلمانوں میں اس سے عام زرعی شعور فروغ پاگیا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ جیسے تاجر زمین کی اصلاح کرنے اور درخت لگانے میں مصروف ہوگئے۔ حضرت عثمانؓ جیسے نفیس الطبع آدمی کنویں کھودتے اور آبپاشی کرتے نظر آنے لگے۔ زید بن حارثہؓ جیسے ذہین اور ابوہریرہؓ جیسے درویش کھیتی باڑی اور شجرکاری میں مستغرق ہوگئے۔ اس زرعی انقلاب کے ذریعہ مدینہ کی حکومت نے آبادی کی ضروریات کے مطابق غلہ پیدا کرنے، لوگوں کو مناسب روزگار دینے اور ان کی بہتر بود وباش کے مواقع مہیا کرنے جیسے اہم مقاصد بھی حاصل کرلئے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باب سوم: خلفائے راشدین کے دور میں زراعت

عہد صدیقی میں زراعی اصلاحات

حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خلافت کا زمانہ صرف دو سال تین ماہ اور گیارہ دن رہا۔ لیکن اس مختصر سی مدت میں آپ نے ایسے عظیم الشان کارنامے انجام دیئے جن پر اسلامی تاریخ کو ناز ہے اور حقیقت یہی ہے کہ سلطنت اسلامیہ کو حضرت عمر فاروق کے دور میں جو عروج ملا، اس کی دراصل بنیاد حضرت ابوبکر صدیقؓ نے رکھی۔ مدینہ کی زرعی بستی سلطنت اسلامیہ کا نقطہ آغاز تھا اور نئی فتوحات نے زراعت سے وابستہ افراد و قبائل کو جس انداز سے وسعت دی، اسی حوالے سے سلطنت اسلامی نے زرعی مسائل کو بحال کرنے کی کوشش کی۔ حضرت ابوبکرؓ کا عہد اس اعتبار سے خشت اول تھی لیکن اس میں جس قدر اصلاحات ہوئیں وہ مستقبل کی تعمیر میں مینارہ نور ہیں۔

۱۔ عہد صدیقی کی زرعی اصلاحات

مدینہ طیبہ کے قریب آباد زراعت سے وابستہ قبائل کی نظریاتی تربیت پر عہد نبوی کے بالکل آخری دو سال میں مبلغین اور معلمین کے تقرر سے کام شروع ہوا۔ رحلت نبوی کے بعد اسی طبقہ نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا جبکہ اس طبقہ کی سلطنت اسلامی سے وابستگی لابدی تھی۔ فوجی اور مالی ضروریات کیلئے ان کا وجود مدینہ کی سلطنت کیلئے ناگزیر تھا۔ لیکن جیسے ہی حضور اکرم ﷺ کی رحلت ہوئی انہوں نے بغاوت کر دی جو کہ عہد صدیقی کیلئے چیلنج تھا ایک ایسا وقت جب سلطنت اسلامی ایک بحران کا شکار تھی۔ نبی کریم ﷺ کی رحلت، گرد و نواح میں مسلمانوں کی یورش سے پیدا ہونے والی صورتحال کو حضرت ابوبکر صدیقؓ کا سنبھالنا اسلامی سلطنت کو حیات نو دینے کے مترادف تھا۔ چنانچہ آپ نے طاقت کے ذریعے ان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے نمٹا۔ اس کے بعد ان کی ذہنی تربیت کیلئے علماء کو بطور عمال اور معلمین کو تعلیم کے لئے متعین کیا۔

۲۔قابل قبول زرعی نظام اور فتوحات

مدینہ کی اس ریاست کے پھیلاؤ میں یہاں کے نظام میں کسانوں اور زمینداروں کیلئے جو اصلاحی چارٹر تھا اس نے ارد گرد کی قیصر و کسری کی باجگزار ریاستوں کے زمینداروں اور زراعت پیشہ طبقوں کیلئے بڑی دلچسپی پیدا کی۔ چنانچہ جب مسلمانوں نے ان ریاستوں پر یورش کی تو زراعت پیشہ عوام نے ان کا پرجوش استقبال کیا۔ سر ولیم میور جیسے مصنف بھی اس صورتحال کو تسلیم کیئے بغیر نہیں رہ سکے وہ لکھتے ہیں۔

"شام کے لوگ بازنطینی حکومت کے ماتحت طرح طرح کی مصیبتیں برداشت کرتے تھے۔ اختلاف مذہب کی بنا پر ان کو سخت سزائیں دی جاتی تھیں بھاری بھاری ٹیکس ان سے وصول کئے جاتے تھے۔ ان وجوہ کی بنا پر جب مسلمان عربوں نے شام پر حملہ کیا تو یہ شامی عرب صرف تماشائی کی حیثیت سے دیکھتے رہے کیونکہ ان کو عرب حملہ آوروں سے جو زیادہ نرم برتاؤ کرتے تھے اور جن میں زیادہ رواداری اور رحم دلی تھی۔ بہت کچھ توقعات تھیں۔

حضرت خالد کی فتوحات کا سلسلہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے عہد کا زریں باب ہے۔ ایرانی رومی اور عرب قبائل کے متحدہ لشکروں سے وہ تعداد میں، سازوسامان میں اسلحہ میں مجاہدین اسلام سے ہر طرح برتر تھے۔ تمام لوگوں میں کہیں بھی مسلمانوں کو شکست سے دوچار نہیں کرسکے۔ اس کا واحد سبب یہی تھا کہ حضرت خالد بن ولید زمانہ کے عام قاعدہ کے خلاف جس شہر یا قصبہ کو فتح کرتے، اس کے نظم وضبط کا سب سے پہلے بندوبست کرتے۔ ایک امیر پورے علاقے کا نگران اور اس کے ماتحت ٹیکس وصول کرنے والے دوسرے لوگ ہوتے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کسانوں کے ساتھ ہمیشہ غیر معمولی رعایت اور عاطفت کا معاملہ کیاجاتا اور جاگیرداروں کے ظلم سے کاشتکاروں کو نجات دلائی جاتی۔ قبائل کے امراء کو قابل فخر مقام دیا جاتا ان سے مشاورت کی جاتی اور مظلوم عوام کی نجات کیلئے تمام کی جانے والی یورشوں میں انہیں اعتماد میں لیا جاتا۔

۳۔ صوبہ جاتی تقسیم

دو برس تین ماہ کی قلیل مدت خلافت میں حضرت ابوبکر صدیقؓ نے سلطنت اسلامی کو مضبوط نظم سیاسی پر استوار کیا۔ اس کو سترہ صوبوں میں منقسم کیا جن کے عمال مقرر کیئے مدینہ کا علاقہ براہ راست خلیفہ کے ماتحت رہا تمام حاکمین کا تقرر بڑی دور بینی اور احتیاط سے کیا جاتا۔ حضور اکرم ﷺ کے دور کے مقرر کردہ اور ان سے زیادہ عرصہ تک فیض یاب ہونے والے افراد کو ترجیح دی جاتی۔ کسی قسم کے رشتہ دار کو رشتہ داری کی بنیاد پر کوئی عہدہ سپرد نہ کیاجاتا۔ ذاتی رنجش سے بالاتر ہو کر موزوں افراد کو چن کر مقرر کیاجاتا۔ ہر عہدہ دار سے مرتبہ و منصب کے مطابق سلوک کیا جاتا۔ جبر و تحکم کی بجائے خوش اخلاقی اور باہمی احترام کو ملحوظ رکھا جاتا۔ عہدہ دار کی آزمائش اور حسن کارکردگی کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس کو مستقل کیا جاتا۔ نااہل عہدہ داروں کی تنزلی میں کبھی کسی رو رعایت یا تاخیر کو روا نہ رکھتے۔ ہر عہدہ دار ایک عالم اور متقی ہوتا۔ مسجد میں جماعت کی امامت اور جمعہ کا خطبہ اس کے ذمہ ہوتا۔ محصولات کی جمع آوری اوران کی نگرانی ان کیلئے اولین ہوتی۔ امن وامان کی بحالی، اخلاقیات کو فروغ، حدود اللہ کا اجراء، فتنہ پروروں کی سرکوبی، صدقات کی تقسیم، ضعیفوں اور غریبوں کی امداد اور کسانوں کا خاص خیال رکھنا ان کے لئے امور واجبہ کی حیثیت رکھتے تھے۔ علاقہ کی زراعت اور معیشت کی ترقی اور بہتری ہر حاکم کی ذمہ داری تھی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۴۔ بیت المال کا قیام

آپ کے دور میں بیت المال کا باقاعدہ قیام عمل میں لایا گیا۔ حضرت ابوعبیدہؓ اس کے نگران مقرر ہوئے۔ جو بیت المال کے آمد وخرچ کے حساب کو باقاعدہ طور پر رکھنے کے ذمہ دار تھے۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی رحلت کے وقت جب حضرت عمرؓ نے ابوعبیدہؓ سے پوچھا کہ شروع سے آخر وقت تک بیت المال میں کس قدر مال آیا تو انہوں نے واضح طور پر جواب دیا۔ دولاکھ دینار۔ بیت المال سے رفاہ عامہ کے امور پر بڑی کثیر رقم خرچ کی جاتی۔ غریبوں، ضعیفوں، یاہجوں اور غریب الدیار مسافروں کی ہر ممکن مدد کی جاتی۔ مالی امداد کے سلسلہ میں مسلم وغیر مسلم کی کسی وقت بھی تفریق نہ رکھی جاتی۔ ازکار رفتہ غیر مسلموں کی حفاظت اور ان کے روزینوں کا بیت المال سے انتظام ہوتا تھا۔ ان پر سے جزیہ کا بار ہٹادیاجاتا اور ان کے تمام اہل خانہ اور متعلقین کی کفالت کا ہر ممکن انتظام کردیا جاتا۔ انسانی محنت کے بغیر پیدا ہونے والی اشیاء کو آپ کے دور میں ہر قسم کے ٹیکس سے آزاد رکھا گیاتا کہ عوام الناس اس عطیہ فطرت سے مکمل آزادی کے ساتھ فیض یاب ہوسکیں۔ گھاس پھوس، لکڑی، بانس، نمک، پانی، جنگلی جانور اور جنگل وغیرہ محاصل سے بارے مستثنی تھے۔ جس کی وجہ سے لوگوں کو اونٹوں، بھیڑ بکریوں، خچروں کی پرورش میں بڑی آسانی تھی۔

مدینہ کی مشہور چراگاہ نقیع جنگی گھوڑوں کیلئے مخصوص تھی۔ اسی طرح ربذہ کی چراگاہ بھی تھی جس کو حضرت عمر فاروقؓ کے دور میں صدقات کے اونٹوں اور گھوڑوں کی پرورش کیلئے استعمال کاجاتا تھا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۔ عمال کے ہدایت نامے

آپ عمال کی تربیت اور یاد دہانی کے طور پر بڑی تاکید کے ساتھ انہیں روانگی کے وقت یا اس کے بعد ہدایت ناموں کی ترسیل کے ساتھ تذکیر و تہذیب کا فرض ادا کرتے رہتے اور اس میں مندرجہ ذیل امور کی خاص طور پر تاکید کی جاتی ہے۔

۱۔ امانت میں خیانت نہ کرنا۔

۲۔ دھوکہ دہی اور سرکشی سے کام نہ لینا۔

۳۔ دشمن کا مثلہ کرنے اور عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کے قتل سے گریز کرنا۔

۴۔ درخت نہ اکھاڑنا اور پھل اور درخت کی حفاظت کرنا۔

۵۔ بکری، گائے یا اونٹ جیسے جانوروں کو سوائے ضرورت طعام کے کبھی ذبح نہ کرنا۔

۶۔ عبادت خانوں میں موقوف افراد کو تنگ نہ کرنا۔

۷۔ کھانوں کی دعوتوں میں اللہ کے نام کو یاد رکھنا۔

۸۔ سرکشوں اور باغیوں کی سرکشی میں تساہل نہ کرنا۔

۹۔ محصولات کی وصولی میں سختی نہ کرنا اور مجبوری و معذوری کو پیش نظر رکھتے ہوئے مزید نرمی کرنا۔

۱۰۔ معمولی معمولی باتوں پر کبھی سرزنش نہ کرنا۔

۶۔ محاصل کی شرح کا تقرر

عہد نبوی میں عمال و محاصل کا تقرر تو ہوا لیکن محاصل کی شرح کا باقاعدہ اعلان نہ ہوا۔ اپنے ایک فرمان میں ان شروعات کو درج کرایا لیکن عمال کو روانہ کرنے سے پہلے آپ کا انتقال ہو گیا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اس پر عمل کیا اور اس کی نقول عمال صدقات کے پاس روانہ کیں۔

حضرت عبداللہ بن انسؓ سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے ان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے والد انس کو عامل بنا کر جب روانہ کیا تو انہیں ایک تحریر عنایت فرمائی جس میں حضرت رسول اکرم ﷺ کی مہر لگی ہوئی تھی اور اس میں جانوروں کی زکواۃ کے متعلق مفصل احکام ہدایات درج تھیں۔

۷۔ کاشت پرداخت کیلئے قطائع کی بخشی اور لگان کا تقرر

حضور اکرم ﷺ نے لوگوں کو زمین کی کاشت اور جانوروں کی پرورش کیلئے چراگاہیں قطعات کی صورت میں بخشیں۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اسی پالیسی کو جاری رکھا اور ان سے متعین معاہدہ کے مطابق معاملہ کیا۔ مشہور روایت ہے کہ بنو متعان کے بلال نامی شخص کو حضور اکرم ﷺ نے شہد کی مکھیوں کی افزائش کیلئے "وادی سلبہ" کا قطعہ اراضی بخشا۔ اور اس سے یہ معاملہ کیا کہ وہ شہد کی پیداوار کا عشر بیت المال میں جمع کرائے گا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اس معاملہ کو جاری رکھا اور اسی طرز میں دوسرے لوگوں کو بھی قطائع بخشے۔ عراق اور شام کی اراضی کو متعین رقم کے خراج کی ادائیگی پر لوگوں میں تقسیم کیا۔ غیر مسلموں سے جزیہ لینے کی شرح کا عہد نبوی اور عہد صدیقی میں اجراء رہا۔ لیکن اس کی کوئی متعین شرح نہ تھی۔ بلکہ سہولت کے ساتھ جو شخص جتنا دے سکتا تھا اتنا ہی لے لیا جاتا۔ اہل یمن تجارت پیشہ اور مالدار تھے۔ حضور اکرم ﷺ نے ان پر فی کس ایک دینار جزیہ مقرر کیا۔ عہد صدیقی میں حضرت خالد نے غیر مسلموں سے فی کس دس درہم کے حساب سے جزیہ وصول کیا۔ جو بیت المال میں جمع کرنے کیلئے مدینہ بھیج دیا جاتا۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دور میں حجاۃ بن مرارہ کو وادی خضرام کی جاگیر بخشی گئی لیکن اس قطائع بخشی میں بنیادی اصول زمین کی آباد کاری، جانوروں کی پرورش اور مالیات سلطنت میں مناسب اور ضروری آمدنی کا اضافہ کرنا تھا۔ زمینوں کو بیکار رکھنے والوں سے جاگیر واپس لے لی جاتی کسی کی ملکیت صرف اس وقت تک تسلیم ہوتی جب تک وہ اسے کاشت رکھتا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۸۔ زرعی طبقات کی دلجوئی

حضرت ابوبکر صدیقؓ کسانوں کی دلگیر کا بڑا احساس رکھتے تھے۔ عمال کو بوڑھے کسانوں، ان کے بچوں اور عورتوں سے عدم تعرض کی ہدایت کرتے۔ درختوں کے کاٹنے، فصلوں کے اجاڑنے، نخلستانوں کو برباد کرنے اور جانوروں و مویشیوں کے ہلاک کرنے سے منع کرتے۔ غزوہ ذات السلاسل کے ذکر کے حوالہ سے طبری میں آتا ہے۔

ولم یحرک خالد وامراء الفلاحین فی شئی من فتوحھم لتقدم ابی بکر الیہ فیھم۔

یعنی حضرت خالد بن ولیدؓ یا اس کے امراء نے مکانوں کو کسی قسم کا نہ چھیڑا اس لئے کہ حضرت ابوبکرؓ کی طرف سے ان لوگوں کے بارے میں پہلے ہی حکم مل چکا تھا۔

دیہات زرعی طبقہ کا اہم مرکز ہیں۔ جنگوں میں ان کی تباہی ایک عام سی بات ہے۔ جبکہ اس کے مقابلہ میں شہر کے لوگ امراء کے طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ جنگوں کے بعد اعلیٰ مناصب تک کے سزاوار بن جاتے ہیں۔ حضرت ابوبکرؓ کے عہد میں اہل دیہات کیلئے شہری لوگوں کی طرح پوری پوری رعایتیں ملحوظ رکھی گئیں۔ چنانچہ حضرت عیاض بن غنم نے مران کی فتح پر اہل دیہہ کی خوشی کے پیش نظر ان کے ساتھ اہل شہر کا سا معاملہ کیا اور یہ سلسلہ ہر والی کا رہا۔ کبھی کسی قسم کی تفریق روا نہ رکھی گئی۔ عراق کے دیہاتوں بانقیا، بارو، سما اور الیس کے سردار ابن حلوبا کو حضرت خالد نے صلح نامے میں پورے طور پر اللہ کی پناہ دیتے ہوئے لکھا کہ جزیہ ادا کرنے کے بعد اس کی جان محفوظ رہے گی۔ اور مذکورہ دیہاتوں کی عوام کی طرف سے جو ایک ہزار درہم بطور جزیہ پیش کیئے ہیں وہ قبول کر لئے گئے ہیں۔ اب اس کے بدلہ میں ان کی جانوں اور اموال کی حفاظت اللہ اس کے رسول

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور مسلمانوں کی ذمہ داری میں آ گئی ہے۔

اسلامی فوج کے اس سلوک کا ہی اثر ہوتا تھا کہ جنگ کے بادل چھٹتے ہی معمول کی زندگی لوٹ آتی۔ کھیتی باڑی، باغات و نخلستان اور جانوروں کو کسی قسم کا نقصان نہ پہنچتا اور مقامی باشندے پورے اطمنان کے ساتھ اپنے اپنے دھندوں میں لگ جاتے۔

۹۔ گھریلو دستکاریوں کی ترویج

تجارت اور فلاحت کے علاوہ صحابہ کرامؓ کا ذریعہ معاش گھریلو دستکاری بھی تھا۔ جن سے ضروریات زندگی کے مختلف سامان وجود میں آئے۔ یہ کسب حلال کا دھندہ یا معاشرے میں اعلیٰ مرتبے کی دلیل تھا۔ حضرت سلمان فارسی چٹائیاں بنتے، حضرت سعد انصاری پتھروں کی تراش خراش کر کے برتن تیار کرتے۔ بعض صحابہ شہد کی مکھیاں پالتے۔ اسی طرح حدادی، نجاری چمڑے کے سامان اور معاون کے ٹھیکہ کا کام صحابہ کرام کے روزگار میں داخل تھے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دور میں ان کی پوری پوری حوصلہ افزائی کی گئی اور لوگوں کو اپنے روزگار کے اختیار کرنے اور اس کے انجام دینے کیلئے پوری پوری مالی اعانت دی جاتی۔ آپ کے دور میں وظائف اس لئے نہیں دیئے جاتے تھے تاکہ لوگوں میں ذاتی محنت و مزدوری کے بل پر دستکاری کے مشاغل بڑھتے اور پھیلتے پھولتے رہیں۔

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عہد فاروقی کی زرعی اصلاحات

حضرت عمر فاروقؓ چونکہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے عہد حکومت میں دست راست تھے اس لئے انکی خدمات اس دور سے شروع ہو گئی تھیں۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ انہیں حضرت ابوبکرؓ کی مصاحبت سے جو فیض حاصل ہو گیا تھا اس کی وجہ سے رموز حکمرانی میں بڑے طاق ہو گئے۔ ۱۳ھ میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کی رحلت کے بعد آپ خلیفہ ہوئے۔ اس وقت داخلی طور پر حالات بڑے پرامن اور دور دراز کے علاقوں میں اسلامی سلطنت کی یورش زوروں پر تھی۔ آپ نے ان مہمات پر آتے ہی سب سے زیادہ توجہ دی۔ عراق کی سرسبز وشاداب سرزمین کا ایک بڑا حصہ حضرت خالد بن ولید کے ہاتھوں سلطنت اسلامی کی حدود میں شامل ہو چکا تھا اور اسطرح فارس کی عظیم سلطنت مسلمانوں کی یلغار میں تھی۔ آپ نے سب سے پہلے اسی طرف توجہ دی نتیجتاً آپ کے عہد حکومت میں اسلامی سلطنت مکہ معظمہ سے شمال کی جانب ۱۰۳۶، مشرق کی جانب ۱۰۸۷ اور جنوب کی جانب سے ۴۸۳ مربع میل رقبہ تک پھیل گئی تھی۔ اس میں شام، مصر، عراق، جزیرہ، خوزستان، عراق عجم، آرمینیہ، آذربائیجان، فارس، کرمان، خراسان جیسے انتہائی سرسبز و شاداب علاقے شامل ہوئے۔ دس سال آپ نے خلافت کو رونق بخشی اور اس عہد کو اسلامی سلطنت کی وسعت اور بہتر نظام حکومت وسیاست کی وجہ سے بڑا نمایاں مقام حاصل ہے اور اس عہد میں زرعی آباد علاقے جس قدر تیزی سے شامل ہوئے اس کی مثال پہلے بہت کم ملتی ہے۔ چنانچہ آپ کے اس دور میں قیصرو کسری کے پیدا کردہ زرعی طبقات کو درپیش مسائل کا نہ صرف تدارک کیا گیا بلکہ نظام زراعت کو بڑی ٹھوس بنیادیں فراہم کی گئیں۔ جس کی بنیاد پر ایک خوشحال اور فلاحی معاشرت نے جنم لیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۔ صیغۂ محاصل کی تنظیم نو

حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دور میں فتوحات تو ہوئیں لیکن آپ ان کے محاصل کی نوعیت کا کوئی واضح فیصلہ نہ کر سکے۔ حضرت عمرؓ کو جیسے ہی جنگی مہمات سے فرصت ہوئی آپ نے اس طرف توجہ دی۔

الف - مردم شماری

تمام مفتوحہ علاقوں کی مردم شمار کرائی گئی۔ جسے حضرت سعد بن وقاص نے بڑی محنت کے ساتھ مرتب کیا۔

ب - خراج کا تقرر

آپ نے روایتی طریقہ سے ہٹ کر مفتوحہ مقامات کو صلۂ فتح کے طور پر جاگیروں میں بانٹنے کی بجائے زمین مقامی باشندوں کے قبضے میں رہنے دی اور ان پر خراج مقرر کرنے کیلئے مزید تحقیقات کے طور پر زمین کی پیمائش کا حکم دیا۔

ج - زمین کی پیمائش

عثمان بن حنیف اور حذیفہ بن الیمان جیسے جید اور اس امر کے ماہر صحابہ کرام کو مامور کیا۔ قاضی ابو یوسف نے کتاب الخراج میں لکھا ہے کہ آپ نے کامل تحقیق اور صحت کے ساتھ اس طرح پیمائش کی جس طرح قیمتی کپڑا ناپا جاتا ہے۔ حضرت عمرؓ نے پیمائش کا پیمانہ خود اپنے ہاتھ سے تیار کر کے دیا۔ کئی مہینے تک بڑے اہتمام اور جانچ کے ساتھ پیمائش کا کام جاری رہا۔ یہاں تک کہ ۳۷۵ میل لمبے اور ۲۴۰ میل چوڑے رقبہ کی پیمائش ہوئی جس میں پہاڑ، صحرا اور نہروں کو چھوڑ کر تین کروڑ ساٹھ لاکھ جریب قابل زراعت زمین نکلی۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

د۔ جاگیر بخشی

اس زمین میں سے شاہی جاگیروں، آتش کدوں کے اوقاف، لاوارث، مفرور اور باغی قبائل کی جائیداد وغیرہ تو خالصہ قرار دے کر رفاہ عامہ کے کاموں کیلئے ان کی آمدنی مختص کردی ان کی کاشت و پرداشت پر ذمہ دار کاشتکاروں کو متعین کیاجاتا۔ نمایاں اسلامی خدمات ادا کرنے والوں کو اس میں جاگیریں بھی عطا ہوتیں۔ جبکہ باقی زمین قبضہ داروں کے پاس رہنے دی اور ان سے مندرجہ شرح سے لگان اخراج کی وصولی کا حکم دیا۔

۱۔	گھیوں فی جریب یعنی پون بگھہ پختہ	۲ درہم سالانہ
۲۔	جو فی جریب یعنی پون بگھہ پختہ	۱ درہم سالانہ
۳۔	نیشکر فی جریب یعنی پون بگھہ پختہ	۶ درہم سالانہ
۴۔	روئی فی جریب یعنی پون بگھہ پختہ	۵ درہم سالانہ
۵۔	انگور فی جریب یعنی پون بگھہ پختہ	۱۰ درہم سالانہ
۶۔	نخلستان فی جریب یعنی پون بگھہ پختہ	۱۰ درہم سالانہ
۷۔	ترکاری فی جریب یعنی پون بگھہ پختہ	۳ درہم سالانہ
۸۔	رتل فی جریب یعنی پون بگھہ پختہ	۸ درہم سالانہ

اس شرح سے عراقی علاقے سے ۸ کروڑ ساٹھ لاکھ درہم خراج موصول ہوا۔ ذمی رعایا کا بڑا خیال رکھا اور ماحصلین کو حد درجہ نرمی کا برتاؤ کرنے کی تلقین کی۔ قدیم دور سے آنے والے تعلقداروں اور زمین داروں یعنی دہقانوں اور مرزبانوں کے ان کو پہلے سے حاصل حقوق و اختیارات کو بحال رکھا۔ اس اقدام کا خاطر خواہ اثر ہوا۔ کثرت سے افتادہ زمین کاشت ہوئیں۔ اور بندوبست کے دوسرے سال ہی خراج کی مقدار بڑھا کر دس کروڑ بیس ہزار درہم ہو گئی۔ اور ہر سال اس میں اضافہ ہوتا رہا۔ یہ صرف اور صرف عمال کی رحم دلی اور کسانوں کی زراعت میں گہری

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دلچسپی کے طفیل ہوا۔

۵۔ بندوبست اراضی

عراق کے علاوہ آپ نے کسی دوسرے علاقے کا بندوبست نہیں کرایا بلکہ جہاں جس قسم کا بندوبست تھا اسی طرح قائم رکھا۔ یہاں تک کہ دفتر کی زبان تک نہ بدلی۔ وہی ملازم بحال رہے تاہم قدیم طریقہ میں جہاں جہاں نظامت کی غلطیاں تھیں انہیں درست کردیا گیا۔ مصر میں فرعون کے زمانہ میں بندوبست ہوا اور اس میں تشخیص جمع اور طریقہ ادائے مقدم اصول قرار دیئے گئے۔

۱۔ خراج نقد اور اصل پیداوار دونوں طریقے سے وصول کیا جائے۔

۲۔ چند سالوں کی پیداوار کا اوسط نکال کر اس کے لحاظ سے جمع تشخیص کی جائے۔

۳۔ بندوبست چار سالہ ہو۔

رومیوں نے یہی قاعدے اپنے عہد میں بحال رکھنے کے ساتھ ساتھ یہ دستور بھی مقرر کیا کہ ہر سال خراج کے علاوہ مصر سے غلے کی ایک مقدار کثیر تحت قسطنطنیہ روانہ کی جائے اور سلطنت کے ہر صوبے میں فوج کی رسد کیلئے وہیں سے غلہ لیا جائے جو خراج میں محسوب نہیں ہوتا تھا۔ حضرت عمرؓ نے یہ دونوں جابرانہ قاعدے موقوف کردیئے اور ان کی جگہ یہ اصول طے کیا کہ پیداوار مال کے لحاظ سے کل ملک کے خراج کا تخمینہ کیا جائے۔ اس تخمینہ کے کرنے کیلئے مقامی زمینداروں اور مکینوں کی مشاورت لی جاتی۔ تخمینی رقم سے گرجاؤں، حمالوں کی مصارف اور مسلمانوں کی مہمانی کے مصارف منہا کردیئے جاتے اور جو باقی بچتا اس میں سے جمع مشخصہ ادا کیجاتی۔ اس طریقہ میں ایک طرح کی زحمت ضرور تھی۔ ہر سال نیا بندوبست کرنا پڑتا تھا لیکن مصر کے حالات کے لحاظ سے عدل وانصاف کا یہی تقاضا تھا۔

شام میں بھی یونانی بادشاہ کے قائم کردہ نظام زمین پر جداگانہ شرح سے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لگان لیا جاتا۔ حضرت عمرؓ کے عہد میں شام سے ایک کروڑ چالیس لاکھ دینار کا لگان ہر سال ملتا۔ عراق، مصر اور شام کے سوا دیگر مفتوحہ ممالک کے بندوبست اور تشخیص خراج میں بھی مناسب تراسیم اس طور پر کی گئیں کہ رعایا پر کسی قسم کا بوجھ نہ پڑے۔ زمین داری اور ملکیت زمین کے جابرانہ قواعد منسوخ کردیئے گئے۔ ظلم اور جبر کے ساتھ شاہی جاگیروں، کلیسا اور چرچ کے نام پر ہتھیائی گئی زمینیں اصل کاشتکاروں اور مقامی باشندگان کے حوالے کردیں اور مسلمانوں کیلئے یہ قانون بنادیا گیا کہ وہ کسی حالت میں بھی ان زمینوں پر قابض نہیں ہوسکتے۔ ان قواعد سے مقامی باشندوں اور کاشتکاروں کے ساتھ بڑی رعایات ہوئیں۔ اور اس کی وجہ سے زراعت میں بڑی ترقی ہوئی۔ ایک فرانسیسی مصنف اس چیز کا بڑے واضح الفاظ میں اظہار یوں کرتا ہے کہ

"یہ بات مسلمہ ہے کہ اسلام کی فتوحات میں خراج اور مالگزاری کے معاملے کو بڑا دخل ہے۔ رومن سلطنت میں باشندگان ملک کو جو سخت خراج دینا پڑتا تھا اسی نے مسلمانوں کی فتوحات کو نہایت تیزی سے بڑھایا مسلمانوں کے حملوں کا جو مقابلہ کیا گیا وہ اہل ملک کی طرف سے نہیں تھا بلکہ حکومت کی طرف تھا۔ مصر میں خود قبطی کاشتکاروں نے یونانیوں کے برخلاف مسلمانوں کو مدد دی۔ حمص میں عیسائی باشندوں نے ہرقل کی فوج کے مقابلے میں شہر پناہ کے دروازے بند کردیئے۔ اور مسلمانوں سے کہ دیا کہ ہم تمہاری حکومت کو بمقابلہ بے رحم رومیوں کے بہت زیادہ پسند کرتے ہیں۔

۲۔ بے آباد زمینوں کی آبادکاری کی تحریک

بے آباد زمینوں کی آبادکاری جو سالہا سال سے معرض التوا میں آرہی تھی آپ کی تحریک سے بڑے مؤثر طریقے سے شروع ہوگئی۔ آپ نے یہ عام حکم دے دیا کہ تمام ملک میں جہاں جہاں افتادہ زمینیں ہیں جو شخص ان کو آباد کرے گا

13825

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو وہ اس کے مالک کی ملکیت ہو جائیں گی۔ اور جو تین سال تک کسی قبضہ میں لی گئی زمین کو کاشت نہیں کریگا وہ اس سے ہتھیالی جائیگی۔ جہاں جہاں رعایا گھر بار چھوڑ کر نکل گئی تھی ان کیلئے اشتہار دے دیا کہ وہ واپس آکر انہی زمینوں کو کاشت کریں۔ آپ نے حکومت کی طرف سے مفتوحہ علاقوں میں نہریں کھدوائیں۔ بند باندھے اور پانی کی تقسیم کرنے اور نہروں کے نکالنے کے انتظام کیلئے باقاعدہ محکمہ آبپاشی قائم کیا۔ علامہ مقریزی نے لکھا ہے۔ کہ صرف مصر میں ایک لاکھ بیس ہزار مزدور روزانہ آبپاشی کے اس کام میں لگے رہتے اور یہ تمام مصارف بیت المال سے ادا کیے جاتے۔ نوزستان اور اہواز کے اضلاع میں جزء بن معاویہ نے آپ کی اجازت سے بہت سی نہریں کھدوائیں جن سے بہت سے افتادہ زمینیں آباد ہوئیں۔

۳۔ بیت المال

حضرت ابو بکر صدیقؓ کے عہد میں بظاہر بیت المال کا قیام عمل میں آگیا تھا۔ اس کیلئے ایک کمرہ مختص تھا لیکن وہ ہمیشہ بند پڑا رہتا اور جو کچھ بیت المال میں آتا اسی وقت تقسیم کر دیا جاتا اور کبھی اس کی نوبت بھی نہ پہنچتی کہ کوئی رقم بیت المال میں جمع بچی رہے۔ آپ کی وفات کے وقت جب بیت المال کا جائزہ لیا گیا تو صرف ایک درہم نکلا۔ تاہم حساب کتاب کا باقاعدہ سلسلہ تھا۔ حضرت عمر فاروقؓ نے صحابہ کرامؓ کی مشاورت سے مدینہ منورہ میں بہت بڑا مرکزی بیت المال قائم کیا اور اسی کی طرز پر تمام صوبہ جات اور صدر مقامات میں بیت المال قائم کئے۔ مرکزی بیت المال پر مشہور صحابی حضرت عبد اللہ بن ارقمؓ کو نگران مقرر کیا اور عبد الرحمن بن عبید القاری اور معیقب جو حضور اکرم ﷺ کے انگشتری برادر بھی رہے، کو ان کی معاونت پر مامور کیا۔

صوبہ جاتی بیت المال کے نگران علیحدہ ہوتے۔ آپ نے بیت المال کیلئے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شاندار عمارتیں تعمیر کروائیں اور ان پر نگرانی وحفاظت کیلئے بعد میں سپاہی بھی مقرر کئے۔ صوبہ جاتی بیت المال سے سالانہ مقامی اخراجات کے بعد جو رقم بچتی وہ باقاعدگی سے مرکزی بیت المال کو روانہ کردی جاتی۔

۴۔ نظامت نافعہ (محکمہ رفاہ عامہ)

یہ محکمہ باقاعدہ طور پر حضرت عمر فاروقؓ کے دور میں قائم تو لیکن اس کے حوالہ سے کئی رفاعی امور انجام پائے۔ جیسا کہ پہلے ذکر کیا گیا ہے آپ نے زراعت کی ترقی کیلئے نہری نظام قائم کیا۔ اس میں نہر ابی موسیٰ، نہر معقل اور نہر سعد جیسی بڑی بڑی لمبی چوڑی نہریں تعمیر ہوئیں۔ آپ نے نقل حمل کے حوالہ سے نہر سعد کے ذریعہ سے دریائے نیل اور بحر قلزم کو ملادیا جس سے خشکی کا طویل راستہ ختم ہو کر صرف ۷۰ میل رہ گیا اور اس سے غلہ کی ترسیل میں واقع مشکلات ختم ہو کر رہ گئیں۔ اور آئے دن کے قحطوں سے جان چھوٹی۔ آپ نے سڑکوں اور پلوں کے ذریعہ لوگوں کی آمدورفت میں ہر ممکن آسانیاں پیدا کیں۔ ہر راستے کو منزلوں میں منقسم کرکے ان پر چوکیاں، سرائیں اور چشمے تعمیر کرائے گئے۔ اور اس طرح بے آباد و گنجان راستوں میں آبادکاری کے آثار ہویدا ہوئے نئے نئے شہر تعمیر کروائے اور ان میں پانی کے وسائل مہیا کئے۔ اسطرح غیر آباد جگہوں میں نئے شہر اور آبادیوں کے آباد ہونے سے نئے تجارتی بازار، زرعی میلے اور عوامی ضروریات کی کفالت کے مختلف سامان پیدا ہوئے۔ بصرہ، کوفہ، فسطاط اور جزیرہ کے شہر اسی دور کی برکت ہیں۔ جو آج تہذیب اسلام کا گراں قدر سرمایہ ہیں۔

۵۔ تعلیم و نظریاتی تربیت

کوئی بھی معاشرہ تعلیم کے بغیر ترقی نہیں کرسکتا۔ لوگوں کا رہن سہن انسان کی انفرادی اور اجتماعی سلیقہ مندی سے بنتا ہے جو کہ تعلیم اور نظریاتی تربیت کے بغیر ناممکن ہے۔ حضرت عمر فاروقؓ نے اس ضرورت کے پیش نظر جہاں مفتوحہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علاقوں میں عالم عمال مقرر کئے وہاں ابتدائی قسم کے مکاتب بھی کھولے جہاں قرآن وحدیث کی تعلیم کا انتظام ہوتا۔ یہاں کے معلمین کی تنخواہیں مقرر تھیں اور بیت المال سے انہیں ادا کیا جاتا۔

عہد عثمانی میں اصلاحات

حضرت عثمان ذوالنورینؓ تیسرے خلیفہ راشد تھے جو حضرت عمر فاروقؓ کی شہادت کے بعد مسند خلافت پر بیٹھے۔ آپ ایک تاجر پیشہ اور متمول صحابی تھے۔ لیکن آپ کی سخاوت اور رحمدلی انسانی معراج کا طرۂ امتیاز تھی۔ کوئی ایسا موقع نہیں جب کہیں اہل اسلام پر کوئی مالی ضرورت کا وقت آیا ہو اور آپنے اس میں اپنا حصہ پورا نہ کیا ہو۔ آپ آنحضرت ﷺ کے عہد سے لے کر حضرت عمر فاروقؓ تک کے دور میں مشیر خاص اور معتمد علیہ کی حیثیت کے حامل رہے۔ آپ کی رائے ہمیشہ سنجیدہ اور متوازن ہوتی۔ اس بنا پر ہمیشہ آپ کی رائے سے استفادہ کیا جاتا۔

حضرت عمر فاروقؓ کے دور میں مالیاتی انتظامات کے سلسلہ میں رجسٹر کا اندراج اور حسابا نکی جانچ پڑتال کا نظام آپ ہی کی اصابت رائے کا نتیجہ تھا۔

آپ نے اپنے عہد خلافت میں شیخین کی اختیار کردہ اصلاحات کو ترویج و ترقی دینے کے ساتھ ساتھ کئی مزید دور رس اصلاحات کیں جن میں چند ضروری اور قابل قدر کا بیان ذیل میں تذکرہ کیا جاتا ہے۔

۱۔ عمال کے کاموں کی نگرانی

حضرت عثمانؓ ایک نرم دل اور منکسر المزاج خلیفہ تھے۔ آپ عمال کو مختلف فرامین کے ذریعہ ان کی ذمہ داریوں اور عوام الناس سے برتاؤ کے حوالہ سے زبانی یا تحریری وعظ و نصیحت کرتے رہتے۔ لیکن اس کا مطلب یہ نہیں تھا وہ عمال کو من مانی کاروائیوں پر کبھی سزا نہ دیتے۔ آپ ان کے امور کی کڑی نگرانی کرتے۔ ہر سال حج کے موقع پر عمال کا احتساب کیا جاتا عامۃ الناس کو ان کے خلاف

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شکایات کا پورا پورا موقع دیا جاتا۔ اور تحقیق اور تفتیش کرنے کے بعد ان کا پورا پورا محاسبہ کیا جاتا اور انہیں قرار واقعی سزا دی جاتی۔ حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت عمرو بن عبدالعاص اور ولید بن عتبہ جیسے جید صحابہ کی معزولی صرف معمولی سی شکایات کا ایک شدید رد عمل تھی۔

۲۔ اصحاب فئے کے وظائف میں اضافہ

مدینہ کے ارد گرد کی زمینیں فے کی زمینیں تھیں۔ اور ان کی آمدنی رفاہ عامہ کے کاموں کیلئے وقف تھی۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ کے دور سے وہ زمینیں بعض جن اصحاب کو ان کی خدمات کے صلہ میں بطور کاشت کاری کے دی گئی تھیں۔ اور ان اصحاب کے خاندان کے جملہ افراد کو بیت المال سے وظائف ملتے تھے۔ آپ نے ان کے وظائف میں فی کس سو درہم کا اضافہ کر کے ان کی مالیاتی ضروریات کا بڑی حد تک تدارک کر دیا جس کے نتیجہ میں کاشتکاری کے دوران قوت کار کردگی میں بڑی حد تک اضافہ ہوا اور اسطرح فئے کی ان زمینوں میں سے حاصل ہونے والی آمدنی بڑھ گئی۔

۳۔ بند مہزور کی تعمیر

مدینہ میں مہزور اور مذنیب نام کی دو وادیوں کو خیبر کی طرف سے ہمیشہ سیلاب آکر نقصان پہنچا جاتا۔ یہ بات اہل مدینہ کے کاشتکاروں کیلئے بڑی پریشان کن تھی۔ آنحضرت ﷺ کے دور سے اس مسئلہ پر سوچا جا رہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ ان وادیوں کا پانی ٹخنوں تک روک کر نشیب کی طرف بہا دیا جائے لیکن یہ خوش قسمتی حضرت عثمانؓ کے نصیب میں آئی کہ انہوں نے آپ ﷺ کی خواہش کے مطابق مدینہ سے تھوڑے فاصلہ پر بند بنوایا اور نہر کھدوا کر سیلاب کا رخ دوسری طرف کر دیا۔ اور اس طرح اہل مدینہ کا ایک دیرینہ مسئلہ ہمیشہ کیلئے حل ہو گیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذمی کاشتکاروں کی دادرسی

آپ کو ذمیوں کے ساتھ گہری ہمدردی تھی۔ مسلمانوں کو ان کے حقوق کی کفالت کی ہمیشہ تلقین کرتے۔ کیونکہ مفتوحہ علاقوں کی یہ کاشتکار آبادی ہی سلطنت کے وسائل اور استحکام کی ضمانت تھی۔ چنانچہ آپ نے ان کی زمینیں انہی کے پاس رہنے دینے کا حکم دیا اور ان سے جزیہ لینے میں بھی نرمی کے برتاؤ کا حکم دیا۔ ولید بن عقبہ کے نام آپ کا خط نجرانی عیسائیوں کو عراق وشام کی زمینیں واپس دینے اور ان سے جزیہ کی رقم میں سے تیس حلے کم لینے کا حکم آپ کے اسی جذبہ کی بین دلیل ہے۔

۴۔ اہل مدینہ پر عائد پابندیوں کا خاتمہ

حضرت عمر فاروقؓ کے عہد میں اہل مدینہ کو باہر آباد ہونے کی مکمل ممانعت تھی۔ لیکن آپ نے اس پابندی کو ہٹادیا جس کے نتیجہ میں اہل مدینہ اپنے کسب معاش میں آزاد ہوگئے۔ انہوں نے مفتوحہ علاقوں میں جا کر زمینیں خریدیں اور زراعت وکاشت کے مشاغل میں مروج تنوع کو اختیار کیا۔ جس سے عرب وعجم کی زرعی تہذیب میں ایک ملاپ کا سا ماحول پیدا ہوا۔ ایک دوسرے کے تجربات سے فصلوں کے ادل بدل اور طریق ہائے کاشت میں تبدیلیاں رونما ہوئیں۔

۵۔ دور عثمانی کا زرعی معاشرہ

حضرت عثمانؓ کے عہد میں فتوحات کی کثرت سے جہاں سلطنت اسلامی پھیلی وہاں دولت کی ریل پیل اور خوشحالی کا دور دورہ ہوگیا۔ اس کا اندازہ اصحابہ کرام کی ان جائیدادوں سے ہوتا ہے جو اس دور میں موجود تھے۔ حضرت زبیر بن العوام کا بصرہ میں ایک شاندار مکان تھا۔ اس کے علاوہ کوفہ، مصر اور اسکندریہ میں بھی ان کے عالیشان مکان تھے۔ ان کی وفات کے بعد ان کے ترکہ میں پچاس ہزار

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دینار، ایک ہزار گھوڑے اور کثیر جائیداد موجود تھی اس طرح حضرت عبد الرحمن بن عوف کے اصطبل میں سو گھوڑے اور چراگاہ میں ایک ہزار اونٹ کے ساتھ دس ہزار بکریاں موجود تھیں۔ اسی امارت کے رد عمل میں حضرت ابوذر غفاریؓ نے سادہ بودوباش اور دنیاداری سے گریز پائی کی تحریک اٹھائی۔ آپ نے اس ماحول کو اپنے طور پر بڑا سنبھالا دینے کی کوشش کی لیکن تخریبی سازشوں نے دولت کی ریل پیل پر عوام الناس کو بہکادیا اور اپنوں کی نادانی نے ان بہکاووں کو اور ہوا دی۔ لیکن آپ کی تمام تر تادیب اور سرزنش کے باوجود یہ طبقاتی زہر برابر پھیلتا رہا۔ یہاں تک کہ آخر آپ کی شہادت پر منتج ہوا۔ اور عالم اسلام باہم محبت و مودت کی راہ سے ہٹ کر انتشار و افتراق کا شکار ہو گیا۔

عہد علوی کی زرعی اصلاحات

حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد لوگوں کے پیہم اصرار کے بعد خلافت کا بار حضرت علی المرتضےٰؓ کے کندھوں پر آپڑا۔ ۲۴ ذی الحجہ ۳۵ھ بمطابق ۲۳ جون ۶۵۶ء بروز جمعہ حضرت علی المرتضےٰؓ مسجد تشریف لے گئے سب سے پہلے حضرت طلحہؓ ان کے بعد حضرت زبیرؓ اور ان کے بعد دیگر صحابہ کرام اور عام لوگوں نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ جیسا کہ پہلے ذکر کیا جا چکا ہے کہ حضرت عثمانؓ کے عہد خلافت میں طبقاتی گروہ بندی نے معاشرہ کو غیر متوازن کر دیا تھا اور عمال حکومت کے بارے میں لوگوں کی کثیر تعداد غیض و غضب کا شکار تھی۔ چنانچہ آپ نے اس سلسلہ میں انقلابی قدم اٹھائے جن کی اجمالی تصویر حسب ذیل ہے۔

۱۔ عمال کی تبدیلی

حضرت علیؓ نے عنان خلافت سنبھالنے کے ساتھ ہی سب سے پہلا کام یہ کیا کہ عہد عثمانی کے جملہ عمال برطرف کر دیئے تاکہ لوگوں میں پیدا ہونے والے غیض و غضب میں ٹھہراؤ لایا جا سکے۔ اس فیصلہ کا دوسرا سبب حضرت علیؓ کی یہ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوچ تھی کہ حضرت عثمانؓ کے دور کے جملہ عمال چونکہ صرف اموی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں اس لئے عین ممکن ہے کہ اموی خاندان کے خلیفہ کے قتل کے بعد ان میں بغاوت کے جذبات نہ ابل پڑیں۔ بعض اہل الرائے نے اس امر سے اختلاف کیا کہ اس اقدام سے ممکن فوائد کی بجائے نقصان ہوگا۔ اور نئی حکومت کو قتل عثمان میں شریک کرلیا جائیگا۔ اس رائے کے علمبردار حضرت عبداللہ بن عباسؓ تھے لیکن حضرت علیؓ نے اس رائے کو قبول کرنے سے انکار کردیا۔ حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کی پیشین گوئی درست ثابت ہوئی اور حضرت امیر معاویہؓ نے سرکشی کی راہ اختیار کرلی اور اس طرح خلافت اسلامیہ دولت ہو کر مسلمانوں میں باہمی قتل وغارت کا شکار ہو گئی۔

حضرت علیؓ اور حضرت امیر معاویہؓ کی باہمی آویزش سے ہٹ کر اگر عہد علی پر نظر ڈالی جائے تو آپ کے حلقۂ اقتدار کے تمام علاقوں میں مملکت کا نظم ونسق کہیں ابتری کا شکار نہ تھا۔ گورنر آخر تک ان کے مطیع اور فرمانبردار رہے۔ ہر ملک کے حصہ سے وہاں کے اخراجات وضع کرنے کے بعد فاضل آمدنی مرکز میں بھجوائی جاتی رہی۔ پولیس اور عدالتیں نہایت اطمنان اور وقار سے فرائض منصبی ادا کرتی رہیں۔

حضرت علیؓ کے عہد خلافت میں صوبوں کی تقسیم حسب ذیل تھی۔

نام صوبہ	نام عامل / گورنر
۱۔ مکہ	حضرت قثم بن عباسؓ
۲۔ مدینہ	حضرت ابو ایوب انصاریؓ
۳۔ بصرہ	حضرت عبد اللہ بن عباس
۴۔ کوفہ	دارالخلافہ
۵۔ فارس	حضرت زیاد بن ابو سفیان

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سلطنت کے بہتر نظم نسق کیلئے آپ کے عہد میں مندرجہ ذیل شعبے قائم تھے۔ جن کی ابتدا حضرت عمر فاروقؓ کے دور سے ڈال دی گئی تھی۔

	نام محکمہ	صاحب محکمہ
۱۔	محکمہ مال	حضرت ابواسودؒ
۲۔	محکمہ قضاء	حضرت قاضی شریحؒ
۳۔	محکمہ دفاع	
۴۔	محکمہ احتساب/پولیس	حضرت مالک بن حبیب

کتاب الخراج میں اس بات کا بالصراحت ذکر ہے کہ آپ نے عمال کی نگرانی کے کڑے انتظامات کئے۔ ہر عامل کی امانت، دیانت، زہد و تقوی اور کیفیت مزاج کا پوری طرح جائزہ لیتے۔ عامل کی تقرری کے بعد ہر عامل کے اعمال و کردار کا محاسبہ کرنے کا پورا پورا انتظام کر دیتے۔ اپنی ہدایات پر عمل در آمد کے بارے برابر مطلع رہتے۔ خفیہ پولیس کے محکمے کو اس حوالہ سے خاص اہمیت حاصل تھی۔ ذیل میں ان کا ایک فرمان اس امر کی بین دلیل ہے جس میں آپ نے حضرت کعب بن مالکؓ کو عراق بھیجا اور انہیں ہدایت کی کہ

"تم اپنے اصحاب کی ایک جماعت لے کر عراق جاؤ اور وہاں کے ہر ضلع میں گھوم پھر کر عمال کی حرکات، عمال کا جائزہ لو"

اسی طرح کا ایک اور فرمان آپ نے حضرت زیاد بن ابیہ کو بھیجا جو آپ کی طرف سے عاملین پر کڑی اور سخت گیر نگرانی کی بڑی واضح تصویر سامنے لاتی ہے۔ آپ نے زیاد کو لکھا کہ "قسم کھاتا ہوں۔ سچی قسم کہ مسلمانوں کے معاملے میں تیری ذرا سی بھی خیانت سن لوں گا تو ایسی شدت سے پیش آؤں گا کہ تو بے سرو سامان ہو کر رہ جائے گا۔ (نہج البلاغہ)

الاستیعاب میں آپ کی سیرت کے حوالہ سے مذکور ہے کہ آپ بازاروں میں کوڑا لئے پھرتے اور وزن میں کمی بیشی کرنے والے، ملاوٹ کرنے والے اور عوام

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الناس سے زیادتی کرنے والوں کا موقع پر محاسبہ کرتے۔

۲۔ مالگزاری کا انتظام

حضرت علیؓ کا یہ اصول تھا کہ جو لوگ زمینوں کی کاشت سے فوائد حاصل کرتے ہیں انہیں اس فائدہ کا کچھ حصہ حکومت کے بیت المال میں جمع کرنا چاہیے کیونکہ حکومت، اس کے کارندوں، عمال اور فوج کے بہتر نظم و نسق کی ہی بابت وہ امن وسکون سے اپنے امور انجام دے سکتے ہیں۔ اس لئے حکومت اور اس کے اخراجات ہی اسکے متضمن ہیں۔ جن کی کفالت عوام الناس کی مدد کے بغیر ناممکن ہے اور اس میں کاشتکاروں کو اپنی پیداوار سے ضرور حصہ دینا چاہیے۔ لیکن اس سلسلہ میں عمال یا محاصلین کی طرف سے کسی قسم کی بے اعتدالی اور ظلم کو برداشت نہیں کرتے تھے۔ کسی فرد سے شرح مقرر سے نصف درہم بھی زیادہ لینے کی کسی کو مجال نہ ہوتی۔ مالگزاری کے امور میں عوام الناس کو کسی قسم کی ذہنی یا جسمانی تکلیف دینے کی کسی کو اجازت نہ تھی۔ عدم استطاعت کی صورت میں عام معافی دینے کی اجازت تھی۔ دیہات میں درختوں پر کسی قسم کا کوئی محصول نہ رکھا۔ کیونکہ یہ اہل دیہہ اور مسافروں کیلئے آرام کا ذریعہ بنتے تھے۔ آپکے دور میں شرح مالگزاری کیلئے مدائن کی شرح مالگزاری بطور مثال پیش خدمت ہے۔

۱۔	فصل گنجان ہو تو فی جریب	ڈیڑھ درہم
۲۔	فصل متوسط ہو تو فی جریب	ایک درہم
۳۔	فصل ناقص ہو تو فی جریب	۲/۳ درہم
۴۔	انگور کی فصل پر فی جریب	۱۰ درہم
۵۔	نخلستان فی جریب	۱۰ درہم

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رفاہ عامہ کے اقدامات

کاشتکاری وزینداری میں پانی کی حیثیت بنیادی ہی نہیں بلکہ لازمی ہے۔ پانی کے بغیر تو کاشتکاری کا وجود ناممکن ہے۔ آپ نے اس سلسلہ میں نہروں کو رفاہ عامہ کیلئے وقف کرنے کے اقدامات کئے۔ اپنی ملکیت کی متعدد نہریں جو ینبع کے علاقے میں تھیں، آپ نے عوام الناس کیلئے وقف کردیں۔ مؤرخین کی روایت کے مطابق صرف مدینہ میں دو نہریں غریبوں کیلئے وقف تھیں۔ یہ نہریں صرف ان لوگوں کی زمینوں کو سیراب کرتی تھیں جن کی مالی حالت بے حد خراب تھی۔ اور انہیں استعمال کرنے کیلئے مکمل آزادی حاصل تھی۔ حکومت کی طرف سے کسی قسم کی روک ٹوک کا کوئی اندیشہ نہ رکھا گیا۔ آپ کے اس اقدام کی بدولت زراعت میں بڑی پیش رفت ہوئی۔

گھوڑوں کی تجارت پر زکواۃ کا استثنا

آپ نے گھوڑوں کی پرورش اور افزائش نسل پر گراں قدر توجہ دی۔ تاکہ فوجی ضروریات کے مطابق ان کی پیداوار حاصل کی جاسکے۔ آپ سے پہلے گھوڑوں کی تجارت پر زکواۃ لاگو تھی لیکن آپ نے گھوڑوں کو زکواۃ سے مستثنیٰ کردیا۔ ان کیلئے عام چراگاہوں کی منظوری دی۔ اور ان کی پرورش کیلئے زمین کے قطعات وقف کرنے کا حکم دیا۔ اور اس طرح آپ کے عہد میں گھوڑوں میں خاطر خواہ اضافہ ہوا۔ اچھی نسل کے توانا اور مضبوط گھوڑوں کی افزائش سے فوجی ضروریات کافی حد تک تقاضا پورا ہو گیا۔

جنگلات پر محصول زمینوں کی وافر دستیابی کے اس دور میں لوگ فصلات کی کاشت پر توجہ دینے کی بجائے زمینوں کو جنگلات اور گھاس پھوس کی چراگاہوں کیلئے خالی چھوڑے رکھتے۔ آپ نے اس رجحان کی حوصلہ شکنی کی اور جنگلات سے حاصل ہونے والی آمدنیوں سے حکومت کا حصہ لینے کیلئے محصولات عائد کردیا۔ اور اسطرح

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیت المال میں بہتر آمدنی کا اضافہ ہوا۔ اس کا دوسرا فائدہ یہ ہوا کہ کسانوں کو جب فصلات اور جنگلات پر برابر محصول کا پتہ چلا تو انہوں نے فصلات کی کاشت میں زیادہ توجہ دینی شروع کردی۔ اور اسطرح درختوں کی افزائش کے ساتھ فصلات کی کاشت میں اضافہ کا مقصد بھی پورا ہو گیا۔

باب چہارم

ممالک محروسہ کا نظام زراعت اور فتوحات اسلامی

نبی رحمت حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ نے وحی خداوندی کے جواب میں توحید کا جو نعرہ عرب کے ریگزاروں سے بلند کیا وہ جلد ہی کرۂ ارضی کے مظلوم عوام کی آزادی اور عدل کا پیغام بن گیا۔ ۶۱۰ء سے ۶۳۲ء تک کے صرف بائیس سال تک خود نبی کریم ﷺ نے اس تحریک کی سرپرستی فرمائی جس کے دوران قیصرو کسری کی باجگزار عرب ریاستیں مسلمانوں کے ساتھ مل گئیں۔ عہد صدیقی سے لیکر عہد علوی تک (۶۳۲ء تا ۶۶۱ء) کے ۲۹ سال میں اسلامی تحریک قیصرو کسری کی دو عظیم سلطنتوں کو سرنگوں کر کے چہار دانگ عالم میں اپنی پوری جلوت وسطوت کے ساتھ پھیل گئی۔ کہا جاتا ہے کہ یہ فتوحات عربوں کے زور بازو اور تلوار کی کاٹ کا نتیجہ تھیں۔ یہ بات اپنی جگہ صحیح ہے لیکن ان فتوحات کا دروازہ کھولنے میں مسلمانوں کے اعلیٰ وارفع اخلاق اور بہتر نظم نسق کے ساتھ ساتھ ممالک محروسہ کے عوام کا اپنے حکمرانوں کے مظالم سے تنگ آکر باغیانہ روش کا بڑا اہم کردار ہے۔ مسلمانوں کو اپنے لئے فرشتہ رحمت سمجھا اور آگے بڑھ کر انہوں نے ان کا استقبال کیا۔ مشہور مؤرخ موسیو سید بو فرانسیسی اس کا بطور خاص ذکر کرتا ہے۔ وہ لکھتا ہے۔

"جب روم کے عوام نے دیکھا کہ مسلمان اپنے معاہدات اور معاملات میں سچے اور راست باز ہیں اور کسی پر ظلم وستم روا رکھنا گوارا نہیں کرتے تو وہ ان کی حکومت سے راضی اور خوش ہو گئے"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

روم وفارس کی حکومتوں کا ذکر کرتے ہوئے مذکورہ بالا مؤرخ لکھتا ہے۔

"فارس و روم کی قوی ترین سلطنتیں بے حد ضعیف ہو گئیں جتنے قلعے اور حصن ان ممالک میں بنے تھے وہ سب منہدم ہو گئے اور جنگ کے اخراجات کیلئے رعایا پر اتنا بے انتہا اخراج کا دباؤ ڈالا گیا کہ رعایا کی حالت نازک اور تباہ ہو گئی۔ ان ملکوں کی رعایا مدت دراز تک اسی عسرت اور تنگدستی کی بلا میں پھنسی رہی۔(۱۱۶)

رابرٹ بریفالٹ اپنی کتاب "تشکیل انسانیت" میں رومی سلطنت کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

رومی سلطنت کی تباہی کا سبب صرف وہاں کی بڑھتی ہوئی خرابیاں نہ تھیں بلکہ اصل برائی اور بنیادی خرابی فساد و شر اور حقائق سے گریز کی عادت تھی۔ جو اس سلطنت کے قیام اور نشوونما میں پہلے ہی دن سے موجود تھی۔ یہ خرابی سلطنت کے اندر جڑ پکڑ چکی تھی۔ کسی انسانی جماعت کی تعمیر جب کبھی اس طرح کمزور اور کج بنیاد پر کی جائے تو اس کو گرنے سے صرف ذہانتیں اور عملی سرگرمیاں نہیں بچا سکتیں۔ چونکہ اصل خرابی اس سلطنت کی بنیاد میں تھی۔ اس لئے اس کا خاتمہ اور زوال بھی ضروری تھا کیونکہ ہمیں معلوم ہے کہ رومی سلطنت صرف ایک چھوٹے سے طبقہ کے عیش اور راحت ورسانی کا ذریعہ تھی جمہور عوام سے ناجائز منفعت اندوزی اور رعایا کا خون چوس کر شاہی قومیت کو غذا پہنچانا اس حکومت کا کام تھا۔

ڈاکٹر الفرڈ بٹلر مصر و شام کے علاقوں میں رومی حکومت کی کارستانیوں کے بارے لکھتے ہیں۔

"مصر میں رومی حکومت صرف ایک ہی غرض وغایت اپنے سامنے رکھتی تھی اور وہ یہ تھی کہ جس طرح ممکن ہو رعایا سے مال لوٹ کھسوٹ کر حکام کو فائدہ پہنچایا جائے رعایا کی بہبودی، خوشحالی اور عوام کے معیار زندگی کو بلند کرنے کا خیال تک نہیں آتا تھا۔

اسی طرح ایران میں سیاسی ومعاشی نظام انتہائی ظالمانہ تھا۔ خراج اور ٹیکس

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وصول کرنے والے عملہ کے اخلاق، ان کی خواہشات اور ملک کے جنگی وسیاسی حالات کے مطابق یہ نظام بدلتا رہتا۔ ایران بعہد ساسانیاں کا مؤقف لکھتا ہے۔

"خراج اور ٹیکس کے لگانے اور وصول کرنے میں محصین خیانت اور استحصال بالجبر کے مرتکب ہوتے تھے۔ چونکہ مالیات کی رقم سال بسال مختلف ہوتی رہتی تھیں اس لئے یہ ممکن نہ تھا کہ سال کے شروع میں آمدنی اور خرچ کا تخمینہ ہوسکے۔ علاوہ اس کے ان چیزوں کو ضبط میں رکھنا بھی بہت مشکل تھا۔ بسا اوقات نتیجہ یہ ہوتا تھا کہ ادھر تو جنگ چھڑ گئی ادھر روپیہ ختم ہوتا ایسی حالت میں پھر غیر معمولی ٹیکسوں کا لگانا ضروری ہوجاتا۔"

غرض انتہائی درجہ کی حد تک اس وقت کے معاشرہ میں سفاکانہ قوانین کا تسلط تھا۔ لوگ حکومتی کارندوں کے مظالم اور طبقاتی وڈیروں کی مجرمانہ یورشوں کی زد میں تھے۔ اسی طبقاتی کشمکش میں ایران و روم کے کسان اور زراعت سے وابستہ عوام کی کمر ٹوٹ چکی تھی۔ بہت سے کسانوں نے کھیتی باڑی چھوڑ دی تھی۔ ٹیکسوں سے بچنے اور فوجی خدمات سے نجات حاصل کرنے کیلئے ہمیشہ روپوشی کی کوشش میں رہتے۔ عبادت گاہیں اور خانقاہیں ان کی پناہ گاہیں تھیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ بے کاری، جرائم کی گرام بازاری اور ناجائز طریقوں سے روپیہ حاصل کرنے کا مرض عام ہوگیا۔ ایران بعید ساسانیاں کا مصنف ایران کے کاشتکار طبقہ کے متعلق جو ملک کی خوراک اور آمدنی کا سب سے بڑا ذریعہ تھا لکھتا ہے۔

"کسانوں کی حالت بہت بدتر تھی وہ اپنی زمین کے ساتھ بندھے رہتے تھے۔ ان سے ہر طرح کی بے گار اور خدمت لی جاتی تھی۔ بچارے کسانوں کے بڑے بڑے گروہ فوج کے پیچھے پیچھے پیادہ کوچ کرتے تھے۔ گویا کہ ابدی غلامی ان کی تقدیر میں لکھی ہے اور کسی قسم کی تنخواہ یا اجرت سے ان کی حوصلہ افزائی نہیں کی جاتی تھی۔ کسانوں کا تعلق زمینداروں کے ساتھ تقریباً ویسا ہی تھا جیسا کہ غلاموں کا تعلق آقا کے ساتھ۔ (۴۲۴ حوالہ مذکورہ۔ بحوالہ مؤرخ امیان مارسلینوس)

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امراء اور حکام طبقہ کی عیش پسند اور مسرفانہ زندگی کے اخراجات کو پورا کرنے کیلئے رعایا کیلئے ناقابل برداشت قوانین بنائے جاتے جن کی رو سے کسانوں، تاجروں، کاریگروں اور اہل حرفہ سے زیادہ سے زیادہ مال سمیٹا جاتا۔ "حطاط الشام" کے مصنف کے مطابق شامی رعایا پر لازم تھا کہ وہ رومی حکومت کا ٹیکس ادا کرے اور آمدنی کا دسواں حصہ اور رأس المال کا ٹیکس ادا کرے۔ فی کس ایک رقم مقرر تھی جس کا ادا کرنا لازمی تھا۔ اس کے علاوہ رومی قوم کے کچھ دوسرے اہم ذرائع آمدنی چنگی، کانین، چراگاہوں کے ٹھیکے اور قطعات گندم کے محاصل تھے۔ جو عشارین، کے حوالے ہوتے۔ ہر صوبہ میں ان ٹھیکہ داروں کی کمپنیاں اپنے منشی اور محصل رکھتی جو افسروں اور مالکوں کے انداز میں عوام پر اپنا رعب جماتے اور عوام سے من مانی رقوم وصول کرتے "حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ اپنی کتاب" حجۃ اللہ البالغہ میں ماقبل اسلام کے ممالک محروسہ کے معاشرے کا تذکرہ کرتے ہوئے زراعت پیشہ عوام کی بدحالی کا نقشہ ان الفاظ میں کھینچتے ہیں۔

"امراء کی عیش پرستانہ زندگی کی ناجائز اور جائز ضروریات کی کفالت کیلئے ضروری رقوم کاشتکاروں، تاجروں اور دوسرے پیشہ وروں پر محصول اور ٹیکس بڑھانے اور ان پر تنگی کئے بغیر دستیاب نہیں ہوسکتی تھیں۔ اگر وہ ان مطالبات کے ادا کرنے سے انکار کرتے تو ان سے جنگ کی جاتی اور ان کو سزائیں دی جاتیں اور اگر وہ تعمل کرتے تو ان کو گدھے اور بیلوں کی طرح آبپاشی اور کاشتکاری کے کاموں میں مصروف رکھا جاتا اور صرف خدمت کرنے کیلئے ان کو پالا جاتا۔ محنت ومشقت سے کبھی ان کو آرام کا سانس نہ ملتا۔

قیصر و کسری کے زیر تسلط معاشرہ کی بدحالی کی ہلکی سی یہ جھلک گزشتہ صفحات میں پیش ہوئی ہے۔ خلافت راشدہ کے دور میں مسلمان سپاہیوں کی قربانیوں سے ان علاقوں کے عوام کو آزادی ملی۔ اور اس دور میں ان علاقوں کی تعمیر و ترقی کیلئے کیلئے گراں قدر اقدام اٹھائے گئے۔ عوام پر بے جا ٹیکسوں کا بوجھ

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ختم کردیا گیا۔ عمال کی نگرانی کے سخت اقدامات کئے گئے۔ ان کے اعمال واخلاق سے باخبر رہنے کیلئے خلفاء نے عوام کو شکایت کا موقع دینے کے ہر ممکن مواقع فراہم کئے۔ اس دور میں زمینداروں کے مظالم کو کم کیا گیا۔ کاشتکاروں کی دادرسی کی گئی اور انہیں کاشتکاری کے مشاغل میں ہر ممکن سہولیات فراہم کی گئیں۔ آبپاشی کیلئے کنویں اور نہریں کھودی گئیں۔ بڑی بڑی سڑکیں بنائی گئیں جن پر منازل قائم کر کے وہاں مہمان خانے اور سراؤں کا اہتمام کیا گیا تاکہ سفر کے دوران کسی فرد کو بھی کسی قسم کی تکلیف کا سامنا نہ کرنا پڑے۔ چراگاہیں بنائی گئیں تاکہ عوام الناس کو مویشی پالنے کا پورا پورا موقع مل سکے۔

ذمی رعایا کی داد گیری کا حددرجہ اہتمام کیا گیا۔ ان کو پوری مذہبی آزادی دی گئی۔ ان کی عبادت گاہوں کی تعمیر ومرمت کا سرکاری طور پر انتظام کیا جاتا۔ اہل استطاعت پر صرف دس درہم سالانہ جزیہ عائد کیا گیا جبکہ غریب اپاہج اور بوڑھوں کو بیت المال سے وظائف دیئے جاتے۔ مقامی باشندوں کو ان کی زمینوں پر پورے ملکیتی حقوق دیئے گئے۔ اور انہیں ان کی آباد کاری اور کاشتکاری کیلئے مکمل آزادی اور حکومتی امداد مہیا کی جاتی۔ حضرت عمرؓ نے تو والیان صوبہ جات کو باقاعدہ یہ حکم دے دیا کہ وہ اپنی حدود سے علاقوں کی زراعت پر گہری نظر رکھیں اور کاشتکاری، باغبانی کی ترقی وترویج کیلئے اقدام کریں۔ امن عامہ کیلئے صاحب الاحداث کی نگرانی میں پولیس کا اہتمام کیا گیا۔ جو ناپ تول کی نگرانی، امن عامہ کی بحالی، شاہراہوں پر لوگوں کو مکان بنانے سے روکنے اور مفاد عامہ سے متعلق دیگر امور میں رکاوٹیں ڈالنے والوں کا محاسبہ کرتی۔

خلافت راشدہ کے دور کے بعد بنوامیہ کو دور حکومت ملا۔ اس دور حکومت میں عرب زمین کے تین حصوں ایشیا، افریقہ اور یورپ میں پھیل گئے۔ ایشیا میں ان کی عملداری بیابان کوہ طور سے دشت ماوراالنہر تک اور وادی کشمیر سے بحر متوسط کے کنارے جبل طور کے دامن تک تھی۔ اطراف اناطولی مثلاً سلسل اور نیطش کے

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی وہی عملدار تھے۔ تمام سلطنت اکاسرہ ان کے قبضے میں تھیں جن کو اہل یورپ بھی قبضے میں لینے سے عاجز رہے۔ عرب سرداروں نے آناً فاناً دریائے سندھ وجیحوں کے اس پار تک تمام ممالک زیر کرلیے۔ بلاد بخارا اور صغد پر قبضہ کیا اور ان کا ایک صوبہ بنادیا۔ پھر ماوراالنہر پر قبضہ کیا اور بحر جرجان سے ہوتے ہوئے صوبہ خوارزم کو مطیع کرلیا۔ سی طرح یورپ میں تمام جزیرہ نمائے اندلس ان کے قبضہ میں تھا۔ صرف جبل استوایہ کی چند آبنائیں ان کے تسلط سے بچ رہی تھیں۔ صوبہ سبتیمیانیہ، جزیرہ قبرص، جزائر بلیارہ، جزیرہ گریٹ اور روڈس سب ان کے زیر قبضہ تھے۔ شامی افریقہ وہ تمام علاقے جو آبنائے جبل الطارق سے خاکنائے سویس تک پھلا ہوا ہے ان کی شلوٰ میں داخل تھا۔

سواحل بحر متوسط کے صوبے بیزاسپین، افریقہ، کانسلیہ نومیدیہ، بربر، رومانیہ، سپتینہ، موریطانیہ، بطیخہ، مصر برقہ اور بحریہ کے علاقے اسی حکومت کے باجگزار بن گئے۔

مسلمانوں سے پہلے بھی یہ علاقے زرعی اعتبار سے خاصے مشہور تھے لیکن مسلمانوں نے آنے کے بعد ان علاقوں کو جن زرعی اقدار سے روشناس کرایا وہ جدید تہذیب میں اسلامی تمدن کی روشن تاریخ کا سرورق بن گئے ہیں۔ مشہور مؤرخ سید یوفرانسیسی لکھتا ہے۔

"تین سو برس سے مغرب کے باشندے جہالت وخشونت میں پھنسے ہوئے تھے۔ جب عبدالرحمن اول جزیرہ سپین میں گیا تو ان لوگوں میں ایک نئے تمدن کی داغ بیل پڑی۔ جس سے جہالت اور اخلاق کی درشتی دور ہونے لگی۔ یورپ کے مسیحی اس قوت وشوکت کو آج بھی مانتے ہیں۔ عربوں نے برضا رغبت یہاں علم کے سوتے جاری کئے۔ جبکہ فرانس والے شارلمین کی جبری تعلیم حاصل کرنے پر بھی آمادہ نہ تھے۔ یہاں پر عوام کی آراء کو خلفاء کے نظم نسق میں بڑا مقام حاصل تھا"

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"غابر الاندلس" کے مصنف کرد علی عربوں سے قبل کے اندلس کی تصویر ان الفاظ میں کھینچتے ہیں۔

"بنی امیہ کی حکومت سے پہلے ۹۲ھ میں ہسپانیہ علوم وفنون سے بالکل خالی تھا۔ تمام ملک میں ایک فرد بھی ایسا نہ ملتا تھا جو کسی علم وفن میں مشہور ومعروف ہو۔ ہر طرف جہالت ووحشت کا دور دورہ تھا۔ سوائے ان قدیم طلسمات کے جن کو روم کے بادشاہوں نے بطور یادگار یا آثار قدیمہ کے چھوڑا تھا۔ ملک بھر میں کوئی غیر معمولی تعمیر تک نہ تھی۔

اس قدر پس ماندہ اور نظر انداز شدہ علاقے کی قسمت کو مسلمانوں کی آمد نے چار چاند لگادیئے اور یہاں کی زرعی زمینوں سے سونا اگلنے لگا جس کے نتیجہ میں خوشحالی وامن میں ایک بہت بڑے تمدن کی بنیادیں پڑیں۔ مشہور فرانسیسی مؤرخ اس حوالہ سے لکھتا ہے۔

"چونکہ عرب زراعت کے کاموں کو خوب جانتے تھے اور تجارت کے معاملات سے اچھی طرح واقف تھے اس لئے بلاد اندلس میں فلاحت وتجارت کے دو طریقے اور قاعدے جاری ہوئے جو مشاہدے اور تجربے پر مبنی تھے۔ اب وہاں بنجر اور بے کار زمینوں تک میں سرسبزی اور ہریالی پھیل گئی۔ شہر آباد اور پررونق ہوگئے۔ ان میں تجارت کے تعلقات باہم جاری ہوئے جن کے نتیجہ میں رفاہیت اور عیش و آرام کی چہل پہل چاروں طرف جلوہ دکھانے لگی۔

عربوں کی کاشتکاری اور زرعی محنت کا تذکرہ مصنف مذکور بالا ایک اور جگہ ان الفاظ میں کرتا ہے۔

"اندلس کے عرب کاشتکاری کی طرف بہت زیادہ متوجہ رہے جن کے کچھ نہ کچھ آثار ہوسطاۃ کے میدانی خطہ اور ویغاث وغرناطہ کی زمینوں میں جو آبپاشی کے سبب سے نہایت درجہ زرخیز ہوگئی تھیں "اب تک موجود ہیں۔

انہوں نے ہوسطاۃ کی میدانی زمینوں کی آبپاشی کیلئے جسکو دریائے طونہ دو حصوں میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تقسیم کردیتا ہے۔ بہت ہی اچھا طریق ایجاد کیا تھا۔ یہ دریا سمندر میں والنسیہ کے قریب گرتا ہے۔ جہاں یہ دریا گرتا ہے وہاں سے دو فرسخ اوپر انہوں نے ایک ایسا بند بنایا تھا جس سے پانی کو روک لیتے تھے۔ پھر وہاں سے انہوں نے سات نہریں نکالی تھیں۔ تین اس سے ایک دریا کے ایک طرف جاتی تھیں اور چار دوسری طرف ہر مزکو۔ ہفتہ میں صرف ایک روز کیلئے کھولا کرتے تھے۔ اور اس قدر پانی اس میں اکٹھا کر لیتے تھے کہ ارتفاع ضروری حد تک چڑھ جاتا تھا پھر آگے جا کر ان نہروں کی اور چھوٹی چھوٹی شاخیں پھوٹتی تھیں۔ اور جب ان میں کافی حد تک پانی آجاتا تھا تو وہ بھی ایک ساعت بعد کھول دی جاتی تھیں جس سے ہر چھوٹے سے چھوٹے کھیت میں بھی پانی پہنچ جاتا تھا۔ انہی میں ایک نہر اس طرح بنائی گئی تھی جیسے اس کی شاخوں سمیت اگر دیکھا جاتا تو وہ ایک پنکھے کی صورت اختیار کر جاتی۔ چونکہ اس میدانی زمین کا نشیب فن انجینری کے قاعدے کے مطابق اور بتدریج نہ تھا اس لئے انہوں نے چھوٹے چھوٹے حوض اور چشمے بنالئے تھے اور ان پر بند اور جھال تیار کئے تھے۔ انہی میں سے تمام کھیتوں کو پانی تقسیم ہوا کرتا تھا۔

اس طرح انہوں نے اس زمین کو ایسا سرسبز اور سیراب کردیا تھا کہ اندلس کی سرزمین ایک بوستان کا روپ اختیار کر گئی تھی۔ جن زمینوں میں اس طرح کی آبپاشی ممکن نہ تھی ان کیلئے علیحدہ سے چشمے بنالئے گئے تھے۔ جن کو عام لوگ سواقی کے نام سے یاد کرتے۔ ان کا پانی لے کر وہ حوضوں اور نہروں میں محفوظ کر لیتے اور جب ضرورت پڑتی اسے کام میں لایا جاتا۔ مسلمانوں نے اندلس میں جس زراعت کی داغ بیل ڈالی وہ بڑی علمی بنیادوں پر مبنی تھی۔ اسے وہ ایشیا کلد اور شام سے وہاں لے گئے تھے۔ وہ جیسے ہی ایک فصل کاٹ لیتے اسی وقت کھیت میں دوسری فصل بودیتے تھے۔ اس طرح ہر سال تین فصلیں کاٹا کرتے تھے۔

وہ دھان، کپاس، نیشکر، نخل، پستہ، کیلا اور کامفیا کے سرخ، سفید پودے اور پھول و ترکاریاں انواع واقسام میں بویا کرتے جنہیں اہل یورپ نے بعد میں بلاد

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غربی میں متعارف کرادیا۔ اس علاقے کی زرعی ترقی سے متعلق مسلمانوں کی دلچسپی کا اندازہ اس امر سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ یوسف بن تاشفین نے اپنے لشکر کو دو حصوں میں تقسیم کردیا۔ ایک حصہ کو زراعت و فلاحت میں لگادیا اور یہ لوگ زمینداری اور کاشتکاری میں مصروف ہوگئے۔

۱۰۶۴ء میں میں جب مسلمانوں کی حکومت اندلس سے ختم ہوئی اور مسلمانوں پر یہ زمین تنگ کی جانے لگی تو اس وقت روجر نے اس امر کا اندازہ لگالیا کہ جزیرہ سسلی کی عزت، خوشحالی اور یہاں کی زرعی ترقی سب عربوں کے دم سے ہے جو مسلمان ہیں۔ اگر وہ یہاں سے چلے گئے تو ملک میں ایک دم خاک اڑنے لگے گی۔ چنانچہ اس نے وہاں کے باقی ماندہ مسلمانوں کے ساتھ بہت اچھا سلوک کیا اور ان کو بہت سی رعاتیں دیں تاکہ وہ کسی طرح جزیرہ ہی میں سکونت پذیر رہیں۔

بنی امیہ کے دور میں برصغیر پاک وہند کے زرعی علاقوں کی فتوحات بڑا اہم مقام رکھتی ہیں۔ پہلی صدی ہجری میں ہی صوبہ سندھ فتح ہوگیا۔ جس کی حدود اس وقت مغرب میں مکران، جنوب میں بحیرۂ عرب اور گجرات، مشرق میں مالوہ کے وسط اور راجپوتانہ اور شمال میں ملتان سے آگے جنوبی پنجاب تک کے علاقے تک پھیلی ہوئی تھی۔ یہاں کی اراضی کے بارے میں دو طرح کے رویے اپنائے گئے۔

۱۔ وہ اراضی جو بزور جنگ قبضہ میں آئیں ان میں سے شاہی مقبوضات کو بیت المال میں داخل کردیا گیا۔ اور باقی زمینوں کو سابقہ مالکان کی ملکیت میں برقرار رکھ کر خراج مقرر کردیا۔

۲۔ وہ اراضی جو بصلح مسلمانوں کے قبضہ اقتدار میں آئیں ان زمینوں پر کسی قسم کا کوئی تصرف نہ کیا گیا ہر شخص اپنی اپنی املاک منقولہ اور غیر منقولہ پر مالک و متصرف رہا۔ صرف حسب شریعت ان کی زمینوں پر خراج اور افراد پر جزیہ کی معمولی رقم مقرر کردی گئی۔

بیت المال میں شامل ہونے والی لاوارث اور شاہی اراضی سے ضرورت

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مندوں اور بہتر خدمات ادا کرنے والوں کو جاگیریں عطا کی گئیں۔ ان جاگیروں میں سے جو جاگیریں عشری علاقے میں ہوتیں ان کے مالکان کو عشر دینا پڑتا اور جو زمینیں خراجی علاقے میں ہوتیں ان کے مالکان کو خراج ادا کرنا پڑتا۔ اموی حکمرانوں نے یہاں پر تحصیل مالیات کا باقاعدہ محکمانہ اہتمام کیا اور ان پر دیانتدار افسر مقرر کیے۔ پہلے مروج طریق کار کو منسوخ کر دیا جس میں امراء کے اعوان و انصار کو مالیات کی تحصیل کے اختیارات تفویض تھے۔ عدل و انصاف کا اعلیٰ نظام قائم کیا گیا اور قدیم راجاؤں کے ادوار کی لوٹ مار اور غارت گری کے تمام امکانات محدود کر دیئے۔ جن کی وجہ سے وہ علاقہ وسائل زندگی سے اکثر محروم تھا۔ پانی کی قلت کی وجہ سے غذا کی قلت رہتی اور اجناس نایاب رہتیں۔ اکثر علاقے پہاڑی اور ریگستانی تھے۔ دریا، ندیاں اور چشمے مفقود تھے۔ صرف دریائے سندھ اور اس کے بعض معاون دریا یہاں کے باشندوں کیلئے سب کچھ تھے بارش بھی انتہائی کم ہوتی۔ پورا ملک خشک گرم تھا۔ لوگ روکھی سوکھی کھا کر زندگی کاٹ رہے تھے۔ مسلمانوں نے آتے ہی اس علاقہ کو اپنے حسن انتظام سے وسائل رزق مہیا کیے۔ قحط و گرانی کے حالات میں دیگر علاقوں سے یہاں اجناس مہیا کر دی جاتیں۔ اور غلہ کی کمی کی شکایت سے عوام کو نجات دلادی۔ جنید بن عبد الرحمن کے دور میں بہت سارے لوگوں کو غیر آباد علاقوں میں جا کر آباد کیا اسی دور میں ہندوستانی جاٹوں کی معتد بہ تعداد کرمان، فارس، ایواز اور عراق کے شہر بصرہ، کوفہ اور کاشغر میں آباد ہوئی۔

اموی دور میں دریاؤں کے کناروں پر نخلستانوں کے باغ لگائے گئے اور دیگر میدانی علاقوں میں کنویں کھود کر وہاں چراگاہوں اور کاشتکاری کے مواقع پیدا کیے گئے۔ چشموں اور تالابوں سے بھی بڑا فائدہ اٹھایا گیا۔ کئی نئے شہر آباد کیے گئے جن میں کنیز (مکران) محفوظہ (سندھ) منصورہ (سندھ) اور دیبل کے مضافات میں بڑی مثالی آبادیاں تعمیر کی گئیں جن کی تعمیر فن تعمیر کا اعلیٰ نمونہ تھیں۔ ہر شہر میں مناسب بازار اور سڑکیں رکھی جاتی۔ تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ سندھ اور مکران میں

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کئی آبادیاں مسلمانوں کے زعماء کے ناموں پر معروف ہوئیں۔ اموی دور کی تعمیرات سراؤں اور سڑکوں کا حسن اہتمام یہاں بھی پورے طور پر ملتا ہے۔ عرب وہند کے تجارتی تعلقات میں یہی راستے بنیادی ذریعہ تھے۔ ان راستوں کو پڑاؤ پر آسائش اور مامون بنایا گیا۔ سایہ دار درختوں کے سلسلے راستوں کے دورویہ میں لگائے گئے۔ سراؤں کا انتظام کیا گیا۔ جہاں پر مسافروں کے رہنے اور کھانے کا پورا پورا انتظام رہتا۔

جیسا کہ ذکر کیا جاچکا ہے کہ وسائل معاش ومعیشت کی فراوانی، آب وہوا کی خوشگواری اور قدرتی حسن وجمال کے اعتبار سے مکران اور سندھ میں کوئی زیادہ کشش نہ تھی۔ یہ علاقے بھی عرب کی طرح خشک اور بے کیف زندگی کا مسکن تھے۔ لیکن یہ علاقے اس اعتبار سے عربوں کیلئے بڑے پرکشش تھے کہ سندھ ومکران کے علاقوں سے نکل کر آگے جو علاقے ان کی نگاہوں کا مرکز تھے وہ ان کیلئے بلاد الذہب یعنی سونے کے دیس تھے۔ جن میں صندل، کافور، قرنفل اور نوامل (گرم مصالحہ) جیسی عربوں کیلئے پرکشش اجناس کی بھرمار تھی۔ چنانچہ مسلمانوں نے ان علاقوں کو اپنے لئے بڑی خوشی سے مسکن بنایا۔ اموی دور کے بعد عباسی خلفاء کو ممالک محروسہ کے انتظام وانصرام کا موقع ملا۔ نبی امیہ کے ہاتھوں زراعت کو سب سے زیادہ عروج اندلس میں ملا۔ جبکہ دیگر علاقوں میں انہوں نے زیادہ تر انحصار مقامی لوگوں کے ہاتھوں رکھا۔ یہ بڑے بڑے زمیندار تھے۔ اور کئی دفعہ کے تجربہ سے پتہ چلا کہ معاملات میں خاصے صاحب بصیرت ہیں۔ عبدالملک بن مروان نے اپنے غیر معمولی سیاسی تدبر سے مالیاتی محاصل کی وصولی میں غبن کی بیماری کا خاتمہ کیا۔ کسی افسر کو ایک پائی تک ہضم کرنے کی جراءت نہ ہوتی تھی۔ لیکن آخری دور میں گرفت ڈھیلی پڑ گئی۔ عباسی خلفاء کے ہاتھ میں عنان حکومت آئی تو مالیاتی نظام خاصا پریشان کن تھا۔ لیکن ان کی بہتر مالیاتی پالیسی اور اعلیٰ نظم نسق نے جلد گرتی ہوئی معیشت کو سنبھال لیا۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس دور میں زراعت کو بڑی ترقی ملی اور یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ عباسی دور حکومت میں حکمرانوں کا نصب العین زراعت کی ترقی تھا۔ ۱۳۶ھ تک لگان پیمائشی طریقہ سے وصول کیا جاتا رہا۔ منصور نے اس میں اتنی ترمیم کی کہ گندم اور جو کی پیداوار کیلئے بٹوارہ کا طریقہ نافذ کردیا اور میوہ کے باغات کیلئے پیمائش کا قدیم دستور جاری رکھا۔ مہدی نے جب افسروں کی بدعنوانیوں کا ہدف باغات کو دیکھا تو اس نے بٹوارہ کا طریقہ ہمہ گیر کردیا۔ زمین اگر بے حد زرخیز ہوتی اور آبپاشی کے وسائل بہتر ہوتے تو پیداوار کا ۱/۲ حصہ ریاست کا حق ہوتا جبکہ رومی و ایرانی دور میں یہ شرح لگان اصل پیداوار کے نصف سے سے زیادہ ہوتی اور محصلین کے نذرانے اس پر مستزاد ہوتے۔ کاشتکار کے حالات کو بالکل نظر انداز کیا جاتا مسلمانوں نے ان تمام مظالم کا خاتمہ کیا۔ کاشتکاروں کو کاشت میں ہر ممکن سہولیات فراہم کی جاتیں اور اس کے بعد زمین کی زرخیزی، آبپاشی کے ذرائع اور موسمی حالات و ہنگامی واقعات کے مطابق کسان کو محاصل کی ادائیگی میں ہر ممکن رعایت دی جاتی۔

۹۲۰ء میں مامون نے زرخیز زمین کے ۱/۲ حصہ لگان میں اور تخفیف کر کے ۱/۵ کردیا۔ کابل، کلدان، عراق، الجزیرہ اور فارس کی زمینوں سے صلح نامہ کے مطابق ٹیکس وصول کیا جاتا۔ اس کی وجہ سے وہ علاقہ افسروں کی بے اعتدالیوں سے مامون رہے۔ شمالی فارس اور خراسان کے باشندوں کو بھی مصالحانہ ٹیکس دینے کی رعایت دی جاتی رہی۔ خشک سالی اور دیگر آفات کے وقت لگان میں مزید تخفیف کردی جاتی۔ معتصم باللہ کے دور میں جب الم انگیز قحط پڑا تو لگان کا ۱/۴ معاف کردیا گیا۔

عباسی حکومت کے دور عروج میں زراعت کی ترقی کا اندازہ اس طرح کیا جاسکتا ہے کہ ہارون کے زمانہ میں ریاست کی سالانہ آمدنی ۷۷ ملین درہم ۱/۲ ۴ ملین دینار تھی اور مامون کا صرف خرچ ۲۱۹۰ دینار سالانہ تھے۔ عہد عباسی میں بیت المال کے وسائل آمدنی تین شعبوں میں منقسم تھے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(الف) مال غنیمت کا ۱/۶

(ب) خراج (عشر اور جزیہ کی رقم بھی اسی مد میں داخل تھی)

(ج) صدقات

عہد عباسی میں کاشتکاری کی سرپرستی پر بڑا زور دیا جاتا رہا۔ کئی نہریں کھودوائی گئیں۔ تالابوں، چشموں، گھاٹوں، حوضوں اور ندی نالوں کی تعمیر کر کے آبپاشی کی سہولیات میں اضافہ کیا گیا۔ کیمیائی تجربہ گاہوں میں نباتات کے خواص اور حقائق پر تحقیق سے اس شعبہ کو ترقی دے کر مفتوحہ علاقوں میں انواع اقسام کے پھلوں اور پھولوں اور میووں کو متعارف کروایا گیا۔

الغرض ممالک محروسہ کے زرعی انقلاب کی اجمالی تصویر اس بات کی آئینہ دار ہے کہ مسلمانوں کے اخلاق و کردار، عدل گستری اور علمی میدان میں ان کی جستجو و تفحص نے ایک ایسے تمدن کو جنم دیا جس میں حاکم و محکوم، مالک و آقا اور مزارع و زمیندار کے غیر انسانی فرق کیلئے کوئی گنجائش نہ تھی۔ اس طرح آپ جس علمی برتری اور مادی ترقی آجکل نازاں ہیں اس کی ابتدا کا سہرا مسلمانوں کے سر ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احکام اراضی

ملکیت زمین: مسائل اراضی میں زمین کی ملکیت کا پہلو بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ ملکیت اور عدم ملکیت سے حقوق زراعت بڑی حد تک متبدل ہوتے ہیں۔ اس لیے احکام اراضی میں ملکیت زمین کے احکام کی بحث ہمارا سر آغاز ہے۔

ملکیت کا مفہوم: ملکیت ملک یملک کے مصدر سے ماخوذ ہے۔ جس کا مفہوم کسی چیز یا جائیداد کے بارے میں حق تصرف کے مکمل اختیارات رکھنا ہے۔ قاموس میں اس کے معانی کو اس طرح پیش کیا گیا ہے۔

احتواہ قادرٌ علی الاستبدادبہ(۱)

تاج العروس میں امام راغب کے حوالہ سے اس کے مفہوم کو اس طرح ظاہر کیا گیا ہے۔

الملک ھوا التصرف بالامروالنھی فی الجمھور(۲)

یعنی ملکیت سے مراد کسی چیز پر جمہور میں کسی فرد کو امر و نہی کے تصرف کا حق حاصل ہونا ہے۔

ایس ڈبلیو فالن(S.W.Fallon) نے اپنی کتاب اردو انگلش لاء اینڈ کمرشل ڈکشنری میں ملکیت کے مفہوم کو درج ذیل الفاظ سے واضح کیا ہے۔

1- Proprietary right in Land
2- Landed or real property

یعنی زمین یا اس طرح کی کسی حقیقی جائیداد پر کسی (فرد یا قوم) کے ترجیحی حقوق۔ قوانین وضعیہ میں ملکیت کی تعریف مختلف الفاظ میں ملتی ہے۔ مصری قانون میں

"الملکیۃ ھی الحق للمالک فی الا نتفاع بما یملکہ،والتصرف فیہ بطریقۃ مطلقۃ(۳)

۱۔ مصنفہ محمد الدین محمد آبادی مطبوعہ منشی نولکشور پریس لکھنو ۱۳۲۴ھ ج:۲ ص:۱۷۱

۲۔ تاج العروس من جواہر القاموس سید محمد مرتضے حسینی ج:۷ ص:۱۸۰

۳۔ الوسیط ج:۸ ص:۴۹۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی ملکیت مالک کا وہ حق ہے جس کی وجہ سے اسے اپنی چیز سے نفع حاصل کرنے اور اس میں مطلق طریقے سے تصرف کرنے کا اختیار ہے۔

جناب عبدالرزاق سنہوری نے مصری قانون کی دفعہ ۸۰۲ سے جو ملکیت کی تعریف اخذ کی ہے وہ قدرے اور واضح معانی کا پتہ دیتی ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

ان حق ملكية الشى هو حق الاستئثار باستعماله وباشتغلاله وبالتصرف فيه، على وجه دائم، وكل ذلك فى حدود القانون(۱)

یعنی کسی چیز کی ملکیت کا حق اس چیز کے استعمال، اور تصرف میں کلی وجوہ میں زیادہ طور پر موثر ہونے کا تقاضا کرتا ہے۔ لیکن یہ سب کچھ قانون کی حدود کے اندر ہی ہو۔ ابن سبکی نے ملکیت کی اس قسم کی تعریف پر اعتراض کیا ہے۔ ان کے کہنے کے مطابق ولی ہمیشہ مال میں تصرف کرنے میں مختار ہوتا ہے لیکن وہ مالک نہیں ہوتا(۵) اسی طرح ایک مانع کا وجود مسلم ہے جس کا ذکر تعریف میں ضروری ہے۔ صدر الشریعہ نے ملکیت سے مراد انسان اور مملوک شے کے درمیان وہ تعلق مراد لیا ہے جو اسے شے میں مطلق تصرف کا اختیار دیتا ہے اور اس میں دوسرے کسی فرد کے تصرف کو روکتا ہے۔ اس تعریف میں بھی تصرف کے حق کو ہی ملکیت کے ہم معنی ٹھہرالیا گیا ہے، جبکہ ملکیت کی بنیاد پر حاصل ہونے والے دیگر کئی حقوق جو کسی فرد کو حاصل ہوتے ہیں وہ شامل نہیں ہیں۔ مثلاً حق عدالت یا حق امانت، غرضیکہ تعریف ملکیت میں قانونی معانی ومفاہیم کو کماحقہ، جگہ دینے کیلئے مندرجہ ذیل امور کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔

(الف) اس تعلق یا تخصیص کا اظہار جو کسی انسان کا کسی شے سے ہے۔

(ب) شے سے اپنے تعلق یا تخصیص کی بنیاد پر حق تصرف اور حق انتفاع کی قدرت۔

(ج) حق تصرف یا حق انتفاع میں کوئی مانع نہ ہو مثلاً صغر سنی یا جنون۔

(د) حق تصرف یا حق انتفاع اصالتاً اور وکالتاً مکمل طور پر ہو۔

شریعت اسلامی کی روح کو مد نظر رکھ کر مندرجہ بالا امور کی روشنی میں ملکیت کی تعریف ان الفاظ میں ہوگی۔

۱۔ الوسیط ج:۸ ص:۳۹۳

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دے سکتی۔ اسی طرح کسی فرد کو یہ بھی اجازت نہیں کہ وہ زمین کے اندر چھپے ہوئے خزانوں سے نہ تو خود فائدہ اٹھائے اور نہ کسی کو اجازت دے۔ حکومت کو اس معاملے میں اختیار ہے اگر کوئی مالک کسی زمین سے بھرپور استفادہ کرنے سے قاصر ہے تو حکومت اس کو اس زمین کا متبادل فراہم کر کے یا اسے قیمتاً خرید کر اس زمین سے بے دخل کر سکتی ہے۔

۳۔ حق تصرف: زمین پر ملکیت کی بنیاد پر مالک کو حق تصرف کا جو حق حاصل ہوتا ہے یہ بڑا وسیع الاطراف ہے۔ اس حق کے تحت مالک کو زمین کی خرید و فروخت شراکت، قرض کے لئے رہن رکھنا، ھبہ کرنے، وصیت کرنے اور وقف کرنے کا اختیار ہے۔

انفرادی ملکیت میں مذکورہ بالا حقوق ایک فرد باسانی حاصل کر سکتا ہے جبکہ اجتماعی ملکیت میں تمام مالکان کی مرضی کے بغیر مذکورہ بالا جہات پر عمل نہیں ہو سکتا۔

اسی طرح اگر ملکیت میں آنے والی زمین پہلے ہی رہن ہو تو اس کی فروخت تبادلے یا اس کے ھبہ وغیرہ کرنے کا حق استعمال نہیں کیا جا سکتا۔ اسی طرح شفیع اگر تمام شفعہ کی شرائط پوری کرنے پر امادہ ہو تو پھر بھی مالک کو یہ اختیار نہیں کہ وہ کسی اور کو وہ زمین فروخت کرے۔ اسی طرح اموال موقوفہ میں چونکہ حق ملکیت مکمل طور پر نہیں ہوتا اس لئے وقف جائیداد پر بھی حق تصرف محدود رہتا ہے۔

کسی معاہدہ، وصیت اور مصلحت عامہ کی وجوہ پر حق تصرف میں کامل تصرف کے اختیارات محدود ہو جاتے ہیں۔

حق عامۃ الناس: مذکورہ بالا حقوق تو وہ تھے جو کسی مالک زمین کو حاصل تھے۔ اب ذیل میں چند ایسے حقوق کا ذکر کیا جائے گا جو عامۃ الناس کو اس زمین کے حوالے سے حاصل ہوں گے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(الف) حق جار: زمین کی حدود کے گرد و نواح میں آباد ہمسائیوں کو بھی زمین کے استعمال و استغلال میں اس حد تک حق حاصل ہے کہ کوئی امر بھی ان کیلئے پریشانی کا باعث نہ بنے۔ مثلاً کوئی آدمی اپنی زمین پر اس طرح عمارت کھڑی نہیں کرسکتا کہ پڑوسی کیلئے روشنی اور ہوا کا آنا ناممکن ہوجائے۔ اسی طرح کوئی بھی مالک اپنی زمین کے حق تصرف کے تحت یہ نہیں کرسکتا کہ پڑوسی کیلئے ضرر رساں عوامل وہاں جمع کردے۔

(ب) حق مرور: عامۃ الناس کو زمین کی روشوں پر گزرنے کا پورا پورا حق حاصل ہے، مگر مالک زمین کو ان راستوں کی نشاندھی کرنے کا بھی حق ہے جہاں عامۃ الناس کے جانے سے اس کی املاک یا فوائد کو نقصان پہنچ سکتا ہے۔ اسی طرح زمین کی حدود سے پانی گزارنے مویشی چرانے اور پلانے کی بھی اس حد تک اجازت ہے کہ اس سے مالک زمین کے مفادات مجروح نہ ہوتے ہوں۔

(ج) حق شرب: زمین کے اندر پھوٹنے والے قدرتی چشمے اور ان کی حریم عامۃ الناس کے لئے ممنوعہ نہیں قرار دی جاسکتیں۔ لوگوں کو مالک زمین کی اجازت سے اس کی ضرورت سے زائد پانی اپنی فصلوں تک لے جانے اور خالی زمینوں سے گزار کر وہاں کے چشمے، تالاب یا کنویں سے پانی پلانے کا حق ہے کسی بھی مالک زمین کو یہ حق نہیں کہ وہ اپنی زمین میں واقع تالاب، چشمے، کنویں یا گزرتے ندی نالے سے جانوروں، انسانوں اور راہ چلتے مسافروں کے لئے ان سے پانی پینے کا معاوضہ وصول کرے۔ یا اس پر پابندی عائد کرے۔

(د) حق استراحت: عامۃ الناس کو کسی بھی مالک کی ملک میں آنے والی زمین کے اندر اگنے والے درختوں کے سایہ میں استراحت کرنے کا اس حد تک حق حاصل ہے کہ اس سے اس کی کسی فصل یا اس کے مفاد کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ نہ ہو۔ گزرتے مسافروں کو سایہ دار درختوں میں بیٹھنے، خالی زمین پر پڑاؤ ڈالنے اور رات گزارنے کی اجازت حاصل کر کے قیام کرنے کا حق ہے۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضمیمہ

رسائل و کتب برائے مطالعہ (عربی)

۱- الاقتصاد فی الاعتقاد/الغزالی مطبع محمد علی صبیح، ۱۹۷۱ء

۲- تاریخ التشریع الاسلامی احکام المکیۃ والشفعۃ/عبد العظیم شرف الدین مطبوعہ ۱۹۶۹۔

۳- الشرکات فی الفقہ الاسلامی/الشیخ علی الخفیف مطبوعہ قاہرہ ۱۹۶۲ء

۴- اموال والحکم فی الاسلام/عبد القادر عودہ۔ مطبوعہ دار النذیر بغداد ۱۹۶۴ء

۵- المکتبۃ الخاصہ وحدودھا فی الاسلام/الاستاد عبد اللہ کنون مطبوعہ ۱۳۸۳ھ

۶- المکیۃ فی الاسلام/ابو النصر احمد الحسینی دار الکتب الحدیثہ مطبوعہ ۱۹۵۲ء

۷- المکتبۃ فی الشریعۃ الاسلامیۃ/الشیخ علی الخفیف (۲ جلد) محمد البحوث والدراسات العربیہ ۱۹۶۹ء

۸- المکتبۃ ونظریۃ العقد/ابو زہرہ مطبوعہ ۱۹۳۹ء

۹- تطور المکیۃ الفردیۃ/احمد محمد غنیم مطبوعہ الدار القومیۃ مصر۔

۱۰- حق المکیۃ/عبد المنعم فرج الصدہ مطبوعہ مصطفی الحلبی ۱۹۶۴ء

۱۱- دروس فی حق المکیۃ/عبد العزیز عامر۔ مطبوعہ دار النفضیۃ العربیہ ۱۹۸۷۔/۱۹۶۷ء

۱۲- قصۃ المکیۃ/عبد الواحد وافی مطبوعہ نہضۃ مصر ۱۹۵۸ء

۱۳- المکیۃ الخاصہ فی القانون المصری/احمد سلامہ۔ دار النہضۃ طبع ۱۹۶۸۔

۱۴- المکیۃ العقاریۃ فی مصر وتطورھا التاریخی منی الفراعنہ حتی الاف ۱۹۳۶۔/محمد کامل مرسی مطبع نوری قاہرہ ۱۹۳۶ء

۱۵- المکیۃ فی قوانین البلاد العربیہ/عبد المنعم۔ (اجزاء) معہد الدراسات العربیہ العالیہ

۱۶- المکیۃ فی النظام الاشتراکی۔/نزیہۃ المہدی۔ رسالۃ الدکتوراہ قدمت الی کلیۃ الحقوق جامعۃ القاہرہ ۱۹۷۱ء

۱۷- نظریۃ الحق/جمیل الشرقاوی دار النہضۃ العربیۃ القاہرہ ۱۹۶۶ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۸۔ نظریۃ الحق / محمد سامی مدکور۔ دار الفکر العربی قاہرہ ۱۹۵۷ء
۱۹۔ المفصل فی تاریخ العرب قبل الاسلام جواد علی، اکد کتور، ۔ بیروت دار العلم للملائین، ۱۹۸۰ء
۲۰۔ ترجمہ شیخ محمد احمد پانی پتی، محمد حسین ہیکل، حضرت ابو بکرؓ لاہور مکتبہ میری لائبریری ۱۹۷۹ء
۲۱۔ الاستخراج الاحکام الخراج / مرتبہ عبد اللہ صدیق۔ بیروت دار المعرفہ، س۔ن
۲۲۔ قرشی، یحی بن آدم، کتاب الخراج۔ لاہور، مکتبہ علمیہ، ۱۳۹۵ھ
۲۳۔ امام ابو یوسف قاضی۔ کتاب الخراج
۲۴۔ مقدمہ ابن خلدون۔ قاہرہ۔ مکتبہ خیریۃ، ۱۳۲۲ھ
۲۵۔ بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، قاہرہ۔ دار احیاء اثرات الاسلامی، س۔ن
۲۶۔ صحیح مسلم۔ دہلی۔ اصح المطابع، ۱۳۷۶ھ

(اردو)

۱۔ تفاقات معاشیہ / شاہ ولی اللہ مترجمہ شیخ بشیر احمد۔ لاہور: ادارہ حکمہ الاسلامیہ، ۱۹۶۹ء
۲۔ اسلام اور جدید معاشی نظریات / مولانا ابو الاعلی مودودی۔ لاہور اسلامک پبلی کیشنز، ۱۹۶۹ء
۳۔ اسلام اور نظام جاگیر داری وزمین داری / مناظر احسن گیلانی۔ لاہور، محکمہ اوقاف، ۱۹۷۵ء
۴۔ اسلام کا اقتصادی نظام / حفظ الرحمن سیوہاروی۔ دہلی، ندوۃ المصنفین، ۱۹۵۹ء
۵۔ اسلام کا زرعی نظام / مولانا محمد تقی امینی۔ دہلی، ندوۃ المصنفین، ۱۹۵۵ء
۶۔ اسلام کا قانون محاصل / انور محمد غفاری۔ لاہور، مرکز تحقیق دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری، ۱۹۸۳ء۔
۷۔ اسلام کا معاشی نظام / امین اللہ وشیر۔ لاہور، محکمہ اوقاف، ۱۹۶۷ء۔

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۸۔ اسلام کا معاشی نظام اور دور حاضر کے تقاضے/محمد یونس چوہدری۔ لاہور، الجہاد پبلشرز، ۱۹۸۰ء

۹۔ اسلام کا معاشی نظریہ/مظہر الدین صدیقی۔ لاہور: ادارہ ثقافت اسلامیہ، ۱۹۵۵ء

۱۰۔ اسلامی کی اقتصادی پالیسی/سید قطب شہید ترجمہ محمد نجات اللہ صدیقی۔ لاہور اسلامک پبلی کیشنز، ۱۹۶۹ء۔

۱۱۔ اسلام کے معاشی نظریے/محمد یوسف الدین۔ کراچی الائیڈ بک کمپنی، ۱۹۸۴ء

۱۲۔ اسلامی اقتصادیات اور جدید اقتصادی مکاتب/محمد باقر الصدر۔ تہران، سازمان تبلیغات اسلامی، ۱۴۰۶ھ۔

۱۳۔ اسلامی حکومت کا مالیاتی نظام اور زکوۃ عشر اور خراج کے احکام/سید عبدالشکور ترمذی، کتب خانہ جمیلی، ۱۳۹۹ھ

۱۴۔ اسلامی نظام/غلام احمد پرویز۔ کراچی، ادارہ طلوع اسلام، س۔ن۔

۱۵۔ اسلامی نظام میں معاشی اصلاحات کیا ہوں گی؟/مفتی محمد شفیع۔ کراچی، مرکز جمیعت علمائے اسلام، س۔ن

۱۶۔ اسلامی نظریہ حیات/خورشید احمد۔ کراچی، یونیورسٹی۔ س۔ن

۱۷۔ اسلامی نظم معیشت کے اصول اور مقاصد/مولانا ابوالاعلی مودودی۔ لاہور، اسلامک پبلی کیشنز، ۱۹۶۹ء۔

۱۸۔ تجدید معاشیات/مولانا عبدالباری ندوی۔ کراچی، نفیس اکیڈمی، ۱۹۶۲ء

۱۹۔ دور حاضر کے سیاسی اور اقتصادی مسائل اور اسلامی تعلیمات واشارات/سید محمد میاں۔ لاہور، مکتبہ قاسمیہ، ۱۹۸۳ء

۲۰۔ حجۃ اللہ البالغہ/شاہ ولی اللہ/مترجمہ عبدالرحیم۔ لاہور، قومی کتب خانہ، ۱۹۶۲ء

۲۱۔ مروجہ نظام زمین داری اور اسلام/محمد طاسین۔ لاہور، مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن، س۔ن

۲۲۔ معاشیات اسلام/مولانا سید ابوالاعلی مودودی۔ لاہور، اسلامک پبلی کیشنز، ۱۹۶۹ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مضامین (رسائل و جرائد)

۱- حضرت عمر کی زرعی اصلاحات مظہر الدین صدیقی ثقافت (اگست ۱۹۵۵ء) ص ۷

۲- ہمارے زرعی مسائل / پروفیسر محمد احمد ثقافت (نومبر ۱۹۵۵ء) ص ۵۴

۳- ہمارے زرعی مسائل / پروفیسر محمد احمد ثقافت (جولائی ۱۹۵۶ء) ص ۵۴

۴- اسلام اور اجتماعی ملکیت / مظہر الدین صدیقی ثقافت (نومبر ۵۶ء) ص ۴۶

۵- اسلامی قانونی وراثت / سید جعفر ندوی ثقافت (نومبر ۵۶ء ص ۴۶

۶- اسلام کے معاشی احکام اور عہد جدید / مظہر الدین صدیقی ثقافت (فروری ۵۷ء) ص ۳۱

۷- اسلام میں ملکیت زمین کا مسئلہ / ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی ثقافت (اپریل ۵۸ء) ص ۹

۸- ملکیت زمین / جعفر پھلواری (دسمبر ۵۸) ص ۶۵

۹- اسلام اور نظام جاگیرداری وزمینداری / مولانا عبد الرحمن طاہر سورتی۔ فکر و نظر اکتوبر ۱۹۷۵ء

۱۰- مزارعت کیوں ناجائز / مولانا طاسین۔ فکر و نظر دسمبر ۱۹۷۵ء

۱۱- عشر کی اہمیت وافادیت / حافظ احمد یار فکر و نظر جنوری ۱۹۸۴ء

۱۲- اسلامی نظام کے تحت معاشی اصلاحات / مولانا مفتی محمد شفیع صاحب البلاغ دسمبر ۱۹۶۷ء ص ۳

۱۳- اسلام کا نظام تقسیم دولت / حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب البلاغ اپریل ۱۹۶۸ء

۱۴- قومی ملکیت / مولانا سید ابوالاعلیٰ مودودی ترجمان القرآن دسمبر ۱۹۵۴ء ص ۶۶

۱۵- اسلامی ریاست کی معاشی ذمہ داریاں / محمد نجات اللہ صدیقی اکتوبر۔ نومبر ۱۹۶۲ء ص ۳۳

۱۶- زکوٰۃ و عشر کے اجرا سے پیدا ہونے والے چند سوالات (اداریہ) مارچ ۱۹۷۹ء ص ۳۷

۱۷- اسلام کا مالیاتی نظام / محمد یوسف گورایہ۔ فکر و نظر اسلام آباد جولائی ۱۹۶۹ء جون ۱۹۶۹ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱۸- مزارعت کی شرعی حیثیت /مولانا محمد طاسین فکرونظر اسلام آباد فروری مارچ ۱۹۷۴ء مئی - جون - جولائی - اگست ستمبر۔

۱۹- کیا مزارعت ناجائز اور مکان کا کرایہ ربا ہے /ڈاکٹر محمد صغیر حسن معصومی۔ فکرونظر اسلام آباد دسمبر ۱۹۷۴ء

۲۰- مزارعت اور ربا/ پروفیسر محمد یوسف گورایہ /فکر نظر اسلام آباد جون ۱۹۷۵ء

۲۱- عہد رسالت اور خلافت راشدہ میں تقسیم دولت کا نظام "ڈاکٹر محمد یوسف گورایہ ماہنامہ "فکرونظر" (فروری ۱۹۸۳ء) ص ۱۱-۳۶

۲۲- اسلام کا عادلانہ نظام محاصل /ڈاکٹر نور محمد غفاری فکرونظر (جون ۱۹۸۳ء)

۲۳- رسول اکرم ﷺ کی معاشی تعلیمات /خالد علوی فکرونظر (مارچ ۱۹۸۴ء) ص ۵-۱۸

۲۴- نفع ونقصان میں شرکت کا معاملہ اور اس کی شرعی حیثیت /مولانا محمد طاسین۔ فکرونظر (جولائی ۱۹۸۱ء) ص ۶-۳۱

۲۵- آڑھت کی شرعی حیثیت /رفیع اللہ شہاب فکرونظر (نومبر ۱۹۸۱ء)

۲۶- رسول اللہ ﷺ کی معاشی اصلاحات /پیر محمد کرم شاہ فکرونظر (مارچ ۱۹۸۲ء ص ۳۲-۴۴

۲۷- زرعی اصلاحات اور معاوضہ اراضی کی شرعی حیثیت /رفیع اللہ شہاب فکرونظر (جولائی ۱۹۷۲ء) ص ۳۷-۴۶

۲۸- اسلام اور ملکیت زمین /مولانا محمد طاسین۔ فکرونظر (اکتوبر ۱۹۷۲ء) ص ۲۲-۳۶

۲۹- کیا مزارعت ناجائز اور مکان کا کرایہ ربا ہے /رفیع اللہ شہاب فکرونظر (مارچ ۱۹۷۵ء) ص ۵۳-۵۱۱

۳۰- اسلام اور مسئلہ ملکیت زمین /اجلال القاسمی۔ فکرونظر (دسمبر ۱۹۷۰ء) ص ۴۲۰-۴۲۶

۳۱- "نگار" خدا نمبر /مرتبہ نیاز فتح پوری۔ لکھنؤ، سالنامہ ۱۹۵۶ء

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

24 Lockkegaard, freada. Islamic Taxation in the classic period with...Iraq. Lahore, 1979.

25 Poliak, A.N. Classifiction of land in the Islamic law. 1940.

26 Saeed, Hafeez Agriculture development in Pakistan, Karachi : press corporantion of Pakistan, 1979. 630. 7155491 SAE

27 The social and economic History of the roman Empire Oxford: Clarendon press, 1979.

28 Watson, Andrew.M.Agricultural innovtion in the early Islamic world, London: Cambridge University press, 1983.

29 Ziauddin Ahmed. Ushr and Ushr land. Islamic Studies XIX/2, 1980.pp. 76-94

30 Zia ul Haq. Land, lord and peasant in early Islam, Islamabad, 1977.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

Books Consulted

1 A handbook of early muhammadan tradition /A.J. Wensink. Lieden, 1960.

2 Abd-ul-Aziz Durani.Note on taxation in early Islam. JESHO, 1974.

3 Aghnides, N.P.Mohammadan theories of Finance, Lahore, 1961.

4 Baillie, Neil B.E. Mohammadan Laws on land-taxations, Lahore: 1979.

5 Bailey. Legacy of Dome. Oxford : Clarendon prress ,1968. pp475-512

6 Contemporary literature on Islamic Economics/ Dr. Nijatulla Siddiqui. Literature, 1978.

7 Datta,dvijadas.Landlordism in India,Bombay.D.B. Taraprrevala, 1931.

8 Dennett, D. C. Conversion and poll tax in early Islam,1950.

9 Fild,C.D.Land holding and the relations of Lanlords and the tenants in various countries, Calautta:Thacker, 1883.

10 Gibbon, Edward. The decline and fall, of the roman Empire . Newyork : The modern library,

11 Hasnain Rabie. The financial system of Egypt. London, 1972.

12 Islamic Revenue code trans. by Dr. Abid Ahmad Ali Lahore, 1979.

13 Lambton, A. K. S. Landlord and peasant in persia. London, 1953.

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

Articals

1 Cooper, Richards S. The assesment and collection of khiraj tax in medieval Egypt. Journal of the American Oriental societies. xcvi, 1976.

2 Farishta G. the land, kharaj Lands and the law of Zakat Islamic literature (Lahore 13/5 May 1967 pp. 5-9)

3 Imam ud din, S.M. Farming and storing in Muslim spain under theUmmayads(711-1031)Islamic Culture(Deccan)(XXXIII : 4, october 1959) pp.228-231

4 Imamuddin. Al-filahah(farming) in Mudin spain. Islamic Studies (1:4,december 1962)pp. 51-89

5 Hamidullah, M. Budgetting and the taxing in the time of the Holy Prophet.Journal of the pakistan Historical society iii, 1955 pp 1-11.

6 Hamidullah, Dr. M. " Budgeting and taxation in the time of Holy Prophet" The Islamic Literature Lahore. (III : 2, Feb 1956) pp. 15-24

7 Journal of the Economic and social history of the orient(V 3) Leiden, 1965.pp 90-92

114 (48)

www.KitaboSunnat.com

13825

محکم دلائل وبراہین سے مزین، متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

فہرست مطبوعات مرکز تحقیق

بدائع الصنائع جلد اول	ترجمہ:	ڈاکٹر محمود الحسن عارف	400/-
بدائع الصنائع جلد دوم	ترجمہ:	مولانا ظفر اللہ شفیق	375/-
بدائع الصنائع جلد چہارم	ترجمہ:	حافظ محمد سعد اللہ	275/-
بدائع الصنائع جلد ششم	ترجمہ:	ڈاکٹر عبد الواحد	280/-
بدائع الصنائع جلد ہفتم	ترجمہ:	پروفیسر خان محمد چاور	220/-
الموافقات للشاطبی جلد اول، دوم	ترجمہ:	مولانا عبد الرحمن کیلانی	500/-
اسلام کا قانون شہادت	تالیف:	مولانا سید محمد متین ہاشمی	55/-
اسلامی حدود اور انکا فلسفہ	تالیف:	مولانا سید محمد متین ہاشمی	24/-
القصاص فی الفقہ الاسلامی	ترجمہ:	سید عبد الرحمن بخاری	100/-
اسلام کا قانون تجارت	تالیف:	پروفیسر ڈاکٹر نور محمد غفاری	50/-
اسلام کا قانون محاصل	تالیف:	پروفیسر ڈاکٹر نور محمد غفاری	48/-
نبی کریم ﷺ کی معاشی زندگی	تالیف:	پروفیسر ڈاکٹر نور محمد غفاری	100/-
سرمایہ دارانہ نظام، انشورنس اور اسلام کا نظام کفالت جلد ۱	تالیف:	پروفیسر ڈاکٹر نور محمد غفاری	65/-
حضرت ابوذر غفاری کمزوروں اور غریبوں کے وکیل	تالیف	پروفیسر ڈاکٹر نور محمد غفاری	60/-
اسلام میں پولیس اور احتساب کا نظام	تالیف:	ڈاکٹر ساجد الرحمن صدیقی	45/-
اجتہاد اور تبدیلی احکام	تالیف:	مولانا مجیب اللہ ندوی	50/-
اسلام کے بین الاقوامی اصول و تصورات	تالیف:	مولانا مجیب اللہ ندوی	65/-
فتاویٰ عالمگیری کے مؤلفین	تالیف:	مولانا مجیب اللہ ندوی	36/-
اسلامی قانون محنت و اجرت	تالیف:	مولانا مجیب اللہ ندوی	65/-
اسلام کا معاشی نظام	تالیف:	پروفیسر ڈاکٹر نور محمد غفاری	140/-
غریبوں کا والی ﷺ	تالیف:	حافظ محمد سعد اللہ	120/-
اسلام کا قانون وقف	تالیف:	ڈاکٹر محمود الحسن عارف	110/-
مریض و معالج کے اسلامی احکام	تالیف:	ڈاکٹر عبد الواحد	110/-
اسلام کا قانون اراضی	تالیف:	نصرت علی اشیر	50/-
Islamic Law Of Tort	تالیف:	ڈاکٹر لیاقت علی خان نیازی	150/-
Islamic Law Of Contract	تالیف:	ڈاکٹر لیاقت علی خان نیازی	200/-
Institution of Muhtasib	تالیف:	ڈاکٹر لیاقت علی خان نیازی	200/-
Socio Economic Dimension Of Fiqh	تالیف:	ڈاکٹر حفظ الاسلام انصاری	90/-
Islamic Law of Evidence	تالیف:	ڈاکٹر انوار اللہ	110/
Dyal Singh Majeethia Life and Achivement	تالیف:		150/-
فہرست مخطوطات دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری جلد اول، دوم، سوم، چہارم، پنجم			280/-

منسلک کے خصوصی شمارے (1) اجتہاد نمبر -/80 (2) عشر نمبر حصہ اول دوم (مجلد) -/100

(3) سودی نظام نمبر حصہ اول دوم (پیپر بیک) -/72 (4) حیثیت نسواں نمبر حصہ اول دوم سوم -/108

(5) صدارتی شریعت نمبر حصہ اول دوم سوم (پیپر بیک) -/108 (6) عظمت محنت نمبر (مجلد) -/100